لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى
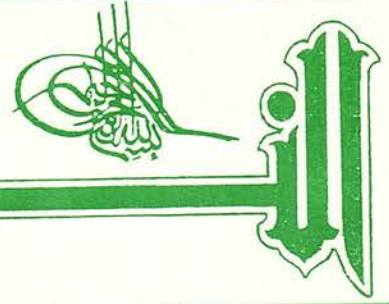
النور

جماعتہائے احمدیہ امریکہ

اداریہ

ایک عظیم خوشخبری

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عید الاضحیہ کے موقعہ پر اپنے خطبہ میں احباب جماعت کو یہ عظیم خوشخبری دی ہے کہ وہ کتاب جس کے متعلق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبات، خطابات اور مجالس سوال و جواب میں بارہا ذکر فرمایا ہے وہ بفضلہ تعالیٰ اب ہر لحاظ سے مکمل ہو گئی ہے اور سب کے لئے دستیاب ہو گی، انشاء اللہ۔

انگریزی زبان میں شائع ہونے والی اس کتاب کا نام ہے

Revelation, Rationality, Knowledge & Truth

خوبصورت، رنگین کور کے ساتھ آٹھ صد سے زائد صفحات پر مشتمل اس کتاب میں کئی ایک Illustrations اور تفصیلی انڈیکس شامل ہیں۔ یہ کتاب نہایت اہم مباحث پر مشتمل ہے مثلاً کیا وحی والہام اور عقل ایک دوسرے سے متصادم و متضاد چیزیں ہیں؟ الہام کا انسانی زندگی میں کیا عمل دخل ہے؟ کیا انسانی مسائل کے حل کے لئے صرف عقل ہی کافی نہیں؟ وحی والہام کی ضرورت کیا ہے؟ مختلف مذاہب میں الہام کا تصور کیا ہے؟ تاریخ، فلسفہ، علم ہیئت، زندگی کا مستقبل، ارتقاء، بعث بعد الموت اور دیگر بہت سے ایسے اہم

THE AHMADIYYA GAZETTE IS PUBLISHED BY THE **AHMADIYA MOVEMENT IN ISLAM,** INC., AT THE LOCAL ADDRESS 31 Sycamore St. P. O. Box 226, Chauncey, OH 45719. **PERIODICALS POSTAGE PAID AT CHAUNCEY, OHIO 45719.**
Postmaster: Send address changes to:
THE AHMADIYYA GAZETTE
P. O. Box 226
Chauncey, OH 45719-0226

موضوعات پر اس کتاب میں ٹھوس بحث کی گئی ہے۔ اکثر سوالات جو آج کے انسان کے ذہن میں پیدا ہوتے رہتے ہیں مثلاً زندگی کا آغاز کیسے ہوا، اس کائنات کی پیدائش کا مقصد کیا ہے؟ اس کا انجام کیا ہوگا؟ کیا دیگر سیاروں پر کوئی مخلوق موجود ہے؟ وغیرہ امور سے متعلق قرآن مجید کی قطعی تعلیمات اور سائنسی شواہد پر مبنی ایسے مضامین بیان کئے گئے ہیں جو انسانی قلوب واذہان کو مطمئن کرنے والے اور واحد و یگانہ خالق کائنات، علیم و حکیم اور قادر و مقتدر ہستی کے وجود کی حقانیت کو ثابت کرنے والے ہیں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے اس کتاب کے متعلق فرمایا تھا کہ یہ آپ کی عمر بھر کی علمی جستجو کا ماحصل اور نچوڑ ہے۔ اسلام کے عالمگیر غلبہ کی مہم میں یہ کتاب خدا تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی کردار ادا کرنے والی ہے۔ اس کتاب کی اہمیت سے متعلق حضور ایدہ اللہ کا یہ ارشاد ہی کافی ہے کہ یہ کتاب اللہ کی تائید سے لکھی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کی تائید مسلسل شامل حال رہی ہے۔ یہ کتاب آئندہ صدی کے لئے ہی نہیں بلکہ آئندہ آنے والی صدیوں کے لئے بھی دہریت کا سر توڑنے کے کام آئے گی۔ اس کا ہر باب قرآن کی سچائی کا زبردست ثبوت ہے اور دہریت کے سر پر ایک کاری ضرب لگاتا ہے۔

پس نہایت ضروری ہے کہ اس نہایت بلند پایہ علمی و تحقیقی تصنیف کی کثرت کے ساتھ اشاعت اور اس سے بھرپور استفادہ کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دی جائے۔ مغربی دنیا کے فلاسفروں، مفکروں، سائنس دانوں، مختلف یونیورسٹیز کے پروفیسرز، ریسرچ سکالرز اور مختلف علوم کے ماہرین اور دانشوروں تک اس کتاب کو منظم طور پر پہنچانا بہت اہمیت رکھتا ہے۔

موجودہ زمانہ میں تمام ادیان پر اسلام کی فضیلت اور قرآنی تعلیمات کی برتری کو ثابت کرنے کی غرض سے یہ اہم تصنیف آپ کو ایسے علمی و روحانی اسلحہ سے لیس کر دے گی جس کی مدد سے خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ دعوت الی اللہ کے ہر میدان میں کامیاب ہونگے۔ اس وقت یہ کتاب پریس میں ہے اور چند ہفتوں میں طبع ہو کر منظر عام پر آجائے گی۔ ہمیں امید ہے کہ احباب اس عظیم الشان تصنیف کے استقبال کیلئے ضروری تیاری کریں گے تاکہ جونہی یہ کتاب آپ تک پہنچے اس سے نہ صرف خود استفادہ کریں بلکہ باقاعدہ پروگرام کے تحت کثرت کے ساتھ مسلم و غیر مسلم سکالرز، پروفیسرز اور دانشوروں تک بھی یہ کتاب پہنچائی جائے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ہر لحاظ سے بے حد بابرکت فرمائے اور اس کے نتیجہ میں اسلام کے حق میں عظیم الشان عالمی انقلاب پیدا فرمائے اور لوگ کثرت کے ساتھ اسلام کی سچائی اور قرآن مجید کی حقانیت کے قائل ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوں اور وہ دن جلد تر آئے جب ساری دنیا توحید کے نور سے روشن ہو جائے اور کفر والحاد کے تمام اندھیرے ہمیشہ کے لئے زائل ہو جائیں۔

جولائی۔ اگست ۱۹۹۸ء   وفا۔ظہور ۱۳۷۷ھش

فہرست مضامین

نگران   صاحبزادہ مرزا مظفر احمد امیر جماعت امریکہ

مدیر   سید شمشاد احمد ناصر

القرآن الحکیم

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿۳۶﴾
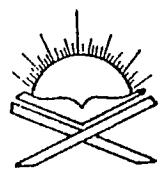
یقیناً کامل مسلمان مرد اور کامل مسلمان عورتیں اور کامل مومن مرد اور کامل مومن عورتیں اور کامل فرمانبردار مرد اور کامل فرمانبردار عورتیں اور کامل راست گو مرد اور کامل راست گو عورتیں اور کامل صبر کرنے والے مرد اور کامل صبر کرنے والی عورتیں اور کامل عجز دکھانے والے مرد اور کامل عجز دکھانے والی عورتیں اور کامل صدقہ کرنے والے مرد اور کامل صدقہ کرنے والی عورتیں اور کامل روزہ گذار مرد اور کامل روزہ گذار عورتیں اور پوری طرح اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور پوری طرح اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کا بہت ذکر کرنے والے مرد اور اللہ کا بہت ذکر کرنے والی عورتیں ان سب کے لیے اللہ نے بخشش کا سامان اور بڑا انعام تیار کر رکھا ہے۔

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

— عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَإِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ۔

(ابوداؤد کتاب النکاح باب تزویج الابکار، نسائی)

حضرت معقل بن یسارؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ایسی عورتوں سے شادی کرو جو محبت کرنا جانتی ہوں اور جن سے زیادہ اولاد پیدا ہو تاکہ میں کثرتِ افراد کی وجہ سے سابقہ امتوں پر فخر کر سکوں۔

— عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ۔

(مسلم کتاب النکاح باب الوصیۃ بالنساء)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کو اپنی مومنہ بیوی سے نفرت اور بغض نہیں رکھنا چاہیئے اگر اسکی ایک بات اُسے ناپسند ہے تو دوسری بات پسندیدہ ہوسکتی ہے (یعنی اگر اس کی کچھ باتیں ناپسندیدہ ہیں تو کچھ اچھی بھی ہوں گی۔ ہمیشہ اچھی باتوں پر تمہاری نظر رہنی چاہیئے۔)

— عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ یُهَوِّدَانِهٖ وَیُنَصِّرَانِهٖ وَیُمَجِّسَانِهٖ کَمَا تُنْتَجُ الْبَهِیْمَةُ بَهِیْمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِیْهَا مِنْ جَدْعَاءَ

(مسلم کتاب القدر باب معنی کل مولود یولد علی الفطر)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر بچہ فطرتِ اسلامی پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اُسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں یعنی قریبی ماحول سے بچے کا ذہن متاثر ہوتا ہے جیسے جانور کا بچہ صحیح سالم پیدا ہوتا ہے، کیا تمہیں اُن میں کوئی کان کٹا نظر آتا ہے؟ یعنی بعد میں لوگ اسکا کان کاٹتے ہیں اور اُسے عیب دار بنا دیتے ہیں۔

— عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ وَاَحْسِنُوْا اَدَبَهُمْ

(ابن ماجه ابواب الادب باب بر الوالد)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بچوں سے عزّت کے ساتھ پیش آؤ اور ان کی اچھی تربیت کرو۔

— عَنْ اَیُّوْبَ بْنِ مُوْسٰی عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهٗ مِنْ نَحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ۔

(ترمذی ابواب البر والصلۃ باب فی ادب الولد)

حضرت ایوبؒ اپنے والد اور پھر اپنے دادا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی بہترین اعلیٰ تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے

— عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا رَاَیْتُ اَحَدًا کَانَ اَشْبَهَ سَمْتًا وَّهَدْیًا وَّدَلًّا، وَفِیْ رِوَایَةٍ، حَدِیْثًا وَ کَلَامًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَاطِمَةَ کَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَیْهِ قَامَ اِلَیْهَا فَاَخَذَ بِیَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَاَجْلَسَهَا فِیْ مَجْلِسِهٖ وَکَانَ اِذَا دَخَلَ عَلَیْهَا قَامَتْ اِلَیْهِ فَاَخَذَتْ بِیَدِهٖ فَقَبَّلَتْهُ وَ اَجْلَسَتْهُ فِیْ مَجْلِسِهَا۔ ابوداؤد کتاب الادب باب فی القیام

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے فاطمہؓ سے بڑھ کر شکل و صورت، چال ڈھال اور گفتگو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ کسی اور کو نہیں دیکھا۔ فاطمہؓ جب کبھی حضورؐ سے ملنے آتیں تو حضورؐ ان کے لئے کھڑے ہو جاتے انکے ہاتھ کو پکڑ کر چومتے۔ اپنے بیٹھنے کی جگہ پر بٹھاتے۔ اسی طرح جب حضورؐ ملنے کیلئے فاطمہؓ کے یہاں تشریف لے جاتے تو وہ کھڑی ہو جاتیں۔ حضورؐ کے دستِ مبارک کو بوسہ دیتیں اور اپنی خاص بیٹھنے کی جگہ پر حضورؐ کو بٹھاتیں۔

ارشادات عالیہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ

میں سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کو پیار کرتا ہے اور انہیں کی اولاد بابرکت ہوتی ہے۔ جو خُداتعالیٰ کے حکموں کی تعمیل کرتا ہے۔ اور یہ کبھی نہیں ہوا اور نہ ہوگا کہ خُداتعالیٰ کا سچا فرمانبردار ہو' وہ یا اس کی اولاد تباہ و برباد ہو جاوے۔ دنیا ان لوگوں ہی کی برباد ہوتی ہے جو خُداتعالیٰ کو چھوڑتے ہیں اور دُنیا پر جھکتے ہیں۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 395)

ہدایت اور تربیت حقیقی خدا کا فعل ہے۔ سخت پیچھا کرنا اور ایک امر پر اصرار کو حد سے گذار دینا یعنی بات بات پر بچوں کو روکنا اور ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا ہم ہی ہدایت کے مالک ہیں اور ہم اس کو اپنی مرضی کے مطابق ایک راہ پر لے آئیں گے یہ ایک قسم کا شرک خفی ہے اس سے ہماری جماعت کو پرہیز کرنا چاہئے۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 309)

اگر کوئی شخص خود دار اور اپنے نفس کی باگ کو قابو سے نہ دینے والا اور پورا متحمل اور بُردبار اور باسکون اور باوقار ہو تو اسے البتہ حق پہنچتا ہے کہ کسی وقت مناسب پر کسی حد تک بچہ کو سزا دے یا چشم نمائی کرے۔ مگر مغلوب الغضب اور سبک سر اور طائش العقل ہرگز سزاوار نہیں کہ بچوں کی تربیت کا متکفل ہو۔ جس طرح اور جس قدر سزا دینے میں کوشش کی جاتی ہے کاش دُعا میں لگ جائیں اور بچوں کے لئے سوز دل سے دعا کرنے کو ایک حزب ٹھہرالیں اس لئے کہ والدین کی دُعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 308)

داڑھی رکھنا اور اُسترے کا استعمال

یہ انسان کے دل کا خیال ہے بعض انگریز تو داڑھی اور مونچھ سب کچھ منڈوا دیتے ہیں وہ اسے خوبصورتی خیال کرتے ہیں اور ہمیں اس سے ایسی کراہت آتی ہے کہ سامنے ہو تو کھانا کھانے کو جی نہیں چاہتا۔ داڑھی کا جو طریق انبیاء اور راستبازوں نے اختیار کیا ہے وہ بہت پسندیدہ ہے۔ البتہ اگر بہت لمبی ہو جاوے تو کٹوا دینی چاہئیے۔ ایک مُشت رہے۔ خدا نے یہ ایک امتیاز مرد اور عورت کے درمیان رکھ دیا ہے۔"

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۸۸)

دین کی خاطر اپنے اموال کو کماحقہ خدا کی راہ میں خرچ کریں اور کسی قسم کی بد دیانتی اور کمی اس میں نہ کریں

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۶/ جون ۱۹۹۸ء)

واشنگٹن (۲۶/ جون) : سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد بیت الرحمٰن واشنگٹن میں پڑھایا۔ آج جماعت احمدیہ امریکہ کا پچاسواں سالانہ جلسہ سالانہ بھی شروع ہو رہا ہے۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورۃ البقرہ کی آیات الٓمّٓ سے لے کر وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ تک، نیز یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے لے کر بِمَا کَانُوْا یَکْذِبُوْنَ تک تلاوت فرمائیں۔ اور فرمایا کہ 'ذٰلِکَ' میں قرآن کریم کی عظمت کی طرف بھی اشارہ ہے اور ان پیشگوئیوں کی عظمت کی طرف بھی جو پہلی کتب میں بیان ہوئی ہیں۔ حضور انور نے مذکورہ بالا آیات کا بصیرت افروز ترجمہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ کتاب متقیوں کے لئے ہدایت ہے اور متقیوں کی نشانی یہ ہے کہ وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ بھی جو غیب میں ہے اس پر بھی ایمان لاتے ہیں۔ اس غیب پر ایمان کے نتیجہ میں دو باتیں ضرور پیدا ہوتی ہیں ایک یہ کہ وہ متقی نماز قائم کرتے ہیں اور دوسرے یہ کہ انفاق فی سبیل اللہ کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ جب نماز قائم کرتے ہیں تو غائب خدا حاضر ہو جاتا ہے۔ اس طرح انفاق فی سبیل اللہ سے بھی غائب خدا کے جلوے نظر آتے ہیں۔

حضور نے فرمایا وہ لوگ جو غیب پر ایمان نہیں رکھتے ان کے چندوں میں کمی آجاتی ہے۔ ان کا خیال ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو ان کے چندوں اور مالی قربانیوں کا کوئی پتہ نہیں لگتا اس لئے وہ اس پہلو سے ایک دھوکے میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کو اور مومنوں کو یعنی نظام جماعت کو دھوکہ دینے لگتے ہیں۔ چنانچہ ان کا ذکر آیت یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا .... الخ میں ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ان آیات کو آج خطبہ کے لئے اس لئے موضوع بنایا ہے کہ جماعت کا مالی سال ختم ہو رہا ہے اور

جماعتیں مجھے لکھتی ہیں کہ دعا کریں کہ چندوں کی وصولی میں ساری کمیاں دور ہو جائیں۔

حضور نے فرمایا امریکہ میں ایسے لوگوں کی تعداد کافی بڑی ہے جو ان آیات کے تحت آتے ہیں اور مجھے قطعی طور پر علم ہے اور ان کے بارہ میں حلفیہ طور پر میں کہہ سکتا ہوں کہ ان کی آمدنیاں بہت زیادہ ہیں اس شرح سے جو وہ جماعت کو پیش کرتے ہیں۔ اور اس کے برعکس ان لوگوں کو بھی جانتا ہوں جو اپنی آمدنی کے مطابق ہی نہیں بلکہ اس سے بہت بڑھ کر دیتے ہیں۔ پس وہ لوگ جو اپنی آمدنی کے لحاظ سے کم دیتے ہیں اگر وہ اپنے چندوں کی ادائیگی پوری طرح کریں تو امریکہ جماعت کے سارے کے سارے اخراجات صرف چندہ عام میں مقررہ حصہ سے ہی پورے ہو سکتے ہیں۔

احادیث کے حوالوں سے اس مضمون کی وضاحت کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ حدیث میں آتا ہے کہ ہر روز رات کو دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں۔ ایک فرشتہ کہتا ہے کہ اے اللہ! سخی کو اور دے اور اس طرح کے ایسے اور دینے والے پیدا کر۔ دوسرا فرشتہ کہتا ہے کہ اے اللہ! روک رکھنے والے کے مال کو ہلاک کر دے۔ فرمایا یہ دعا عام دنیا دار پر لاگو نہیں ہوتی بلکہ وہ جو خدا کے بندے بنے ہوئے ہیں وہ اگر خسیس اور بخیل ہوں تو ان پر لاگو ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کا فرض تھا کہ وہ خدا تعالیٰ کی خاطر خرچ کریں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دیگر احادیث کی روشنی میں انفاق فی سبیل اللہ اور مالی قربانی کی طرف احباب جماعت کو

توجہ دلائی۔ بعدازاں حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ کی مثالیں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کا مسلک ہی بالکل اور تھا۔ وہ اپنے سارے مال کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں پر نچھاور کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔ مگر اب حالات کچھ بدل چکے ہیں کہ مال تو لوگوں کے پاس بہت ہے مگر وہ دل کے غریب ہو چکے ہیں۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سب سے زیادہ پیارے اور عزیز حضرت مولوی حکیم نورالدین رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود ان کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ اگر میں اجازت دوں تو وہ اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں دینے کے لئے بے چین رہتے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس سے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی سیرت کا یہ پہلو بھی سامنے آتا ہے کہ خدا کی راہ میں سب کچھ خرچ کر دینا ان کے دل کی تمنا ہے مگر امام وقت کی اجازت اس میں روک ہے جس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی وجہ سے وہ اپنی تمنا کو دبائے ہوئے تھے۔ بعدازاں حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں لکھے ہوئے حضرت حکیم مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ کے ایک خط کا ذکر فرمایا۔ انہوں نے اپنے آقا کی خدمت میں لکھا کہ میں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ بھی ہے وہ آپ کا ہے۔ حضرت پیرومرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ اگر میرا سارا مال بھی دین کی اشاعت کے کام آئے تو میں اپنی مراد کو پہنچ گیا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا مجھے بھی بعض لوگ اپنا سارا مال دین کی خاطر دینے کے لئے لکھتے ہیں لیکن میں بھی ان کو اجازت نہیں دیتا اس وجہ سے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے اجازت نہ دینے کا حق دیا ہے۔

اس کے بعد حضور انور نے حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت منشی اروڑے خان رضی اللہ عنہ کی بے مثال قربانی اور قربانی کی تڑپ کا واقعہ سنایا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات بیان فرمائیں جن میں مالی قربانی میں بخل کرنے والوں اور قربانی نہ کرنے والوں کو جماعت سے الگ کر دینے کا ارشاد ہے۔

حضور نے فرمایا خدا تعالیٰ جو فرماتا ہے کہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ اس میں یہ فرمایا ہے کہ تم کبھی بھی نیکی نہیں پا سکتے جب تک وہ خرچ نہ کرو جو محبت کے ساتھ ہو۔ پس یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی محبت میں خرچ کرنا چاہئے کیونکہ محبت کرنے کے نتیجہ میں خرچ کا سلیقہ آتا ہے اور بخل اور کنجوسی کا ایک ہی علاج ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت میں گرفتار ہوں۔ فرمایا خرچ کرنے کے لئے محبت کا ہونا ضروری ہے۔ آپ جو اپنی اولاد پر خرچ کرتے ہیں وہ آپ کی اس سے محبت کے نتیجہ میں ہے۔ اس میں آپ بخل نہیں کرتے۔ فرمایا یہ محبت بھی دعا سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کی یہ دعا بہت ہی پیاری ہے کہ:

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ .... الخ

حضور نے فرمایا میں آپ کو کس طرح سمجھاؤں کہ ان باتوں پر عمل کریں اور دین کی خاطر اپنے اموال کو کما حقہ خدا کی راہ میں خرچ کریں اور کسی قسم کی بددیانتی اور کمی اس میں نہ کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کوئی ادنیٰ درجہ کے نواب کی خیانت کر کے اس کے سامنے نہیں ہو سکتا تو پھر کوئی احکم الحاکمین کی خیانت کر کے اس کو کس طرح منہ دکھا سکتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فقرہ دل کو ہلا دینے والا ہے۔ فرمایا کہ میں جو بار بار تاکید کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو یہ اس وجہ سے کرتا ہوں کہ امریکہ کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کی ضرورت ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا میرا جی

چاہتا ہے کہ جن کے بارہ میں قطعی طور پر علم ہے کہ وہ چندہ جات کی ادائیگی میں دیانت داری سے کام نہیں لیتے ان کے ساتھ وہی سلوک کروں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہمیں ان کے ایک پیسہ کی بھی ضرورت نہیں۔ فرمایا ایسے لوگوں سے جن کا مجھے علم ہے کہ ان کی یہ حالت ہے ان سے میں کوئی ہدیہ بھی منظور نہیں کرتا، ان سے کسی قسم کا ہدیہ لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

حضور نے فرمایا کہ امریکہ کی جماعت اس کام کے لئے پروفیشنل رضاکار مقرر کرے جو ایسے لوگوں کی آمدنیوں کا جائزہ لے کر رپورٹ بنائے کہ کون کتنا دیتا ہے اور پھر ان لوگوں کے ماضی کے دس سال کے چندے واپس کر دیئے جائیں۔ اور اگر اس وجہ سے جماعت امریکہ کو یہ خدشہ ہو کہ ان کے پاس اپنی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے رقم کم ہو جائے گی تو اس کو پورا کرنے کی ضمانت میں دیتا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ جب تک یہ عمل پورا نہیں ہوتا اس وقت تک میں امید کرتا ہوں کہ جو لوگ صاحب ضمیر ہیں وہ ابھی اس سلسلہ میں اپنی کمزوریاں دور کر لیں گے۔

سیّدنا حضرت مُصلح موعودؓ فرماتے ہیں

"خلیفہ استاد ہے اور جماعت کا ہر فرد شاگرد۔ جو لفظ بھی خلیفہ کے مُنہ سے نکلے وہ عمل کئے بغیر نہیں چھوڑنا"

(الفضل ۲ مارچ ۱۹۴۶ء صہ ۳)

خطبہ جمعہ

وہ لوگ جو خدا کی خاطر تنگی میں خرچ کرتے ہیں اللہ کبھی ان کا ہاتھ تنگ نہیں رہنے دیتا

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۲؍ مئی ۱۹۹۸ء بمطابق ۲۲؍ ہجرت ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام بادکروئس ناخ (جرمنی)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿هَآ نْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ. فَمِنْكُمْ مَنْ یَبْخَلُ. وَمَنْ یَبْخَلْ فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَفْسِهٖ. وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْماً غَیْرَكُمْ. ثُمَّ لَا یَكُوْنُوْآ اَمْثَالَكُمْ﴾۔ (سورۃ محمّد آیت ۳۹)

آج اس خطبے سے مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے انیسویں سالانہ اجتماع کا آغاز ہو رہا ہے۔ مگر خطبے میں جو مضمون میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں اس کا صرف خدام سے تعلق نہیں، نہ ہی محض جماعت جرمنی سے ہے بلکہ اس خطبے کے مضمون کا تعلق تمام دنیا کی جماعتوں کے ساتھ ہے۔ اس لئے جہاں مالی تحریک کے متعلق میں زور دوں وہاں غلط فہمی سے یہ نہ سمجھیں کہ جماعت جرمنی مخاطب ہے، جماعت جرمنی کے بعض افراد بھی مخاطب ہو سکتے ہیں مگر جماعتی جرمنی کی اکثریت سے مالی قربانی کے متعلق کوئی شکوہ نہیں۔ وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ وہ بھی مخاطب ہیں ان کو بہر حال اپنے نفوس پر غور کرنا چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ کس حد تک وہ اسلام کی مالی قربانی کی تحریک کے مطابق پورے اترتے ہیں۔ پس معیّن طور پر نہ میں خدام کی بات کر رہا ہوں، نہ انصار کی، نہ لجنات کی، سبھی مخاطب ہو سکتے ہیں اور کون ہو سکتا ہے یہ فیصلہ سننے والے نے خود کرنا ہے۔ اس تمہید کے بعد اب میں اس آیت سے متعلق تشریحی ترجمہ پیش کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے هَآ نْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ سنو تم ہی وہ لوگ ہو جن کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے بلایا جا رہا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا اعزاز کا فقرہ ہے۔ اگر آپ غور کریں تو دل اللہ کی حمد میں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس حال میں ڈوب جائیں گے کہ ہمیں مخاطب کر کے خدا فرما رہا ہے کہ تمہیں چن لیا گیا ہے اور یہ صورت حال آج سوائے جماعت احمدیہ کے تمام عالم اسلام میں کسی پر صادق نہیں آتی۔ هَآ نْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ دکھاؤ تو سہی اور جماعت، مذہبی یا غیر مذہبی، جو اس طرح اللہ کی راہ میں براہ راست دین یا غریبوں پر خرچ کرنے کے لئے دعوت دے رہی ہو اور جس کو اللہ دعوت دے رہا ہو کہ اٹھو اور نیک کاموں میں خرچ کرو، آج میں تم سے مخاطب ہوں۔

اس پہلو سے امر واقعہ یہ ہے کہ آپ کے سوا خدا تعالیٰ آج کے زمانے میں کسی سے اس طرح مخاطب نہیں جس طرح اس آیت کریمہ میں اس نے خطاب فرمایا ہے۔ هَآ نْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ۔ "هٰٓؤُلَآءِ" کے لفظ نے ایک مزید زور پیدا کر دیا سنو! سنو! تم ہی تو وہ ہو جن کو اس بات کی طرف بلایا جا رہا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اس کے بعد ایک اظہار ہے شکوے کا سا۔ فَمِنْكُمْ مَنْ یَبْخَلُ اس کے باوجود تم ہی میں سے وہ بھی ہیں جو بخل سے کام لیتے ہیں۔ تو یہ دوسرا حصہ ہے جو خدا کا بندے پر شکوہ ہے۔ اس کے متعلق میں نے عرض کیا تھا کہ آپ میں سے کسی کے متعلق معین شکوہ میرے ذہن میں نہیں ہے۔ مجھے تو جہاں تک جماعت جرمنی دکھائی دیتی ہے مالی قربانیوں میں بہت آگے بڑھی ہوئی ہے اور مسلسل ہر آواز پر لبیک کہتی ہے اس میں لجنات بھی شامل ہیں، انصار اللہ، بچے، سارے کے سارے، خدام تو ہیں ہی، سب میرے نزدیک اس پہلو سے اللہ کے فضل کے ساتھ بہت اچھے ہیں لیکن ہو سکتا ہے بعض سننے والے سمجھ جائیں کہ یہ شکوہ ان سے بھی ہے پس ان کو اس امر کی طرف خصوصیت سے توجہ کرنی چاہئے۔

فرمایا فَمِنْكُمْ مَنْ یَبْخَلُ. وَمَنْ یَبْخَلْ فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَفْسِهٖ لیکن یاد رکھو کہ اگر بخل سے کام لوگے تو اپنے نفس کے خلاف بخل سے کام لے رہے ہو گے۔ تمہیں اس بخل کا کوئی بھی فائدہ نہیں پہنچے گا بلکہ الٹا نقصان ہے اور آنے والا وقت ثابت کر دے گا کہ خدا کی راہ میں ہاتھ روک کر خرچ کرنے کے نتیجے میں تمہیں روحانی نقصان تو جو پہنچنا تھا پہنچا، مالی نقصان بھی بہت پہنچا ہے اور یہ وہ بات ہے جس کو ساری جماعت کی تاریخ دوہراتی چلی آرہی ہے۔ میں نے بارہا ایسی مثالیں آپ کے سامنے رکھی ہیں جن میں مجھے ایسے دوستوں سے واسطہ پڑا جنہوں نے اقرار کیا کہ ایک وقت وہ تھا کہ وہ اپنی مالی تنگی کی وجہ سے خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے ہاتھ روک رہے تھے۔ میرا ایک خطبہ انہوں نے سنا جس میں یہی مضمون بیان ہو رہا تھا جو میں نے اب بیان کیا ہے۔ اُس دن انہوں نے عہد کر لیا کہ مالی تنگی یا مالی فراخی یہ دونوں باتیں ہمارے لئے اب بے محل ہو گئی ہیں، خدا کی راہ میں ضرور خرچ کرنا ہے۔ ایک شخص نے مجھے کہا کہ میں نے سوچا ہے کہ قرض لے کر بھی کرنا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اپنے بچوں پر قرض لے کر خرچ کرتا ہوں جب کار خراب ہوتی ہے تو قرض لے کر ٹھیک کراتا ہوں۔ قرضوں کے بوجھ تلے اپنی ذات کی وجہ سے دب گیا ہوں۔ تو انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے سوچا کہ کیوں نہ اللہ کی وجہ سے قرض لوں ان قرضوں میں کچھ اضافہ ہو گا ایک اضافہ تو سچا اضافہ ہو گا، ایک اضافہ تو نیک اضافہ ہو گا۔ یہ عہد کر کے انہوں نے اپنی زندگی کا رخ بدل دیا، ایسا رخ پلٹا کہ ان کے سارے قرضے اتر گئے۔ تمام مالی تنگی، مالی فراخی میں بدل گئی اور پھر بڑھ چڑھ کر انہوں نے اپنی خواہش کے مطابق خدا کی راہ میں خرچ کرنا شروع کر دیا۔ وہ صاحب فوت ہو چکے ہیں۔ اس موقع پر میں ان کا نام نہیں لینا چاہتا لیکن میں یہ بتاتا ہوں کہ لفظاً لفظاً انہوں نے یہی کچھ لکھا جو میں نے آپ کے سامنے بیان کیا ہے لیکن یہ تو آغاز تھا۔ جب میری خلافت کا آغاز ہوا ہے انہی دنوں میں میں نے کچھ ایسے خطبے دئے تھے جن کے نتیجے میں یہ واقعہ پیش آیا اس کے بعد تو مسلسل یہی بات ساری دنیا میں اسی طرح رونما ہو رہی ہے۔ پس یہ حکمت کی بات ہے اپنے پلّے باندھ لیں۔ **وہ لوگ جو خدا کی خاطر تنگی میں خرچ کرتے ہیں اللہ کبھی ان کا ہاتھ تنگ نہیں رہنے دیتا۔ جو فراخی میں خرچ کرتے ہیں ان سے بھی اللہ کا حسنِ سلوک ہے ان پر بھی رحم فرماتا ہے لیکن ان کو بہت پسند کرتا ہے جو تنگی کے**

باوجود خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اور اس کے جواب میں اللہ کو تو کوئی تنگی نہیں اسلئے وہ بے انتہا عطا فرماتا ہے اتنا کہ شمار میں بھی نہیں آسکتا۔

لیکن اس تعلق میں میں ایک نصیحت، جو آپ میں سے میرے اس وقت مخاطب ہیں، آپ خود جانتے ہیں کون ہیں، ان کو کرنی چاہتا ہوں کہ نیت یہ نہ کریں کہ تنگی میں خدا کی خاطر خرچ کریں گے تو تنگی دور ہوگی۔ جب یہ نیت کریں گے تو یہ نیت آپ کی نیکی کو ذرا سا میلا کر دے گی۔ اس کے نتیجے میں اللہ اپنا وعدہ تو بہر حال پورا کرے گا، ضرور دے گا اور زیادہ دے گا لیکن ممکن ہے خدا کی رضا جوئی سے آپ محروم رہ جائیں، خدا کی رضا حاصل کرنے سے آپ نسبتاً محروم رہ جائیں۔ اس لئے میرا مشورہ، یہی ہے کہ نیتوں کو بالکل پاک اور صاف کریں اور کوشش کریں کہ اس حالت میں، تنگی میں خرچ کریں کہ اگر خدا اس کے مقابل پر دنیا کی آسائش نہ بھی عطا فرمائے تو روح سجدہ ریز رہنی چاہئے۔ روح اللہ سے راضی رہنی چاہئے۔ اگر یہ کریں گے تو لازماً اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی آپ کے حالات بدلے گا اور آخرت میں بھی آپ کو وہ جزا دے گا جس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔

پھر فرمایا وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ یہ جو بخل کی بات ہو رہی ہے اس پہ ہو سکتا ہے کسی احمق کو یہ خیال گزرے کہ اللہ ہم سے مانگ رہا ہے اور بعض احمق اور منافق یہ کہتے بھی ہیں کہ اللہ اگر غنی ہے، اللہ نے سب کچھ دیا ہے تو ہم سے کیوں مانگتا ہے، اس کا مطلب ہے کہ ہم امیر ہیں اور اللہ فقیر ہے۔ اس جاہلانہ خیال کو رد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ یاد رکھو اللہ غنی ہے اور تم فقیر ہو۔ امر واقعہ یہ ہے کہ جو کچھ بھی بندوں کو ملا ہے اللہ ہی نے تو دیا ہے وہ اپنے گھر سے تو نہیں لے کے آئے۔ پس جو کچھ دیا ہے اس کو اللہ کے حضور پیش کرنے میں اگر یہ دعویٰ کریں کہ خدا فقیر ہے جو ہم سے مانگ رہا ہے تو اس سے بڑی جہالت اور کیا ہو سکتی ہے۔ جس میں سے وہ مانگ رہا ہے وہ اسی کا دیا ہوا ہے اس لئے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ بندے امیر ہوں اور خدا فقیر ہو۔ مانگنے یا نہ مانگنے فقیر بندے ہی رہیں گے۔

اللہ جس نے عطا کیا ہے وہ کبھی فقیر نہیں ہو سکتا، وہ بہر حال غنی رہے گا۔ اور غنی کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ بے نیاز، وہ تمہاری باتوں سے بے نیاز ہے تم چاہو تو اس کو فقیر کہتے رہو لیکن یاد رکھو کہ اس کہنے سے خدا کی شان میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اس کی شان کبریٰ تمہاری پہنچ سے بہت بالا ہے۔ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ فرمایا اگر تم لوگ پھر جاؤ یعنی اللہ تعالیٰ کی ان باتوں کی طرف توجہ نہ کرو اور اعراض کرو تو یاد رکھو یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ تمہارے بدلے ایک اور قوم لے آئے گا وہ پھر تمہارے جیسے نہیں ہونگے۔ اس میں جماعت احمدیہ کو، چونکہ میرے نزدیک جماعت احمدیہ ہی خصوصیت سے مخاطب ہے، ایک بہت گہرا یقین کا پیغام ہے۔ فرمایا اگر تم میں سے بعض لوگ ایسے ہوں جو یہی سمجھتے رہیں کہ ہمیں کیا ضرورت ہے خدا کو کچھ دینے کی، وہ غنی سب کچھ دے سکتا ہے وہ واقعۃً کر کے بھی دکھائے گا پھر۔ جماعت کی ضرورتیں لازماً پوری ہونگی۔ یا ان لوگوں میں پاک تبدیلیوں کے نتیجے میں جو جماعت کے ساتھ وابستہ ہیں یا ان کو چھوڑ کر اللہ ایک نئی قوم لے آئے گا اور وہ مالک ہے اور خالق ہے وہی لوگوں کے حالات بدل سکتا ہے۔ پس وہ لوگ جو ہم سے اس وقت باہر ہیں بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو لے آئے اور ہم ان سے پیچھے رہ جائیں۔ یہ وہ وارننگ ہے جس کو جماعت احمدیہ جرمنی کو بھی اپنے اوپر اطلاق کر کے دیکھنا چاہئے۔ وارننگ سے مطلب ہے انتباہ، **آپ کے اندر ایسی قومیں پیدا ہو رہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مالی قربانی میں بہت آگے بڑھ رہی ہیں۔ بعض ایسے نئے آنے والے ہیں اگرچہ بہت زیادہ نہیں مگر بعض ایسے ہیں جن کی مالی قربانی پر مجھے رشک آتا ہے۔** نہایت تنگی ترشی میں زندگی بسر کرنے کے باوجود بعض ایسے ہیں جو پھر بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو اپنا اعزاز سمجھتے ہیں۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ہم نے کوئی احسان کیا ہے۔ اور ایسے ہیں جن کے حالات پہلے اچھے نہیں تھے مگر یہ کرنے کے بعد ان کے حالات بہتر ہوئے اور بہتر ہوتے ہوئے حالات کے ساتھ ساتھ ان کی قربانی کا معیار بھی بڑھتا گیا۔

پس یاد رکھیں اگر خدانخواستہ، اگر خدانخواستہ جماعت جرمنی کے ان احمدیوں کو جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنائے جائیں اور ان کے حالات اچھے کر دئے جائیں یہ گمان گزرے کہ یہ جماعت ہم پر چل رہی ہے، ہمارے چندوں کی محتاج ہے تو اللہ ان کو دور کر دے گا۔ ہو سکتا ہے ان کا انجام احمدیت پر نہ ہو اور ان کی جگہ دوسرے ایسے ضرور لے آئے گا جو ان پر ثابت کر دیں کہ جماعت کو تمہاری کوئی ضرورت نہیں۔ اللہ ہی ہے جو ضرورتیں پوری کرنے والا ہے اور جیسے چاہے اسی طرح وہ ان ضرورتوں کو پوری کر سکتا ہے۔ یہ تو مختصر تشریح تو ہے، مگر مختصر تشریح ہے ان آیات کی جو آپ کے سامنے میں نے تلاوت کی۔ اب میں ایک حدیث نبوی آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں بلکہ اس کے بعد ایک اور حدیث نبوی آپ کے سامنے رکھوں گا جس میں اسی مضمون کو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنے ایک الگ رنگ میں بیان فرمایا ہے۔

حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں کچھ خرچ کرتا ہے اسے اس کے بدلہ میں سات سو گنا زیادہ ثواب دیا جاتا ہے۔ یہاں لفظ ثواب نہیں تھا یعنی عربی لفظوں میں لفظ ثواب نہیں ہے مگر ترجمہ کرنے والے بعض دفعہ اپنی طرف سے وضاحت کی خاطر بعض لفظ زائد کر دیا کرتے ہیں۔ صرف اتنا فرمایا ہے کہ سات سو گنا زیادہ دیا جائے گا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس سات سو گنا کا تعلق اسی دنیا سے ہے۔ آخرت میں تو شمار ہی کوئی نہیں۔ اس لئے ثواب جب کہہ دیا تو معاملہ غلط کر دیا ترجمہ کرنے والے نے۔ مضمون کو خود نہیں سمجھا اور خواہ مخواہ اللہ کی رحمت کو محدود کرنے کی کوشش کی ہے۔ ثواب تو لا محدود ہوگا جیسا کہ قرآن کریم کی دوسری آیات سے ثابت ہے۔ اور سات سو گنا سے مراد اس دنیا میں کم از کم سات سو گنا ہے کیونکہ دوسری جگہ قرآن کریم میں ایک مثال بیان ہوئی ہے ایسی کھیتی کی جس پر ہر دانہ جو بویا جائے سات سو گنا دانوں میں بدل جاتا ہے اور میں نے پہلے حساب لگا کر ایک دفعہ خطبے میں بیان کیا تھا کہ واقعۃً جب کھیتیاں بوٹا مارتی ہیں، پنجابی محاورہ ہے مگر بہت اچھا کہ بوٹا مارتی ہیں، تو ہر دانہ سات سات بالیوں میں تقسیم ہو سکتا ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک سو سو دانوں والے خوشے نکالتی ہیں تو حسابی رو سے ہم نے تجربہ کر کے دیکھا ہے۔ ایک محدود پیمانے پر میں نے اپنی زمین پر بھی تجربہ کیا تھا واقعۃً ایک ایک دانہ جو لگایا گیا وہ سات سو دانوں میں تبدیل ہوا۔ اگرچہ وسیع پیمانے پر ایسا کرنا زمیندار کے لئے مشکل ہے کیونکہ بہت سی کاشت کی خرابیاں حائل ہو جاتی ہیں مگر سات سو والا تجربہ میں خود کر چکا ہوں واقعۃً ایسا ہو سکتا ہے۔ مگر یہ خیال کہ صرف سات سو گنا ہوگا یہ بھی غلط ہے کیونکہ اس وعدے کے معاً بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پس جس کے لئے وہ چاہے اور بھی بڑھا دیتا ہے۔

چنانچہ دنیا میں جو ترقی یافتہ قومیں ہیں ان کی کھیتوں کا حال اس سات سو گنا والی مثال سے آگے ہے۔ بہت سے ایسے بیج ہیں مثلاً مکئی کے بیج جو اس سے بھی زیادہ پھل لے آتے ہیں اور طے شدہ حقیقت ہے کہ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ کا مضمون ان پر پورا اترتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سات سو گنا کا وعدہ تو ہے مگر یاد رکھو اس پر بھی میں اگر چاہوں تو جس کے لئے چاہوں اس سے بڑھا سکتا ہوں۔ پس یہ دونوں باتیں اس دنیا میں انسانی زندگی پر صادق آنے والی باتیں ہیں۔ جہاں تک آخرت کا تعلق ہے میں نے بیان کیا ہے اس کا تو حساب ہی کوئی نہیں، کوئی شمار ہی نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بکثرت اس مضمون پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہیں کہ آخرت میں جو کچھ عطا ہوگا جیسا کہ قرآن نے بھی بارہا بیان فرمایا ہے اس کا تصور بھی انسان نہیں کر سکتا۔ دنیا کی عطا کو اس کے مقابل پر کوئی بھی نسبت نہیں ہوگی۔

اب میں ایک نسبتاً لمبی حدیث حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں جو حضرت عمرؓ بن خطاب سے مروی ہے۔ یہ حدیث اور اس سے ملتی جلتی بہت سی حدیثیں ہیں۔ میں نے آج اس حدیث کو لے لیا ہے لیکن اس کے علاوہ بہت سی ملتی جلتی حدیثیں تھیں جو چھوڑ کر الگ کر دیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا بیان کہ اللہ کس طرح اپنے بندے کو عطا کرتا ہے اتنا دردناک ہے کہ میرے لئے جذباتی لحاظ سے ممکن ہی نہیں تھا کہ میں اسے آپ کے سامنے پڑھ کر سنا سکوں۔ جب اللہ کا ذکر ہو اور محمدؐ رسول اللہ کر رہے ہوں کیسے برداشت کر سکتا ہوں کہ ہچکیوں کے بغیر میں آپ کے سامنے وہ بیان کر سکوں۔ پس میں نے ایک ایسے کام پر ہاتھ نہیں ڈالا جو میرے لئے ناممکن تھا لیکن یہ حدیث میں سمجھتا ہوں میرے لئے پڑھنی نسبتاً آسان تھی اس لئے یہ میں نے آپ کے لئے چن لی ہے۔

حضرت زید اپنے والد اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اسلم نے حضرت عمرؓ بن خطاب کو یہ فرماتے

ہوئے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمیں ایک جنگی ضرورت کے لئے خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی تحریک فرمائی۔ حضرت عمرؓ یہ عرض کرتے ہیں کہ ان دنوں میرے پاس کافی مال ہوا کرتا تھا۔ میں نے دل میں کہا اگر میں ابو بکر سے زیادہ ثواب کما سکتا ہوں تو آج موقعہ ہے۔ میں آدھا مال لے کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضورؐ نے مجھ سے دریافت فرمایا عمر کتنا مال لائے ہو اور کس قدر بال بچوں کے لئے چھوڑ آئے ہو۔ میں نے عرض کی حضور آدھا مال لایا ہوں اور آدھا چھوڑ آیا ہوں۔ اب ابو بکر جو کچھ ان کے پاس تھا وہ سب لے کر آگئے۔ حضور علیہ السلام نے ابو بکر سے دریافت فرمایا ابو بکر کتنا مال لائے ہو اور کس قدر گھر والوں کے لئے چھوڑ آئے ہو۔ ابو بکرؓ نے عرض کیا حضور جو کچھ میرے پاس تھا وہ سب لے آیا ہوں۔ جو کچھ پاس تھا وہ سب لے آیا ہوں اور بال بچوں کے لئے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمرؓ کہنے لگے یہ سن کر میں نے اپنے آپ سے کہا کہ میں ابو بکر سے کبھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اس سے زیادہ اور ہو کیا سکتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں، "حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا معاملہ اکثر سنا ہوگا ایک دفعہ جب راہ خدا میں مال دینے کا حکم ہوا تو گھر کا کل اثاثہ لے آئے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دریافت کیا کہ گھر میں کیا چھوڑ آئے ہو تو فرمایا کہ خدا اور اس کے رسول کو گھر چھوڑ آیا ہوں"۔ کتنا پیارا جواب ہے خدا اور رسول کو گھر میں چھوڑ آیا ہوں۔ رسول کے سامنے حاضر تھے، سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کھڑے تھے اور کہہ رہے تھے گھر میں اللہ اور آپ کو چھوڑ آیا ہوں۔ بہت ہی پر لطف جواب ہے، ایسا کہ روح وجد میں آجاتی ہے۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۴۳ رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء)

بخاری کتاب الزکوٰۃ میں یہ بھی درج ہے کہ اگرچہ صحابہ کرام سخت تنگ دست تھے تاہم ان کو تھوڑا بہت جو کچھ ملتا تھا اس کو صدقہ خیرات کر دیتے تھے۔ حضرت ابو سعید انصاریؓ سے روایت ہے کہ جب آیت صدقہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام بازاروں میں جاتے اور حمالی کرتے۔ محنت مزدوری میں جو کچھ ملتا اس کو صدقہ کر دیتے۔

یہ وہ سنت ہے جس کو ایک دفعہ میں نے جماعت میں دوبارہ زندہ کرنے کی کوشش کی تھی اور غالباً یہیں آپ لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ اگرچہ آپ کا وقت ہمہ تن خدمت دین میں مصروف رہتا ہے مگر اس مبارک سنت کو زندہ کرنے کی خاطر اگر تھوڑا سا وقت کچھ پھول ہی لے کر بازار میں بیچ آیا کریں اس نیت سے کہ جو کمائی ہے وہ کلیۃً اللہ کے حضور پیش کروں گا۔ یا اور کچھ اپنے کاروبار کے علاوہ تھوڑا سا حصہ محض اس وجہ سے کاروبار میں لگائیں کہ جو کچھ آمد ہو گی وہ اللہ کے حضور پیش کریں گے۔ اس تحریک کے نتیجے میں مجھے بہت سی عورتوں نے یہ لکھا کہ ہم اب اس غرض سے سلائی کرتی ہیں۔ اور جہاں تک میرا علم ہے انہوں نے مستقل اس کو عادت بنا لیا ہے کہ سلائی کا کام جہاں بچوں کے لئے کرتی ہیں کچھ تھوڑی سی سلائی وہ اللہ کی رضا کے حصول کی خاطر اس لئے کرتی ہیں کہ جو بھی آمد ہو گی وہ دین کی راہ میں پیش کر دیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ترغیب و تحریص سے صحابہ کرام اور بھی زیادہ صدقہ و خیرات کی طرف مائل ہو گئے۔ سنن ابوداؤد میں ذکر ہے کہ ایک بار آپ نے خطبہ عید میں صدقہ کی ترغیب دی۔ عورتوں کا مجمع تھا حضرت بلالؓ دامن پھیلائے ہوئے تھے اور عورتیں اپنے کان کی بالیاں اور ہاتھ کی انگوٹھیاں پھینکتی جاتی تھیں۔ (اس موقعہ پر حضور کی آواز جذبات سے گلوگیر ہو گئی۔ چنانچہ فرمایا) اب جو میں جذباتی ہوا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ میں احمدی عورتوں کو بکثرت جانتا ہوں جو مسلسل یہ سنت زندہ کرتی چلی جا رہی ہیں۔ اس لئے **قرآن کریم کا پہلا خطاب کہ هَآ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ کتنا سچا ہے جو آج جماعت احمدیہ کے سوا کسی پر اطلاق پا ہی نہیں سکتا۔ وہی سنت نبوی اُس زمانے کی چودہ سو سال پہلے کی، آج اگر کوئی جماعت زندہ کر رہی ہے تو وہ احمدیہ جماعت زندہ کر رہی ہے۔** یہ احمدی خواتین ہی ہیں جو مسلسل اس قربانی میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک ایسا نمونہ پیدا کر رہی ہیں کہ صحابہ کے زمانے کی یاد اس طرح تازہ ہوتی ہے جیسے ایک تازہ پھول کو آپ سونگھ رہے ہیں وہ اپنا رنگ دکھا رہا ہو اور اپنی خوشبو دے رہا ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، "ہر ایک پہلو سے خدا کی اطاعت کرو اور ہر ایک شخص جو اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل سمجھتا ہے"۔ اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل سمجھتا ہے کا مطلب یہ ہے کہ بہت سے لوگوں کو غلط فہمی ہوتی ہے کہ ہم بیعت کنندہ ہیں، ہم بیعت میں داخل ہیں۔ فرمایا اپنی بیعت کو اس طرح پرکھو، آگے جو ذکر چلتا ہے وہاں بیعت پرکھنے کا مضمون ہے۔ "جو اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل سمجھتا ہے اس کے لئے اب وقت ہے کہ اپنے مال سے بھی اس سلسلے کی خدمت کرے"۔

اب یاد رکھیں کہ یہ تحریک جو مالی تحریک کر رہا ہوں۔ ہرگز یہ وجہ نہیں کہ جماعت کو کوئی مالی تنگی ہے۔ ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا، ایک رات بھی مجھ پر ایسی نہیں آئی جس میں یہ فکر ہو کہ خدا کے دین کی یہ ضرورت ہے اسے کہاں سے پورا کروں گا۔ بلاشبہ، ہمیشہ اللہ تعالیٰ خود دلوں میں تحریک کرتا ہے اور وہ ضرورت کو پورا کر دیتے ہیں۔ اس لئے نعوذ باللہ من ذالک ناشکری کے طور پر میں یہ تحریک نہیں کر رہا۔ میں اس لئے کر رہا ہوں کہ جو بھی اس تحریک کے نتیجے میں مالی قربانی کریں گے ان کا بھلا ہو گا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی تمام بہبود اس بات سے وابستہ ہو جائے گی کہ وہ خدا کی راہ میں خرچ کر رہے ہیں۔ دین بھی سنور جائے گا اور دنیا بھی سنور جائے گی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ !! ۔ ۔ ۔ ۔

(بقیہ صفحہ ۲۰)

لوگ خلیفہ کو ایک نظر دیکھنے کے لئے ترسیں گے۔

حضور نے فرمایا کہ جو لوگ اپنے چندے پورے ادا نہیں کرتے ان کے لئے میں دل میں شدید تلخی محسوس کرتا ہوں مگر یہ غصے کی تلخی نہیں بلکہ دکھ کی تلخی ہے۔ میں ان کو حقیر نہیں سمجھتا بلکہ رحم کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ وہ اپنے ہی ہاتھوں ظلم کا نشانہ بن رہے ہیں۔

حضور نے بچوں کی تربیت اور انہیں غیر معاشرہ کے بداثرات سے بچانے کی طرف خصوصی توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ اپنی حفاظت کرو اور اپنے دین کی حفاظت کرو۔ اللہ آپ کو اسکی توفیق دے۔ مجھے بھی دعاؤں میں یاد رکھیں کہ جن مقاصد کے لئے میں یہاں آیا ہوں اللہ تعالیٰ ان مقاصد کو پورا کرے۔ ☆......☆......☆

داڑھی رکھنا ہمارے اندرونی اخلاق کی حفاظت کے لئے ضروری ہے

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کا اہم ارشاد

17۔ مئی 98ء کو مجلس انصاراللہ جرمنی کے سالانہ اجتماع 1998ء سے خطاب کرتے ہوئے حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے داڑھی کے متعلق جو ارشاد فرمایا اس کا متن شائع کیا جا رہا ہے۔

"میں امیر صاحب سے انگریزی میں مخاطب تھا کیونکہ یہ اردو نہیں جانتے مگر یہ پیغام ایسا ہے امیر صاحب نے مجھے یاد کرایا ہے کہ جو باتیں انگریزی میں ہوئی ہیں۔ لازماً اردو بولنے والوں کے لئے اردو میں اس کا ترجمہ ضروری ہے۔ میں نے پہلے تو اس بات پر اپنی خفگی کا اظہار کیا کہ میں بارہا یہ کہہ چکا ہوں کہ مجلس انصاراللہ کے سٹیج سے یا کسی بھی ایسی سٹیج سے جس پر میں بھی بیٹھا ہوا ہوں کوئی احمدی جو بغیر داڑھی کے ہے وہ نہ تلاوت کرے گا نہ نظم پڑھے گا اور اس چیز پر سختی سے انگلینڈ میں عمل ہوتا ہے۔ کئی ایسے اچھی آواز والے جن کی داڑھی نہیں تھی پروگرام میں ان کا نام تھا مگر میں نے Cancel کر دیا۔ اور پھر وہ دوسری دفعہ آئے اگلے سال تو داڑھی رکھی ہوئی تھی۔ یہ چیز ہمارے اندرونی اخلاق کی حفاظت کے لئے ضروری ہے۔ داڑھی ایک سنت ہے اور ہم اس طرح اس کے ساتھ سلوک نہیں کر سکتے کہ جس طرح ہو یا نہ ہو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ انصاراللہ کی عمر میں پہنچ کے جبکہ داڑھیاں بڑھنی ضروری ہیں وہ لوگ جن کی چھوٹی چھوٹی داڑھیاں ہوا کرتی تھیں۔ انصار میں گئے تو پوری داڑھیاں رکھ لیں۔ اس کے برعکس منظر ہو کہ جوانی میں تو تھوڑی بہت توفیق ہو اور انصار میں داخل ہو کر سب کچھ مونڈ دو۔ ہماری سٹیج کو ساری دنیا میں لوگ دیکھتے ہیں اور یہ نمونہ صرف احمدی انصاراللہ کے لئے نہیں بلکہ غیر احمدیوں کے سامنے بھی ہوتا ہے۔ اور وہ جائز اعتراض کریں گے کہ یہ جو سنت کے علمبردار بنے پھرتے ہیں ان کے سٹیج دیکھو کہ کس طرح کے لوگ ان میں شامل ہوتے ہیں اس لئے یہ نہایت ہی نامناسب حرکت ہوئی ہے میرے نزدیک تو آئندہ سے کوئی بھی کسی مقابلے میں شامل ہی نہ ہو یعنی علمی مقابلہ جات میں۔ جن کی داڑھی نہ ہو۔ ان کو رد کر دیا کریں۔ گھٹیا آوازیں بہتر ہیں اس سے کہ گھٹیا چہرہ ہو۔ اس لئے ان سب کو آئندہ رد کیا جائے گا کسی مقابلے میں وہ انصاراللہ کے شامل نہیں ہوں گے جو بغیر داڑھی کے ہوں۔ اور جہاں تک خدام الاحمدیہ کا تعلق ہے۔ وہاں بھی سٹیج پر بے داڑھی والا نہ تلاوت کرے گا نہ نظم پڑھے گا۔ سمجھ گئے ہیں اچھی طرح۔ آئندہ سے اس بات کی حفاظت کریں۔ یہ رجحان بڑھتا جا رہا ہے۔ کہ داڑھی کو لوگ ترک کر رہے ہیں۔ اور یہ جائز بات نہیں۔ اس کے برعکس بعض غیر احمدی مسلمان داڑھی کے معاملے میں ضرورت سے بھی زیادہ سختی کرتے ہیں گر چہرہ سجا تو ہوا ہوتا ہے داڑھی سے۔ احمدیوں نے یہاں خاص طور پر جرمنی میں تو اپنا شعار ہی بنا لیا ہے۔ کہ داڑھی مونڈو تو پھر احمدی دکھائی دو گے۔ یہ ناقابل برداشت بات ہے۔ آئندہ سے امیر صاحب اور صدر صاحب انصاراللہ اور صدر خدام الاحمدیہ ان باتوں کا خیال رکھیں گے۔

☆......☆......☆......☆

ہر خاتون کے لئے ایک نصیحت

(حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے لجنہ اماء اللہ جرمنی کے ۱۹۹۱ء اگست ۱۹۹۱ء کے خطاب سے)

اس خطاب میں صرف صدر لجنہ ہی مخاطب نہیں۔ آپ میں سے ہر ایک جو عہدیدار ہے وہ بھی مخاطب ہے۔ آپ میں سے ہر ایک جو گھر کی مالکہ بنائی گئی ہے وہ بھی مخاطب ہے۔ آپ میں سے ہر ایک بچی، جو اپنے گھر میں رہتی ہے اور ابھی صاحبِ اختیار نہیں ہوئی، بھی مخاطب ہے۔

یہ ایسی نصیحت ہے جس کا تعلق آپ کی اپنی زندگی سے ہی نہیں آپ کے ماحول سے ہی نہیں بلکہ آئندہ آنے والی نسلوں سے بھی بڑا گہرا تعلق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم کا اندازِ نصیحت سیکھیں اور اس اندازِ نصیحت کو اپنا لیں، حرزِ جان بنا لیں، اور اسے اپنی جان سے زیادہ، اپنی روح سے زیادہ عزیز رکھیں۔ پھر خدا تعالیٰ آپ کے اندر ایک عظیم الشان قوت پیدا فرمائے گا جو اثر رکھتی ہوگی، جو دلوں کو تبدیل کرنے کی اہلیت رکھتی ہوگی۔

دِل کا درد عظیم انقلاب برپا کر دیتا ہے

وہ مائیں جو یہ شکایت کرتی ہیں کہ ہماری اولاد بڑی ہو گئی اور جرمن ماحول میں اُن کے ساتھ یہ ہو گیا اور امریکن ماحول میں یہ ہو گیا۔ ہماری کچھ پیش نہیں جاتی۔ ان کی آنکھیں بدل گئیں۔ وہ یہ سوچتی نہیں کہ آغاز انہی کی طرف سے ہوا ہے۔ ابتداء ہی سے جب یہ آنکھیں بدلنے لگی تھیں اس ماں کے دل میں وہ درد پیدا نہیں ہوا تھا جو بچے پر گہرا اثر پیدا کر سکتا تھا۔ اگر وہ اس وقت پیدا ہو جاتا تو کبھی بچہ وہ منزلیں طے نہ کرتا جن منزلوں کو طے کرنے کے بعد پھر ماں کی آواز بھی اس کو سنائی نہیں دیتی۔ وہ ماں کے درد کو بھی نہیں دیکھ سکتا۔ ایسی ہی کیفیت ہے جس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے۔

صُمٌّۢ بُكۡمٌ عُمۡیٌ فَهُمۡ لَا یَرۡجِعُوۡنَ ۙ (سورۃ البقرہ: ۱۹)

اب تو یہ لوگ بہرے ہو گئے، اندھے ہو گئے، گونگے ہو گئے اب تو نہیں لوٹیں گے اب تو ہاتھ سے نکل گئے اس وقت کیوں روتے ہو۔ جب ابھی کانوں میں قوتِ شنوائی موجود تھی۔ جب آنکھوں میں بصارت تھی، بصیرت تھی اُس وقت ان کو دکھانا چاہیئے تھا۔ اُس وقت اپنا غم ان کو دکھاتے، اُس وقت اپنے دل کی روداد ان کو سناتے تو ضرور اثر پڑتا لیکن اب جب کہ وہ ان نوروں سے بے بہرہ ہو چکے ہیں اب تمہاری آواز ان کو سنائی نہیں دے گی۔ یہ وہ مضمون ہے جو قرآن کریم نے بیان فرمایا اور جس کو بارہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے مختلف رنگ میں ہم پر روشن فرمایا۔ جس کو ہم بار بار بھول جاتے ہیں اور بار بار اُس سے دُکھ اُٹھاتے ہیں۔ اس لئے وہ مائیں جو سچے دل سے اپنی اولاد کی بھلائی چاہتی ہیں ان کے لئے لازم ہے کہ ان کی غلطی پر ڈانٹیں ڈپٹیں نہیں، مارنا نہ شروع کر دیں، اپنے غصوں کو ان معصوموں پر نہ نکالیں۔ اپنے درد کو ان پر برسائیں، اپنے درد کو سجدوں میں برسائیں۔

وہ دل کا درد ہے جو عظیم انقلاب پیدا کر دیا کرتا ہے۔ اس کی طاقت کے آگے دُنیا کی کوئی دوسری طاقت نہیں ٹھہر سکتی۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو رحمۃ للعالمین قرار دیا گیا۔ اور کسی نبی کو کیوں نہ یہ لقب عطا فرمایا؟ اس لئے کہ تمام جہانوں کے لئے سب سے زیادہ درد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دل میں تھا تبھی آپ رحمت بن سکتے تھے اگر درد نہ ہوتا اور خشک نصیحت ہوتی تو ساری دُنیا کے لئے ایک زحمت بن جاتے۔ مُلّا اور خشک ناصح کی باتوں سے تو انسان گھبراتا ہے اور نفرت کرتا ہے۔ کہتا ہے جاؤ! یہاں سے دفع ہو جاؤ! اپنی نصیحتیں لے جاؤ! ہم پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ لیکن صاحبِ دل کی نصیحت کا اور اثر ہوا کرتا ہے وہ تو ماں ہو جاتا ہے بعض دفعہ ماں سے بھی بڑھ کر ہو جاتا ہے۔ جیسے حضرت محمد رسول اللہ تھے۔

اپنے اندر وہ صفات پیدا کریں جو آپ کی تنظیمی تربیت کی ضرورتوں کو بھی پورا کریں گی اور گھریلو تربیت کی ضرورتوں کو بھی پورا کریں گی اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

غصے اور نفرت سے دلوں کو پاک کرنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر بنی نوع انسان کی اصلاح ممکن نہیں۔ بنی نوع انسان تو کجا آپ کے اپنے گھر کی اصلاح بھی ممکن نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بچوں کو نماز کی تاکید کرو

حضرت عمرو بن شعیبؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز پڑھنے کی تاکید کرو۔ اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے پر سختی کرو

(ابوداؤد باب متیٰ یؤمر الغلام بالصلوٰۃ)

جو شخص خدا تعالیٰ کا ہو جائے تو پھر یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ اپنے بھائیوں کا نہ ہو

اس دور میں خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کی تعلیم کی طرف خاص طور پر میری توجہ پھیری ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۹/ جون ۱۹۹۸ء)

واشنگٹن، امریکہ (۱۹/ جون): حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ جماعت احمدیہ واشنگٹن امریکہ کی مسجد بیت الرحمان میں ارشاد فرمایا۔ جمعہ میں شمولیت کے لئے واشنگٹن اور اردگرد کے علاقوں سے لوگ کثرت سے شامل ہوئے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورہ النمل کی آیت ۹۱ ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ اکثر احباب یہ سوال کرتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کا حوالہ دے کر بھی پوچھتے ہیں کہ قرآن کریم میں کل احکام ہیں کتنے؟ کیونکہ بعض جگہ پانچ سو، بعض جگہ سات سو اور بعض جگہ اور تعداد کا ذکر آتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف "ازالہ اوہام" روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۵۰ کا حوالہ دے کر بتایا کہ یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قرآن کریم میں بڑے حکم صرف دو ہی ہیں۔ یعنی توحید اور بنی نوع انسان سے ہمدردی۔ اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حکم بھی اصل میں ایک ہی ہے کیونکہ جو شخص خدا تعالیٰ کا ہو جائے تو پھر یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ اپنے بھائیوں کا نہ ہو اور بنی نوع انسان کے لئے ہمدردی نہ رکھتا ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے حوالہ سے حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ نفس کے تین درجے ہیں۔ نفس امّارہ، لوّامہ اور نفس مطمئنہ۔ اور اصلاح کے بھی تین ہی درجے ہیں۔ اول یہ کہ انسان کو ادنیٰ درجہ کے انسانی خلق سکھائے جائیں جو اسے جانوروں سے ممتاز کر دیں۔ دوم یہ کہ اس حالت سے ترقی کر کے اسے اعلیٰ درجہ کے اخلاق سکھائے جائیں اور سوم یہ کہ جب وہ اخلاق فاضلہ سے متصف ہو جائے تو پھر اسے شربت وصل الٰہی سے سیراب کیا جائے۔ یہ سب طریق قرآن کریم سکھاتا ہے۔

پس حکم تو ایک ہی ہے پھر آگے مدارج کے لحاظ سے تقسیم ہوتا چلا جاتا ہے اور تفصیلات کے لحاظ سے پھیلتا چلا جاتا ہے۔ اور پھر ہزاروں احکام میں منقسم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وقت حالت یہ تھی کہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا نظارہ تھا۔ اب بظاہر یہ ایک بات ہے کہ فساد ظاہر ہو گیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اسے دور فرما دیا۔ لیکن غور کریں تو اندازہ ہوتا ہے کہ وہ فساد کتنے تھے۔ ان بے شمار فسادات کو دور کرنے کے لئے کثرت سے احکامات کی ضرورت تھی۔ حضور ایدہ اللہ نے فسادات کی تفصیل کا ذکر کرتے ہوئے امریکہ اور دوسری دنیا میں پھیلے ہوئے فسادات اور برائیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان برائیوں کا گننا ممکن نہیں لیکن یہ سب اس آیت کے تین حصوں میں بتا دی گئی ہیں (جو شروع میں تلاوت کی گئی تھی)۔

فرمایا کہ جن لوگوں نے احکامات کو پانچ سو یا سات سو وغیرہ تک گن کر محدود کر دیا ہے ان کی نظریں کوتاہ تھیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صرف پانچ سو اور سات سو کا ہی ذکر نہیں کیا بلکہ آپ کی نظر گنتی کی ان حدود سے باہر نکل کر ہزارہا تک پہنچ گئی۔

حضور انور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے حوالے سے عرب کی حالت اور ان میں مروّجہ برائیوں کا تفصیلی ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ان سب برائیوں کو دور کرنے کے لئے ہمارے نبی ﷺ نے شہر

مکہ میں ظہور فرمایااور آپ پر ایسے احکام کثرت سے نازل ہوئے کہ جن کے ذریعہ ان برائیوں کو دور کر دیا گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قرآنی تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ وہ حیوانوں سے انسان بنائے۔ پھر انسانوں سے بااخلاق انسان اور پھر بااخلاق انسانوں سے باخدا انسان بنائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ قرآن شریف میں کوئی بھی ایسی تعلیم نہیں جو زبردستی ماننی پڑے۔ فرمایا کہ آپ کو اختیار ہے کہ کسی بھی تعلیم پر بے شک عمل نہ کریں لیکن ایسا کرنے سے آپ کو لازماً نقصان پہنچے گا خواہ وہ حکم چھوٹے سے چھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی لئے فرمایا ہے کہ جو قرآن کریم کے ادنیٰ سے ادنیٰ حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ اپنے اوپر نجات کا دروازہ بند کرتا ہے۔ پس ہر حکم ہمارے لئے نقصانات سے نجات کے دروازے کھولتا ہے۔ لہذا کسی بھی حکم سے انحراف ہمارے لئے وہ دروازہ بند کرنے کا موجب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح قرآن کریم کی ہر تعلیم آپ کو اگلی تعلیم کے لئے تیار کرتی ہے۔ گویا کہ سفر شروع ہو جائے تو پھر ہر قدم آپ کو آگے لے جائے گا۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریر کا ذکر بھی فرمایا کہ جو قرآن کریم کے حکموں کو ٹالتا ہے وہ عدالت کے دن مؤاخذہ کے لائق ہوگا۔ "ازالہ اوہام" کی اس تحریر پر روشنی ڈالتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ یہ نہیں فرمایا گیا کہ ضرور اس کا مؤاخذہ ہوگا بلکہ فرمایا کہ مؤاخذہ کے لائق ہوگا۔ یہ دو الگ الگ باتیں ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ تو یغفر لمن یشآء و یعذب من یشآء کا اختیار رکھتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس دور میں خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کی تعلیم کی طرف خاص طور پر میری توجہ پھیری ہے اور اس سے محبت عطا فرمائی ہے جو اس دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احکامات پر عمل کروانے کے لئے ضروری تھی۔

اس ضمن میں حضور ایدہ اللہ نے ایم ٹی اے پر نشر ہونے والی اپنی ترجمۃ القرآن کلاس کی اہمیت اور افادیت کا ذکر فرمایا اور جماعت کو یہ کلاس سننے کے لئے تاکید فرمائی اور فرمایا کہ اگر کوئی اس کے دس سبق بھی تدبر اور غور سے سن لے تو اس کے لئے اس سے الگ ہونا ممکن نہیں رہے گا کیونکہ وہ قرآن کریم سے محبت کرنے لگے گا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اگر سمندر سیاہی بن جائیں اور درخت قلمیں اور پھر مزید سات سمندر بھی ساتھ شامل ہو جائیں تو بھی خدا تعالیٰ کے کلمات ختم نہیں ہونگے۔ پس یہ کلمات ہی احکام قرآن ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان احکامات پر عمل کی توفیق بخشے۔

(مرتبہ: ہادی علی چوہدری)

تبلیغ کے میدان میں بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ اخلاص کے ساتھ پیار و محبت کے ساتھ اگر پیغام پہنچایا جائے تو یہاں اچھے لوگ بے شمار مل سکتے ہیں

مجلس عرفان

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مجلس عرفان علم و معرفت کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے جسے کیسٹس سے مرتب کر کے پیش کیا جاتا ہے۔ قانونی پابندیوں کی وجہ سے اس میں کئی تبدیلیاں کرنی پڑتی ہیں۔ احباب اصل کیسٹس ملاحظہ فرمائیں تو صحیح لطف حاصل کر سکتے ہیں۔

دورہ فجی۔19۔ ستمبر1983ء
مرتبہ۔یوسف سلیم ملک صاحب

مشن ہاؤس میں بے پردہ خواتین کے داخلے کا مسئلہ

حضرت صاحب کی صووا میں تشریف آوری سے قبل بعض غلط فہمیوں کی بناء پر مقامی طور پر یہ اعلان کروایا گیا کہ وہ خواتین جو پردہ نہیں کرتیں وہ کسی استقبالیہ تقریب میں شامل نہ ہوں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر احمدی خواتین جو پردہ نہیں کرتی تھیں اول تو وہ مشن ہاؤس میں نہ آئیں اور جو آئیں بھی ان کو استقبالیہ تقریبات کے دوران ایک ایسے کمرے میں بند کر دیا گیا جہاں Cross Ventilation کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے گرمی کے مارے ان کا برا حال ہوا۔ اس واقعہ کی صدائے بازگشت اس روز جب مجلس سوال و جواب میں بھی سنی گئی تو حضرت صاحب نے فرمایا لجنہ کی طرف سے ملاقات اور نصائح کی خواہش کا اظہار کیا گیا ہے میں نے ان سے کہا ہے کہ وہ مجلس سوال و جواب میں شامل ہوں اور اگر کوئی سوال کرنا چاہیں تو اس موقع سے وہ فائدہ اٹھائیں لیکن میرے یہاں آنے پر ایک غلط فہمی پیدا ہوئی۔ میں نے احمدی خواتین کو پردہ کے متعلق ہدایات تو ضرور دے رکھی ہیں لیکن میں نے ایسی کوئی ہدایت نہیں دی کہ وہ عورتیں جو برقعے نہیں پہنتیں وہ سرے سے مشن ہاؤس ہی نہ آیا کریں۔ مشن ہاؤس کے دروازے تو ہر کس و ناکس کے لئے کھلے ہیں بلکہ یہ تو ایک طرح سے روحانی بیماروں کی علاج گاہ ہے۔ اگر کسی ہسپتال میں بیماروں کا داخلہ بند کر دیا جائے تو مریض بیچارے کہاں جائیں گے۔ اس لئے یہ بالکل غلط بات ہے کہ پردہ نہ کرنے والی خواتین پر مشن ہاؤس کے دروازے بند کئے جائیں۔ میں نے کبھی بھی ایسی ہدایت نہیں دی کہ بے پردہ خواتین کو جماعتی تقریبات سے دور رکھا جائے۔ تاہم یہ صحیح ہے کہ میں نے ساری دنیا کی احمدی خواتین کو اس بات کا مکلف ٹھہرایا ہے کہ وہ (دینی) پردہ کو حتی المقدور رائج کرنے کی کوشش کریں۔ میں نے خواتین کو پردہ کرنے پر زور دیا ہے میں نے برقع کا لفظ استعمال نہیں کیا اس لئے کہ جب خواتین پردہ کرنے لگیں گی تو آہستہ آہستہ برقع کو بھی اختیار کر لیا جائے گا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ نصیحت کے ذریعہ عورتیں پہلے پردہ کرنے لگ جائیں۔ پس یہ جو واقعہ ہوا ہے بہت غلط ہوا ہے بلکہ عورتوں پر بہت ظلم ہوا ہے۔ (امام جماعت) کی زیارت اور اس کی باتیں سننے سے بعض خواتین محروم رہ گئیں۔

پردہ کی روح

حضرت صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ میں اس سلسلہ میں تفصیل سے بتا چکا ہوں کہ (دینی) پردہ کیا ہے۔ کم سے کم پردہ یہ ہے کہ چادر سے مناسب حد تک چہرہ ڈھانپ لیا جائے۔ عیسائی Nuns کا لباس ایک قسم کی شرافت کا آئینہ دار ہوتا ہے اس میں نظروں کو اپنی طرف کھینچنے کی کوئی کشش نہیں ہوتی بلکہ یہ پیغام ہوتا ہے کہ ہمیں دیکھنا چھوڑ دیں ہم شریف عورتیں ہیں۔ یہ بنیادی پردہ ہے جس معاشرہ میں گند زیادہ نہ ہو لوگوں کو گھومنے پھرنے کی زیادہ عادت نہ ہو وہاں یہ پردہ چل سکتا ہے اور اس پر کسی کو اعتراض کرنے کا حق نہیں کہ یہ تو غیر (دینی) پردہ ہے۔ اکثر ممالک میں جہاں پاکستانی عورتوں نے برقع چھوڑا اور چادر لینا شروع کی وہاں دیکھنے میں آیا کہ پھر چادر سر پر نہیں رہی پہلے وہ کندھے پر آگئی پھر بازو پورے نہیں ڈھانپے گئے تو وہ ننگے ہو گئے، مخلوط پارٹیوں میں ملنا ملانا شروع ہو گیا تو چادر سے بات بے حیائی کی طرف چلی گئی اس لئے یہ وقت چونکہ پردہ کے قیام کا وقت ہے اس لئے میں پچھلے کئی ماہ سے یہ کہتا چلا آرہا ہوں کہ عورتیں تعاون کریں اور کوشش کر کے برقع میں واپس آجائیں۔ لیکن ایسی چادر اوڑھنا جس میں پردہ کی روح باقی رہے اور حیا قائم رہے وہ بھی ٹھیک ہے۔

عورتوں کا حق

اگر ایک احمدی خاتون چادر کا پردہ کرتی ہے اور چادر کا صحیح استعمال کرتی ہے اور بناؤ سنگھار کر کے باہر نہیں نکلتی اور اس کی اداؤں سے بے حیائی نہیں ٹپکتی بلکہ باوقار اور شریف خاتون سمجھی جاتی ہے تو ایسے پردہ پر کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ ایسی صورت میں آپ کسی احمدی خاتون کو مشن ہاؤس میں آنے سے روک نہیں سکتے حتیٰ کہ اگر کسی خاتون نے یہ کم سے کم پردہ بھی نہ کیا ہو تب بھی اس کے لئے مرکزی جگہ پر آنے پر پابندی نہیں ہونی چاہئے کیونکہ اس کے بغیر اصلاح ممکن نہیں۔ فجی کی تاریخ میں پہلی دفعہ امام جماعت نے یہاں کا دورہ کیا ہے۔ اس موقع پر عورتوں کو جماعتی تقریبات میں شامل ہونے سے محروم کر دینا بہت بڑی زیادتی ہے۔ آج مجھے اس بات کا پتہ لگا تو بہت دکھ ہوا۔ چنانچہ میں نے صدر لجنہ اماء اللہ فجی کو ہدایت کی ہے کہ سب احمدی خواتین کو یہاں بلوائیں، وہ مجالس سوال و جواب سنیں۔ میں نے آج ایک موقع پر دیکھا مستورات کی تعداد بہت تھوڑی ہے اور تعجب سے صدر صاحبہ سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ بس برقع کی وجہ سے ہے وہ بیچاری کیا کریں۔ اس پر مجھے پتہ چلا کہ یہ واقعہ ہوا ہے۔ (فرمایا) عورتوں کا یہ حق ہے کہ وہ علمی مجالس میں شامل ہوں اس سے آپ ان کو محروم نہیں کر سکتے۔ (ہمارے مذہب) نے عورتوں کو جتنی آزادی دی ہے وہ ہم ان کو دیں گے اس سے آگے نہیں جانے دیں گے۔

نمازیں قصر کرنے کا مسئلہ

سفر میں نمازیں قصر کرنے کا مسئلہ مختلف صورتوں میں مختلف جگہوں پر آئے روز پیدا ہوتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سفر میں نمازیں قصر کرنے کی جو سہولت بخشی ہے اس کی بناء پر زندگی کے معمولات سے ہٹ کر احکام بجالانے کی صورت میں اکثر طبائع کا ردعمل مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ اس مسئلے سے سب سے زیادہ مربیان کو دوچار ہونا پڑتا ہے۔ فجی میں بھی کچھ اسی قسم کی صورت حال تھی۔ چنانچہ حضرت صاحب کی مجلس سوال و جواب میں موقع غنیمت سمجھتے ہوئے ایک دوست نے سوال کیا کہ مربیان جب دینی دورے پر اپنے مرکز سے باہر جائیں تو کیا وہ نمازیں قصر کر سکتے ہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا اگر تو مربی کا دورہ اتفاقی ہو اور اتنا نہ ہو کہ Routine بن جائے تو پھر مربی بھی نماز قصر ہی کرے گا لیکن اگر اس کا دورہ ہر ماہ پہلے سے کسی طے شدہ پروگرام کے مطابق ہوتا ہے تو قصر نہیں کرے گا کیونکہ حضرت بانی سلسلہ کا فتویٰ ہے کہ وہ سفر جو Set Routine میں داخل ہو جائے وہ نماز کی قصر کے لئے سفر شمار نہیں ہوتا۔

دراصل بات یہ ہے کہ انسان کی ڈیوٹی اور اس کے معمولات زندگی کا ایک حصہ بن جاتے ہیں اس لئے زندگی کا ایک ایسا معمول جو مقرر ہو چکا ہو وہ سفر شمار نہیں ہوتا۔ اسی طرح یہ بات مربی کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ اتنے دن فلاں جماعت میں گذارے گا اور اتنے دن فلاں جماعت میں۔ تو ایسی صورت میں نہ یہ سفر کہلائے گا اور نہ نمازیں قصر کرنے کا سوال پیدا ہوگا تاہم اس بات کا فیصلہ کرنا کہ نماز قصر کی جائے یا نہ کی جائے ہر انسان کی اپنی صوابدید پر منحصر ہے۔

مسائل کے سمجھنے سمجھانے کا صحیح طریق کار

پس ہر آدمی کو اپنے حالات کے مطابق جائزہ لینا چاہئے کہ میرا یہ سفر شرعی بنتا ہے یا نہیں۔ اگر وہ غلطی کرے گا تو اللہ کو جواب دہ ہوگا اس نے کسی بندہ کو جواب نہیں دینا اس لئے اعتراض کا کوئی حق نہیں ہاں سمجھانے کا حق ضرور ہے۔ اگر کوئی سمجھتا ہے کہ اس کے نزدیک مربیان کا سفر شرعی سفر نہیں بنتا اور اس نے شرعی سفر بنایا ہوا ہے اور نمازیں قصر کروا رہا ہے تو اسے بڑے ادب سے سمجھایا جائے کہ مجھے تو لگتا ہے کہ آپ کا یہ سفر شرعی نہیں ہے آپ کو نمازیں قصر نہیں کرنی چاہئیں۔ اگر وہ کہے کہ نہیں یہ شرعی سفر ہے تو آپ کا یہ جواب ہونا چاہئے کہ ٹھیک ہے۔ جس چیز کا فیصلہ خدا نے کرنا ہے اس کے متعلق ہم آپس میں کیوں جھگڑا کریں۔ مربی فیصلہ کرنے میں آزاد ہے آپ اپنا فرض ادا کر دیں باقی بات اس پر چھوڑ دیں۔ البتہ اگر آپ کوئی ایسی حالت دیکھیں یا سمجھیں کہ بعض معاملات میں شریعت کی واضح خلاف ورزی ہو رہی ہے تو اس صورت میں آپ نصیحت کریں۔ اگر نصیحت کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور آپ سمجھتے ہیں کہ اس سے دین میں رخنہ پیدا ہوگا جماعت میں ایک غلط رسم چل پڑے گی جو بالآخر دین میں فساد کا موجب بن جائے گی اور اس سے اگلی نسلوں کے متاثر ہونے کا خطرہ پیدا ہو جائے گا تو پھر آپ کا فرض ہے کہ امام جماعت کے پاس رپورٹ کر کے اپنا فرض پورا کر دیں اور ساتھ یہ بھی لکھیں کہ اگر ہماری غلطی ہے تو ہمیں بھی بتا دیا جائے تاکہ ہماری اصلاح ہو جائے اور ہماری وجہ سے جماعت میں کوئی فتنہ نہ کھڑا ہو جائے۔ پس معاملہ کو اس طرح کھول دیا جائے تو اس میں نہ مربی کو غصہ کرنے کی کوئی ضرورت ہے اور نہ رپورٹ کرنے والے کے لئے گھبرانے کی کوئی وجہ ہے۔ جماعت کے لئے یہ ایک صحیح طریق کار ہے اگر یہ جاری ہو جائے تو پھر کوئی فتنہ اور فساد پیدا نہیں ہوتا۔

غلبہ دین حق کی پیشگوئی کب پوری ہوگی

اس مجلس میں ایک بڑا اہم سوال یہ بھی اٹھایا گیا کہ احمدیت کے ذریعہ غلبہ دین حق کی جو پیشگوئی کی گئی ہے اس میں غلبہ سے کیا مراد ہے نیز یہ بھی بتایا جائے کہ تین سو سال ختم ہونے پر غلبہ عطا ہوگا یا اس سے پہلے (-) حضرت صاحب نے فرمایا اللہ تعالیٰ پر حسن ظن اور یقین رکھتے ہوئے یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ تین سو سال کے زمانے میں کمی کر دے گا اور دین حق کو ادیان باطلہ پر نسبتاً جلدی غالب کر دے گا۔

جماعت کے لئے لمحہ فکریہ

اصل بات جو سوچنے والی ہے وہ یہ ہے کہ یہ فاصلہ کم کیسے ہوگا۔ دلچسپی کے لائق یہ بات نہیں ہے کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے اصل دلچسپی اس بات میں ہے کہ آئندہ جو کچھ ہونے والا ہے اس میں ہماری Contribution کیا ہے اور جب احمدیت کی تاریخ لکھی جائے گی تو اس میں ہماری کیا حیثیت اور کیا کردار متعین ہوگا۔

کلام الٰہی نے اس حقیقت پر بھی روشنی ڈالی ہے خدا کے وعدے جلدی بھی پورے ہو جاتے ہیں اور ان کے پورا ہونے میں دیر بھی ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی قوم اپنی ذمہ داری کو سمجھے اور جو کچھ اس کی طاقت میں ہے اسے پیش کر دے تو دور کے وعدے جلدی پورے ہو جاتے ہیں اور اگر وہ دیر کر دے تو پھر جلدی کے وعدے دور چلے جاتے ہیں۔ جماعت احمدیہ پر بھی یہی حقیقت صادق آتی ہے۔ اگر آپ نے حضرت بانی سلسلہ کا جلوہ قبول کیا تو وہ آپ کے کردار کو سابقہ قوموں سے بدرجہا بہتر بنا دے گا اور آپ کے ذریعہ غلبہ دین حق کا وعدہ تین سو سال سے بہت پہلے پورا ہو جائے گا لیکن اگر آپ کے اعمال اور کردار میں وہ جلوہ نظر نہ آیا اور آپ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہے تو پھر دیر بھی ہو سکتی ہے۔

☆......☆......☆......☆

امریکہ کی جماعت کو اپنی اولاد کی طرف پہلے سے بڑھ کر توجہ دینے کی ضرورت ہے

اپنی حفاظت کرو اور اپنے دین کی حفاظت کرو

ایسے زمانے بھی آنے والے ہیں کہ لوگ خلیفہ کو ایک نظر دیکھنے کے لئے ترسیں گے

(امریکہ کے حالیہ سفر کے آخر پر حضور ایدہ اللہ کا نہایت اہم اور دردمندانہ نصائح سے معمور دلگداز خطبہ)

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۳/جولائی ۱۹۹۸ء)

سان ہوزے، امریکہ (۳/جولائی): سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے آج خطبہ جمعہ مسجد بیت البصیر سان ہوزے میں پڑھایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے سورۃ الحدید کی آیت نمبر ۲۱ ﴿اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا .... الخ﴾ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ قبل اس کے کہ میں اس آیت اور اس مضمون کی دیگر آیات پر روشنی ڈالوں، چند متفرق باتیں کہنا چاہتا ہوں جو عام طور پر سفر کے آخری خطبہ میں کہی جاتی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ امریکہ کے اس سفر میں مجھے بعض تلخ تجربے بھی ہوئے ہیں اور بعض خوشکن بھی۔ جہاں تک تلخ تجربات کا تعلق ہے گزشتہ خطبہ میں اس کا کچھ ذکر کر چکا ہوں۔

حضور نے فرمایا کہ امریکہ کی جماعت کے بارہ میں عمومی تاثر کا خوشکن پہلو یہ ہے کہ بھاری تعداد عوام الناس کی ایسی ہے جو اللہ کے فضل سے اپنے چندوں کا معاملہ صاف رکھے ہوئے ہے۔ یعنی وہ جو امارت اور غربت کے بارڈر پر کھڑے ہیں ان کی بھاری تعداد خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے والی ہے۔ اور جماعت امریکہ کی مالی کامیابیوں کا انحصار بھی انہی کے چندوں پر ہے۔

حضور نے فرمایا میرے گزشتہ خطبہ سے یہ تاثر نہ ہو کہ سارے پروفیشنلز اور بزنس والے اپنے چندوں میں لاپرواہ ہیں۔ حضور نے فرمایا میں ان میں سے بعض کو جانتا ہوں جو سالہا سال سے اپنے چندوں میں باقاعدہ ہیں۔ مگر بدقسمتی سے اُن کی تعداد بہت زیادہ ہے جن کو توفیق بڑی ملی مگر دل چھوٹے تھے اور وہ توفیق کے مطابق دینے والے کو پیش نہیں کر سکے۔ امریکہ کی جماعت کی قربانیوں کی عمومی صورت حال اپنی جگہ قابل تعریف ہے۔

حضور نے خطبہ کے آغاز میں تلاوت فرمودہ آیت قرآنی کے متعلق فرمایا کہ دنیا میں کسی اور جگہ یہ آیت اتنا اطلاق نہیں پاتی جتنا امریکہ کے معاشرہ پر اطلاق پاتی ہے۔ حضور نے اس آیت کریمہ کا تشریحی ترجمہ کرتے ہوئے اس کا اطلاق امریکہ کے معاشرہ پر کر کے مثالوں سے سمجھایا اور بتایا کہ بہت سی ایسی معاشرتی مصیبتیں ہیں جو امریکن زندگی کی پیداوار ہیں جہاں زندگی کو محض ایک کھیل تماشہ اور زینت اور باہمی تفاخر اور تکاثر فی الاموال والاولاد بنا دیا گیا ہے۔

حضور انور نے سورۃ المنافقون کی اس آیت کا ذکر بھی فرمایا جہاں مومنوں سے کہا گیا ہے کہ تمہیں تمہارے اموال اور اولادیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں۔ حضور نے فرمایا کہ جو لوگ مال اور اولاد کی محبت کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہیں وہ اگر کبھی سرسری ذکر کریں بھی تو وہ ان کے دل کی کیفیت کو بدل نہیں سکتا۔

حضور انور نے سورۃ بنی اسرائیل کی آیت ﴿ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ

وَ اِيَّاكُمْ ﴾ کاذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ عرب رزق کی تنگی اور مفلسی کے ڈر سے اولاد کا قتل نہیں کرتے تھے بلکہ بیٹی کی پیدائش پر بے عزتی کے خیال سے اُسے قتل کرتے تھے۔ پس یہ آئندہ کی پیشگوئی تھی کہ لوگ چاہتے ہیں کہ اولاد تھوڑی ہو اور مالدار اور عظمت والی ہو تا کہ مال زیادہ ہاتھوں میں جا کر بٹ نہ جائے۔ اس میں پیدا کرنے کے بعد قتل کا ذکر نہیں بلکہ اولاد نہ پیدا کرنے کے لئے احتیاطیں برتنے کی طرف بھی اشارہ ہے جسے آج کل فیملی پلاننگ وغیرہ کا نام دیا جاتا ہے۔

حضور انور نے بعض احادیث نبویہ پیش کرتے ہوئے اولاد کی تکریم اور ان کی تربیت کی طرف توجہ دلائی۔

حضور نے فرمایا کہ والدین کی عادت ہوتی ہے کہ اگر بچے دنیا کے کاموں میں غفلت برتیں تو بچوں کو ڈانٹتے ہیں لیکن دین کے معاملہ میں غفلت برتیں تو ان کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اچھی تربیت سے بڑھ کر اور کوئی تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ نے ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ۳ صفحہ ۵۹۹ سے اقتباس پڑھ کر سنایا۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بچوں کی پرورش محض رحم کے حوالے سے کی جائے۔ جانشین بنانے کے لئے نہیں۔ رحم تربیت کا بنیادی عنصر ہے کیونکہ جانشین بنانے کے لئے جو کوشش ہوتی ہے اس سے اولاد میں نقص پیدا ہو جاتا ہے اور وہ کوشش جھوٹی ہوتی ہے، اصل کوشش یہ ہونی چاہئے کہ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ملاقاتوں کے دوران مجھے ایسے بچے اور بچیاں نظر آئے کہ جن کی آنکھوں میں ذرہ بھر بھی دین کی جھلک نہیں تھی۔ بچیوں کے سروں پر دوپٹے تو تھے مگر وہ بتا رہے تھے کہ صرف مجھے ملنے کے لئے پہلی بار لئے گئے ہیں۔ فرمایا ایسی صورت میں میری تکلیف میں دگنا اضافہ ہو جاتا ہے کہ گویا وہ میرا شرک کر رہے ہیں۔ میں تو خدا تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ ہوں۔ مجھ سے کیونکر ڈرتے ہیں۔ اس خدا سے ڈرنا چاہئے جو قادر مطلق ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آئندہ کے لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ جن کے بارہ میں جماعت کو علم ہو کہ وہ ایسے ہیں ان کی ملاقات کروانی ہی چھوڑ دیں کیونکہ یہ محض نفس کا دھوکہ ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک ارشادات کے حوالہ سے بتایا کہ ایسی اولاد مانگنی چاہئے جو دین کی پہلوان ہو، جو اعلائے کلمۂ اسلام کا ذریعہ ہو۔ اس سلسلہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں اور آپ کی تربیت ہمارے لئے نمونہ ہے۔ حضور نے فرمایا کہ امریکہ کی جماعت کو اپنی اولاد کی طرف پہلے سے بڑھ کر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

حضور نے فرمایا کہ میری ملاقات کے لئے جو گھنٹوں بیٹھ کر انتظار کرتے ہیں ان کی تکلیف کو میں محسوس کرتا ہوں ان کی تکلیف لحہ لحہ میرے دل پر گزر رہی ہوتی ہے لیکن یہ ایک مجبوری ہے۔ حضور نے بتایا کہ بعض اوقات چند لمحوں کی ملاقات بھی ایک سرمایہ بن جایا کرتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ بعض ایسے زمانے بھی آنے والے ہیں کہ

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

بُخل اور ریاء سے بچنا جماعت کے لئے بہت ضروری ہے کیونکہ ہم نے زندہ رہنا ہے

راہ مولیٰ میں خرچ کرنے والوں کے اموال میں برکت دی جاتی ہے

مالی قربانی کے متعلق خطبات پیسوں کے لئے نہیں لوگوں کی اصلاح کے لئے دیئے گئے تھے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 17 جولائی 98ء کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

لندن۔ 17۔ جولائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو بخل اور ریاء سے بچنے اور مالی قربانی میں آگے بڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ حضور کا خطبہ جمعہ ایم ٹی اے پر لائیو ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔ اور کئی زبانوں میں اس کے رواں تراجم نشر ہوئے۔

حضور نے سورۃ نساء کی آیات 38 تا 40 تلاوت کیں اور فرمایا کہ گذشتہ خطبات میں مالی قربانی کے تعلق میں جن گروہوں کا ذکر کیا گیا تھا ان آیات میں ان کے علاوہ بعض اور گروہوں کا ذکر ہے۔ اور ان آیات کے ساتھ مالی قربانی اور انفاق فی سبیل اللہ کا مضمون مکمل ہو جاتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ان آیات میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کی تعلیم دیتے ہیں۔ خدا کی نگاہ میں یہ ہرگز مومن نہیں اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جو ریاکاری کی خاطر بڑھ چڑھ کر خرچ کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک طبقہ وہ ہے جو دکھاوے کی خاطر مال خرچ کرتا ہے۔ اور دوسرا وہ ہے جو وعدوں کے وقت ریاکاری سے کام لیتا ہے مگر ادائیگی کے وقت غائب ہو جاتا ہے۔

فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے تفصیل سے انکا جائزہ لیا اور کہا کہ آئندہ ان سے کوئی چندہ نہ لیا جائے مگر تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ پہلے ہی چندہ نہیں دیتے تھے۔

حضور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کیں جن میں بخل سے بچنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بخل سے بچنا جماعت کیلئے بہت ضروری ہے کیونکہ ہم نے زندہ رہنا ہے اور خدا کے پیغام کو اگلی نسلوں میں جاری کرنا ہے۔ حدیث نبوی کی روشنی میں آپ نے فرمایا کہ ہر سخی کو خرچ کے بعد انشراح صدر اور مزید قربانی کی توفیق ملتی ہے۔ جبکہ بخیل کا سینہ جکڑا جاتا ہے۔

آپ نے حضرت مسیح موعود کے ارشادات بھی پڑھ کر سنائے جن میں حضور نے بخل اور ریاکاری سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ جو لوگ ریاء سے کام نہیں لیتے ان میں حیا ہوتی ہے۔

حضور نے حضرت مسیح موعود کے بعض رفقاء کے پاکیزہ نمونے بھی بیان فرمائے۔ بعض تو بے دریغ خرچ کرتے تھے اور بعض مالی تنگی کی وجہ سے خرچ نہ کرسکتے تو نفس کی قربانی پیش کردیتے تھے۔ اور حضرت مسیح موعود کی ان پر بھی باریک نظر تھی۔

فرمایا جو لوگ خدا کی خاطر چھپ کر نیکیاں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی نیکیاں اور خوبیاں ظاہر فرماتا ہے۔ حضرت مسیح موعود کے ارشادات کی روشنی میں حضور نے فرمایا۔

کہ ہر خدمت کی توفیق اللہ کے فضل سے ملتی ہے جس پر شکر کرنا چاہئے۔ اور خدا کا احسان سمجھنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا کہ دولت منداور متمول لوگ دین کی اچھی طرح خدمت کرسکتے ہیں۔ انہیں چاہئے کہ مالی لحاظ سے بھی آگے بڑھیں اور غریب کی نیکیوں ذکر الٰہی وغیرہ سے بھی حصہ پائیں۔ مال انسان کی کوشش سے نہیں اللہ کے فضل سے آتا ہے۔

حضور نے کراچی کے ایک دوست کا ذکر فرمایا جنہوں نے حضور کے امریکہ والے خطبات سن کر پیش کش کی کہ جن لوگوں کا چندہ آپ واپس کریں گے میں وہ رقم ادا کرنے کیلئے تیار ہوں خواہ ایک کروڑ ہو۔ فرمایا اللہ انکا اخلاص قبول کرے جماعت کو اسکی ضرورت نہیں۔ مالی قربانی کے متعلق جو خطبات دیئے گئے تھے وہ پیسوں کیلئے نہیں دیئے تھے لوگوں کیلئے دیئے تھے کہ اپنی اصلاح کریں اور مقبول ٹھہریں۔

درد دل سے کہی ہوئی بات

(حضرت سیدنا نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ کی زبان مبارک سے)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درس القرآن میں فرمایا۔

"فاختلف الاحزاب من بینھم۔ تم میں اگر اس قسم کی بحثیں ہوں کہ خلیفہ اور فلاں میں کیا تعلقات ہیں؟ اور پھر اس پر فیصلہ کرنے لگ جاؤ تو مجھے سخت رنج پہنچتا ہے۔ تم مجھے خلیفۃ المسیح کہتے ہو۔ میں تو اس خطاب پر کبھی پھولا نہیں۔ بلکہ اپنی قلم سے کبھی لکھا بھی نہیں۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس بیہودہ بحثیں کرنے والے لوگوں کو اپنی جماعت میں نہیں سمجھتا۔ میں تمام جماعت کے لئے دعا کرتا ہوں مگر ایسے لوگوں کے لئے دعا بھی پسند نہیں کرتا۔ ان کو کیا حق ہے کہ تفرقہ انگیزی کی باتیں کریں؟ آگ پہلے دیا سلائی سے پیدا ہوتی ہے مگر آخر کار گھر، پھر محلہ، پھر شہر کے شہر کو جلا دیتی ہے۔ ایسے لوگ اگر میری مدد کے خیال سے ایسا کرتے ہیں تو سن رکھیں کہ میں ان کی مدد پر تھوکتا بھی نہیں۔ اگر مخالفت میں کرتے ہیں تو وہ خدا سے جا کر کہیں جس نے مجھے خلیفہ بنایا"۔

"سنو! میرا صدیق اکبرؓ کی نسبت یہی عقیدہ ہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ نے خلیفہ نہیں بنایا، نہ اس وقت منبر پر لوگوں نے بیعت کی، نہ اجماع نے انہیں خلیفہ بنایا بلکہ خدا نے بنایا۔ خدا نے چار جگہ قرآن میں خلافت کا ذکر کیا ہے۔ اور چار بار اپنی طرف اس کی نسبت کی ہے۔ حضرت آدمؑ کے بارہ میں فرمایا "انی جاعل فی الارض خلیفہ" (البقرہ:۳۱)۔ پھر حضرت داؤدؑ کی نسبت ارشاد کیا "یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض" (ص:۲۷)۔ پھر صحابہ کرامؓ کے لئے فرمایا "لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم" (النور:۵۶)۔ پھر سب کے لئے فرمایا "جعلناکم خلائف فی الارض" (یونس:۱۵)۔ پس میں بھی خلیفہ ہوا تو مجھے خدا نے بنایا اور اللہ کے فضل سے ہی ہوا جو کچھ ہوا اور اس کی طاقت کے بغیر انسان کچھ نہیں کر سکتا......."

"ہم نے آج جو کچھ سمجھایا وہ درد دل سے سمجھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی سمجھ دے۔ اسی کے قبضہ میں سب کے دل ہیں۔ تم شکر کرو کہ ایک شخص کے ذریعہ تمہاری جماعت کا شیرازہ قائم ہے۔ اتفاق بڑی نعمت ہے اور مشکل سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ تم کو ایسا شخص دے دیا جو شیرازہ وحدت قائم رکھے جاتا ہے۔ وہ نہ تو جوان ہے اور نہ اس کے علم میں اتنی وسعت جتنی اس زمانہ میں چاہئے۔ لیکن خدا نے تو موسیٰ کے عصا سے جو بے جان لکڑی تھی اتنا کام لے لیا تھا کہ فرعونیت کا قلع قمع ہو گیا اور میں تو اللہ کے فضل سے انسان ہوں۔ پس کیا عجیب ہے کہ خدا مجھ سے یہ کام لے لے! تم اختلافات اور تفرقہ اندازی سے بچو!! نکتہ چینی میں حد سے بڑھ جانا بڑا خطرناک ہے!!!! اللہ سے ڈرو!!!! اللہ کی توفیق سے سب کچھ ہوگا"۔

(حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ ۶۶، ۶۷)

(مرسلہ شیخ مبارک احمد۔ واشنگٹن، امریکہ)

قرآن کریم کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنے کی تلقین

قرآن کو اپنے گھروں پر غالب کریں ، اپنے بچوں پر غالب کریں

قرآن کریم کو ترجمے کے ساتھ پڑھنے کی طرف ساری جماعت کو متوجہ ہونا چاہئے۔

کوئی بھی ایسا نہ ہو جو روزانہ قرآن کریم کی تلاوت سے محروم رہے

قرآن کو اپنے گھروں پر غالب کر دیں

اپنے بچوں پر غالب کر دیں

(تعلیم القرآن کے سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک اہم ارشاد

ﷻﷻﷻﷻﷻ

تلاوت قرآن کریم کے ساتھ قرآن کریم کے معانی سمجھنے اور ترجمہ کے ساتھ پڑھنے کی طرف جماعت کو توجہ دلاتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"ہر گھر والے کا یہ فرض ہے کہ وہ قرآن کریم کی طرف توجہ دے۔ قرآن کے معانی سمجھنے کی طرف توجہ دے ایک بھی آپ کے گھر کا فرد ایسا نہ ہو جو روزانہ قرآن کریم پڑھنے کی عادت نہ رکھتا ہو اور قرآن کریم کو پھر مضامین سمجھ کر پڑھے اور جو بھی ترجمہ میسر ہے۔ اُس کے ساتھ ملا کر پڑھے۔ پس قرآن کریم کو ترجمے کے ساتھ پڑھنے کی طرف ساری جماعت کو متوجہ ہونا چاہئے کوئی بھی ایسا نہ ہو جس کے پاس سوائے اس کے کہ کوئی شرعی عذر ہو جو روزانہ قرآن کریم کی تلاوت سے محروم رہے۔ تمام بچوں کو اس کی عادت ڈالیں۔ دیکھیں بچے جب سکول کے لئے چلتے ہیں تو آپ کتنی محنت اُن پر کرتے ہیں۔ مائیں دوڑتی پھرتی ہیں کہ ناشتہ کرواؤ، منہ ہاتھ دھلاؤ، بستے ٹھیک کرو اور قرآن کریم کی طرف محنت نہیں۔ یہ ایک دن کا سفر اُن کا سکول کی طرف ایسا ہے جس کی طرف آپ کی ساری توجہ مبذول ہو جاتی ہے اور ہمیشہ کا سفر جس نے آئندہ کے سفر کی تیاری کرنی ہے اُس کی طرف کوئی توجہ نہیں۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ 4 جولائی 1997)

حکایاتِ نُور

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے بیان کردہ سبق آموز واقعات

تکلف کی زندگی

"ہمارے زمانہ کے نوجوان سوسائٹی سوسائٹی پکارتے ہیں ان کو معلوم نہیں کہ انگریز خود اپنی سوسائٹی کی قیود سے کس قدر تنگ ہیں۔ ایک مولوی نے مجھ سے ذکر کیا۔ مجھے ایک جنٹلمین نے انگریزی سوسائٹی میں شامل ہونے کی ترغیب دی۔ ایک برات کے موقعہ پر میرے ستر روپے ایک سوٹ پر خرچ کرا کے مجھے ساتھ لے گیا۔ وہاں جاکر معلوم ہوا کہ کھانے کا سوٹ۔ سونے کا سوٹ، فٹ بال کا سوٹ، سیر کا سوٹ، ملاقات کا سوٹ (علیحدہ علیحدہ ہے) تین دن تک مولوی صاحب بیمار بن کر پڑے رہے۔ آخر جب رخصت کا وقت آیا تو پھر چند لمحہ کے لئے اس لباس نے کام دیا۔"

(حقائق الفرقان جلد دوم ص 17)

گناہ سے بچنے کا ایک طریق

"صوفیوں نے کہا انسان تو رجل ہے اور نفس مونث ہے۔ مومن انسان وہ ہوتا ہے جو اس عورت کو وعظ کرے یعنی اپنے نفس کی اصلاح کرے۔

ایک مرتبہ میرے دل میں ایک گناہ کی خواہش پیدا ہوئی۔ میں نے بہت سی حمائلیں خرید لیں۔ ایک جیب میں ایک صدری میں اور ایک ہاتھ میں۔ ایک بسترے میں، ایک الماری میں، غرض کوئی جگہ خالی نہ رہی۔ جب خیال آیا فوراً قرآن نظر پڑتا۔ یہاں تک کہ نفس کی وہ خواہش جاتی رہی۔"

(حقائق الفرقان جلد دوم ص 21)

مشورہ میں بھی بخل سے کام نہ لو

"کسی کے پاس کوئی چیز ہو اور وہ اس کے دینے سے مضائقہ کرے یہ تو عام لوگوں کے نزدیک بخل ہے۔ قرآن کریم کی اصطلاح میں سچی بات اور مفید مشوروں کے دینے سے جو لوگ اپنے آپ کو روکیں وہ بھی بخیل ہیں۔

اپنے ایک دوست سے میں نے کتاب مانگی۔ اس نے مکرر سہ کرر مانگنے پر انکار کیا۔ میں نے باآواز بلند اناللہ پڑھا۔ چند روز گزرے ایک بڑا پلندہ پشاور سے آیا۔ اس میں وہ کتاب بھی تھی۔ بلکہ اس کی شرح پھر اس شرح کی شرح۔"

(حقائق الفرقان جلد دوم ص 23)

عہدہ کی خواہش نہ کرو

"خدا تعالیٰ کی مخلوق کا انتظام ایسے لوگوں کے سپرد کرو جو اس کے اہل ہوں۔ کمیٹیوں میں ممبروں کا انتخاب سوچ سمجھ کر کرو۔

حضرت نبی کریم ﷺ کے روبرو دو شخص آئے کہ ہمیں کام سپرد کیجئے۔ ہم اس کے اہل ہیں۔ فرمایا جن کو ہم حکم فرمادیں۔ خدا ان کی مدد کرتا ہے۔ جو خود کام کو اپنے سر پر لے اس کی مدد نہیں ہوتی۔ پس تم عہدے اپنے لئے خود نہ مانگو۔"

(حقائق الفرقان جلد دوم ص 30)

جو بہادر بنتے ہیں وہ بہادر نہیں ہوتے

"دعوے کرنے والے اکثر ناکام رہتے ہیں۔ میں نے ایک جنگی افسر سے پوچھا کہ آپ کے لشکر میں بہادر اور بزدل کی کیا نشانی ہوا کرتی ہے۔ اس نے کہا کہ میرا تجربہ ہے کہ جو سپاہی اکثر مونچھوں پر تاؤ دیتے رہتے ہیں وہ عموماً میدان جنگ میں بزدلی ظاہر کرتے ہیں اور جو سیدھے سادھے ہیں وہ لڑائی کے وقت شیر کی طرح حملہ کرتے ہیں۔"

(حقائق الفرقان جلد دوم ص 35)

ہر ادنیٰ چیز اعلیٰ کے لئے قربان کی جاتی ہے

"قربانی کہتے ہیں اللہ کے قرب کے حصول اور اس میں کوشش کرنے کو۔ میرا ایک دوست تھا۔ اسے کبوتروں کا بہت شوق تھا۔ شاہ جہان پور سے تین سو روپے کا ایک جوڑا منگوایا۔ اسے اڑا کر تماشہ کر رہا تھا کہ ایک بحری نے اس پر حملہ کیا اور اسے کاٹ دیا۔ میں نے کہا دیکھو یہ بھی قربانی ہے۔ باز ایک جانور اس کی زندگی بہت سی قربانیوں پر موقوف ہے۔ اس طرح شیر ہے اس کی زندگی کا انحصار کئی دوسرے جانوروں پر ہے۔ بلی ہے اس پر چوہے قربان ہوتے ہیں پھر غرض اعلیٰ ہستی کے لئے ادنیٰ ہستی قربان ہوتی رہتی ہے اسی طرح انسان کی خدمت میں کس قدر جانور لگے ہوئے ہیں۔"

(حقائق الفرقان جلد دوم ص 95)

اِمام کی اطاعت

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے لئے سننا اور اطاعت کرنا واجب ہے۔ تنگدستی میں خوشحالی میں۔ خوشی میں ناخوشی میں۔ حق تلفی میں بھی اور ترجیحی سلوک میں بھی۔ غرض ہر حال میں اطاعت فرض ہے۔

(مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل

خدا داری چہ غم داری

اہل خانہ کو وصیّت

یہ وصیّت اگرچہ بظاہر ایک ذاتی معاملہ نظر آتا ہے تاہم اس کا مرکزی نقطہ یعنی خدا تعالیٰ پر ہر مصیبت اور ہر حالت میں توکل رکھنا' اس سے ہر شخص فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اس کے لکھنے کی یہ وجہ پیش آئی کہ اس جاڑے میں میرے دمہ کی تکلیف غیر معمولی طور پر لمبی اور سخت تر ہو گئی تھی یہاں تک کہ اس قدر ضعفِ قلب اس کے سبب سے لاحق ہو گیا کہ کئی دفعہ فوری طور پر موت کا خطرہ محسوس ہوتا تھا اور بہت سی راتیں میں نے ساری کی ساری بیٹھ کر کاٹی ہیں۔ اسی شدت مرض کی حالت میں یہ نظم کہی گئی تھی جو 9 اپریل 1943ء کے الفضل میں شائع ہوئی۔

اَلْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ اَخَذَھَا حَیْثُ وَجَدَھَا

----------(1)----------

نہ رونا میرے مرنے پر نہ کرنا آہ اور زاری — نہ ہونا صبر سے عاری۔ مری بیگم مری پیاری
جدائی عارضی ہے یہ ملیں گے اب تو جنت میں — جدائی پھر نہیں ہوگی نہ ٹوٹے گی کبھی یاری
خدا سے لو لگی رکھنا کہ جس پر مہرباں وہ ہو — اسے کہتا ہے "خوش ہو جا خدا داری چہ غم داری"

----------(2)----------

مرے کمرے کو خالی دیکھ کر جی مت بُرا کرنا — نہ لب کانپیں نہ دل دھڑکے نہ آنسوں ہوں بہت جاری
نہ باتیں رنج کی نکلیں نہ کھانا ترک ہو جائے — نہ ٹانگیں لڑکھڑا جائیں نہ ہو جائے غشی طاری
کلیجے کو پکڑ لینا۔ خدا کو یاد کر لینا — کہ سچ فرما گیا کوئی "خدا داری چہ غم داری"

----------(3)----------

وہی رب ہے ہمیشہ سے وہی ہم سب کا مالک ہے — وہی ہم سب کا محسن ہے وہی ہے خالق دیاری
وہی تکیہ ہمارا ہے وہی اپنا سہارا ہے — نہ چھوڑیں گے قدم اُس کے۔ چلے سر پر اگر آری
جب ایسا دوست ہو اپنا تو پھر کیوں فکر ہو ہم کو — کہ خود کہتا ہے وہ مجھ کو "مرا داری چہ غم داری"

----------(4)----------

نہ بھولیں گی کبھی ہرگز۔ نہ بھولیں گی کبھی ہرگز
تمہاری چاہتیں مخفی۔ تمہاری خدمتیں بھاری

تمہاری صبروخاموشی۔ تمہاری شکر و خودداری
تمہاری محنتیں قربانیاں۔ طاعات و غم خواری

ہمیشہ یاد آؤ گی۔ کہیں ہم ہوں جہاں بھی ہوں
یہی پیغام بھیجیں گے "خداداری چہ غم داری"

----------(5)----------

نہیں بندے میں یہ طاقت کہ غم کردے کسی کا کم
خدا ہی ہے کرے گا تمہارے دل کی دلداری

کرورخصت خوشی سے تم۔ خطائیں بخش کر میری
مجسم ہو وفاداری۔ سراپا ہو نکوکاری

جو ایسی نیک دل خود ہو اسے کہنے کی کیا حاجت
مگر کہنا ہی پڑتا ہے "خداداری چہ غم داری"

----------(6)----------

وقار اپنا بنا رکھنا۔ نہ ضائع جائے خودداری
کوئی کہنے نہ یہ پائے کہ "ہے آفت میں بیچاری"

خدا محفوظ ہی رکھے خوشامد سے، لجاجت سے
مطاعن سے، مصائب سے، نہ آئے پیش دشواری

وہی دیتا ہے سب عزت اسی کے ہاتھ ہے ذلت
مگر نیکوں کو کیا ڈر ہے "خداداری چہ غم داری"

----------(7)----------

یہی مرضی ہے مولیٰ کی۔ یہی اُس کا طریقہ ہے
زمیں پر رہ چکے اتنا۔ ہے اب زیرِ زمیں باری

جنازہ جا رہا ہے ساتھ ہیں افسردہ دل بھائی
یہی ہے رِیت دنیا کی ہمیشہ سے یونہی جاری

زمینی ساری تکلیفیں پرِ پشّہ سے کمتر ہیں
نوائے آسماں گر ہو "خداداری چہ غم داری"

----------(8)----------

کبھی خیرات کر دینا بڑھاتی ہے یہ درجوں کو
کبھی صدقہ بھی دے دینا کہ صدقہ ہے بہت کاری

ہمیشہ قبر پر آنا مری خاطر دعا کرنا
کہ باقی رہ گئی ہے بس یہی خدمت یہی یاری

بشارت تم مجھے دینا "خدادارم چہ غم داری"
جواب اندر سے میں دوں گا "خدادارم چہ غم داری"

---------(9)---------

اگر تقویٰ نہ چھوڑوگی فرشتے پیر دھوئیں گے
کرے گا میرا آقا بھی تمہاری نازبرداری

مرے اللہ کا وعدہ ہے تم کو رزق دینے کا
نہ کرنا شک ذرا اس میں نہ کرنا اس سے غداری

مجھے کیا غم ہو مرنے کا تمہیں کیا غم بچھڑنے کا
خدادارم چہ غم دارم۔ خداداری چہ غم داری

---------(10)---------

کسی کی موت پر دعوت ضرورت ہو تو جائز ہے
اجازت ہے شریعت میں نہیں ہے فرض سرکاری

دعائے مغفرت بس ہے عزیزوں کی عزاداری
طعام پُر تکلّف سے نہ ہو میری دل آزاری

نہ غم کے عُذر سے زردے۔ پلاؤ۔ فرنیاں آئیں
سبق مت بھولنا اپنا "خداداری چہ غم داری"

---------(11)---------

یہاں مشرک یہ کہتے ہیں تکبر سے تبختر سے
پدر دارم چہ غم دارم۔ پسرداری چہ غم داری

غِنا دارم چہ غم دارم۔ زَرداری چہ غم داری
صنم دارم چہ غم دارم۔ دِرم داری چہ غم داری

مگر مومن یہ کہتے ہیں وہ جب ملتے ہیں آپس میں
"خدا دارم چہ غم دارم" - "خداداری چہ غم داری"

---------(12)---------

خداوندا! عجب جلوہ ہے مجھ پر رحم و شفقت کا
کہاں تک میں کروں سجدے کہاں تک جاؤں میں واری

تمہارے لُطف کا پَر تَو۔ مری اماں مری آپا
تمہاری مِہر کی مظہر مری بیوی مری پیاری

"ندائے رحمت از درگاہِ باری بشنوم ہر دم"
خداداری چہ غم داری - خداداری چہ غم داری

---------(13)---------

اَجل آتی ہے دھوکے سے خدا جانے کہ کب آئے
ہمیشہ آخرت کی اپنی رکھنا خوب تیاری

دعا مانگو۔ دعا مانگو۔ ہمیشہ یہ دعا مانگو
کہ دنیا میں نہ ہو ذلّت کہ عُقبیٰ میں نہ ہو خواری

الوہیت۔ ربوبیّت۔ رحیمیت یہ کہتی ہیں
"خداداری چہ غم داری - خدا داری چہ غم داری"

----------(14)----------

دعائیں میرے بچوں کے لیے معمول کر لینا
پناہ میں بس خدا کی ہو بسر یہ زندگی ساری

نمازوں میں نہ ہو غفلت یہی تاکید تم رکھنا
کہ یہ ہے بندگی سچی۔ یہی ہے اصل دینداری

جو بندہ اُس کا بن جائے وہ گھاٹے میں نہیں رہتا
ملائک تک بھی کہے ہیں "خداداری چہ غم داری"

----------(15)----------

بنا دے سادہ دل مومن، بلند اخلاق تو ان کو
الٰہی تیری ستاری۔ خدایا تیری غفاری

ہمی خواہد نگارِمن تہیدستانِ عشرت را
نمی خواہد زیارانش تن آسانی دل آزاری

دعا کو ہاتھ اٹھاتا ہوں تو کہتا ہے کوئی فورا"
"میں زندہ ہوں میں قادر ہوں۔ مراداری چہ غم داری"

----------(16)----------

خداوندا! بچانا تُو مرے پیاروں کو اِن سب سے
زیاں کاری و ناداری و بیکاری و لاچاری

کرم سے ڈال اُن کی طبیعت میں ہر ایک نیکی
نکوکاری و غم خواری و بیداری و دینداری

کبھی ضائع نہیں کرتا تو اپنے نیک بندوں کو
جبھی تو سب یہ کہتے ہیں خداداری چہ غم داری

----------(17)----------

بیاہنا بیٹیوں کو اِذن سے حضرت خلیفہؓ کے
تمہاری دختریں چاروں ابھی چھوٹی ہیں جو کواری

مقدّم دین ہو سب سے۔ شرافت، علم و دانش پھر
مؤخر ہو تجارت، نوکری، ٹھیکہ، زمینداری

سپرد اللہ کے میں نے کیا سب کو بصد رقّت
یقین اس بات پر رکھ کر "خداداری چہ غم داری"

----------(18)----------

نصیحت گوش کُن جاناں کہ فانی ہے یہ سب عالَم
بنو عُقبیٰ کی تم طالب رہے دنیا سے بیزاری

حضوری گر ہمی خواہی از و غافل مشو ہرگز
خدا دل میں تمہارے ہو ہمیشہ اے مری پیاری

سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل
تہ دل سے یہی نکلے "خداداری چہ غم داری"

----------(19)----------

جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے بس کمر کس لو
اُٹھاؤ دل کو۔ لو رخصت۔ کرو چلنے کی تیاری

الٰہی! روشنی ہو قبر میں سایہ ہو محشر میں
ٹلے دوزخ ملے جنت۔ بنیں نُوری۔ نہ ہوں ناری

بشارت یہ خداوندی مجھے بھی ہو تمہیں بھی ہو
"خداداری چہ غم داری"۔ "خداداری چہ غم داری"

----------(20)----------

وصیت کے ادا ہونے میں یارب کچھ نہ ہو دقّت
نہ بعد جاں سپردن ہو جنازے کی مرے خواری

بہشتی مقبرے میں دفن ہونے کی اجازت ہو
سراپا گرچہ مجرم ہوں۔ دکھا دے اپنا غفاری

سہولت اپنے بندوں کو تُو ہی دیتا ہے اے مولیٰ
جبھی تو ہم یہ کہتے ہیں "خداداری چہ غم داری"

----------(21)----------

تڑپتی روح ہے میری کہ جلدی ہو نصیب اپنے
ملاقاتِ شہِ خوباں لِقائے حضرت باری

کِھنچا جاتا ہے دل میرا بسوئے کوچۂ جاناں
سرودِ عاشقاں سن کر بھڑک اُٹھی ہے چنگاری

یہ نغمہ ہے بزرگوں کا "خدادارم چہ غم دارم"
فرشتے بھی یہ گاتے ہیں "خداداری چہ غم داری"

----------(22)----------

الٰہی! عاقبت نیکو۔ جوارِ حضرت احمدؐ
شہِ یثربؐ کی مہمانی۔ جُوئے کوثر کی مَے خواری

خدا جن کے صنم ہیں وہ بھی یاں پھرتے ہیں اِتراتے
تو پھر جن کے خدا تم ہو۔ انہیں ہو کس لیے خواری

بنو تم سنگِ پارس۔ کیمیا ظلّ ہُما جس کے
کہے وہ کیا ہوا اس کے "خداداری چہ غم داری"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جامعیت
اقوال و افعال کے لحاظ سے

مکرم مسعود احمد خورشید صاحب سنوری ، فلوریڈا

انصاراللہ مرکزیہ ربوہ نے تحریری مقابلہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا عنوان منتخب کیا ۔ چنانچہ یہ مقالہ اس مقابلہ میں اول قرار پایا ۔ اور مکرم مسعود احمد خورشید سنوری صاحب حال فلوریڈا کو نقد ایک ہزار روپے انعام دیا گیا اور قمرالانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی تالیف سیرۃ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عنایت کی گئی ۔ افادہ عام کے لئے ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے ۔

(ادارہ)

محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام
علیکَ الصلوٰة علیکَ السلام

خدائے ذوالجلال نے عرش بریں پر اپنے محبوب کا نام محمدؐ رکھا ۔ آپؐ کی فضیلت اور شان کا بیان خود اپنے پاک کلام میں کیا اور ازل سے ابد تک آپؐ پر درود و سلام رحمتیں اور برکتیں نازل کرنے کا بڑے پیار سے تذکرہ کیا ۔ اور ساری دنیا کو آپؐ پر درود و سلام بھیجنے کے لئے پابند کر دیا ۔ اس سے بڑھ کر اعزاز اور شان نہ دنیا کے کسی انسان ۔ کسی نبی یا رسول کو حاصل ہوا اور نہ ہو سکتا ہے ۔

یَا رَبِّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ دَائِمًا
فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا وَ بَعْثٍ ثَانٍ

(القصیدہ)

آپؐ کے عاشق صادق حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام آپؐ کی صفات کا تذکرہ اس رنگ میں فرماتے ہیں :

" جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمدؐ رکھا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ نہایت تعریف کیا گیا ۔ سو یہ غایت درجہ کی تعریف حقیقی طور پر خدا تعالیٰ کی شان کے لائق ہے مگر ظلی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی ایسا ہی قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نور جو دنیا کو روشن کرتا ہے اور رحمت جس نے عالم کو زوال سے بچایا ہوا ہے آیا ہے اور رؤوف اور رحیم جو خداتعالیٰ کے نام ہیں ان ناموں سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پکارے گئے ہیں اور کئی مقام پر قرآن شریف میں اشارات اور تصریحات سے بیان ہوا ہے کہ آنحضرتؐ مظہر اتم الوہیت ہیں اور ان کا کلام خدا کا کلام اور ان کا ظہور اور ان کا آنا خدا کا آنا ہے ... اس جامعیت تامہ کی وجہ سے سورۃ آل عمران جزو تیسری میں مفصل یہ بیان ہے کہ تمام نبیوں سے عہد و اقرار لیا گیا کہ تم پر واجب و لازم ہے کہ عظمت و جلالیت شان ختم الرسل پر جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ایمان لاؤ اور ان کی اس عظمت اور جلالیت کی اشاعت کرنے میں بدل و جان مدد کرو ۔ اسی وجہ سے حضرت آدم صفی اللہ سے لے کر تا حضرت مسیح کلمتہ اللہ جس قدر نبی و رسول گزرے ہیں وہ سب کے سب عظمت و جلالیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار کرتے آئے ہیں ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توریت میں یہ بات کہہ کر کہ خدا سینا سے آیا اور سعیر سے طلوع ہوا اور فاران کے پہاڑ سے ان پر چمکا صاف بتلا دیا کہ جلالیت الہیٰ کا ظہور فاران پر آکر اپنے کمال کو پہنچ گیا اور آفتاب صداقت کی پوری پوری شعاعیں فاران پر ہی آکر ظہور پذیر ہوئیں ... اور ہمارے مخالف بھی جانتے ہیں کہ مکہ معظمہ میں سے بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی رسول نہیں اٹھا سو دیکھو حضرت موسیٰؑ سے کیسی صاف صاف شہادت دی گئی ہے کہ وہ آفتاب صداقت جو فاران کے پہاڑ سے ظہور پذیر ہوگا اس کی شعاعیں سب سے زیادہ تیز ہیں اور سلسلہ ترقیات نور صداقت اسی کی ذات جامع بابرکات پر ختم ہے ... اس تمام تقریر کا مدعا و خلاصہ یہ ہے کہ عند العقل قرب الہیٰ کے مراتب تین قسم پر منقسم ہیں اور تیسرا مرتبہ قرب کا جو مظہر اتم الوہیت اور آئینہ خدا نما ہے حضرت سیدنا و مولینا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مسلم ہے جس کی شعاعیں ہزارہا دلوں کو منور کر رہی ہیں اور بے شمار سینوں کو اندرونی ظلمتوں سے پاک کرکے نور قدیم تک پہنچا رہے ہیں ولله در القائل -

محمدؐ عربی بادشاہ ہر دوسرا
کرے ہے روح قدس جس کے در کی دربانی
اسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہوں
کہ اس کے مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

مرزا غلام احمد قادیانی ، جلد اول ، مرتبہ سید داؤد احمد ۔ ربوہ : نظارت اشاعت (ت ۔ ن) صفحہ 433-434

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے فارسی کلام میں آپ کی افضلیت اور جامعیت کا تذکرہ فرماتے ہیں ۔

صد ہزاراں یوسفے بینم دریں چاہِ ذقن
واں مسیح ناصری شد از دم او بے شمار
تاجدار ہفت کشور آفتاب شرق و غرب
بادشاہ ملک و ملت ملجاء ہر خاکسار

(آئینہ کمالات اسلام ۔ روحانی خزائن ، جلد 5 ، صفحہ 23)

یعنی ہمارے پیارے آقا و سرور کائنات سید الانبیاء خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر بلند مرتبہ اور عظیم شان رکھتے ہیں کہ آپ کی ذات والا صفات میں لاکھوں (یوسف علیہ السلام جیسے) نبیوں کے کمالات پائے جاتے ہیں اور آپ کی قوت قدسی اتنی بلند ہے کہ آپ کے انفاح قدسیہ سے ان گنت اور بے شمار مسیح ناصری جیسے انبیاء پیدا ہوئے اور ہوتے رہیں گے (جیسا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل)
آپؐ سب جہانوں کے تاجدار ہیں اور مشرق و مغرب کے آفتاب ہیں آپؐ ملک اور ملت کے بادشاہ ہیں اور ہر خاکسار کے ملجاء و ماویٰ ہیں ۔ صل اللہ علیہ وسلم ۔
عرش بریں سے آپؐ کو خدائے ذوالجلال نے سب سے بڑا اعزاز یہ عطا فرمایا کہ رب العالمین قادر و توانا خدا آپؐ کو رحمتہ للعالمین کی سند عطا فرماتا ہے ۔ چنانچہ فرمایا ۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۝

(سورۃ الانبیاء 21 : 108)

اس آیت کریمہ میں آپؐ کی جامعیت ، فضیلت اور عظمت بیان کی گئی ہے کہ آپؐ تمام جہانوں کے لئے رحمت بنائے گئے ہیں ۔ جب کہ کسی دوسرے نبی کو یہ اعزاز عطا نہیں ہوا ۔ اسی لئے خداوند کریم کی طرف سے آپؐ کو تمام دنیا کی طرف مبعوث ہونے کا اعلان کرنے کا حکم ہوا اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں :

" اور ایسا ہی فرمایا ۔ یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً ۔ (سورۃ الاعراف 7 : 159) قرآن شریف کے دوسرے مقامات پر غور کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اُمی فرمایا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے آپؐ کا کوئی استاد نہ تھا ۔ مگر بایں ہمہ کہ آپؐ امی تھے ۔ حضورؐ کے دین میں امیوں اوسط درجہ کے آدمیوں کے علاوہ اعلیٰ درجہ کے فلاسفروں اور عالموں کو بھی کر دیا ۔ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً (سورۃ الاعراف 7 : 159) کے معنی نہایت ہی لطیف طور پر سمجھ میں آ سکتے ہیں ۔ جمیعاً کے دو معنی ہیں ۔ اول تمام بنی نوع انسان یا تمام مخلوق ۔ دوم تمام طبقہ کے آدمیوں کے لئے یعنی متوسط ۔ ادنیٰ اور اعلیٰ درجہ کے فلاسفروں اور ہر ایک قسم کی عقل رکھنے والوں کے لئے ۔ غرض ہر عقل اور ہر مزاج کا آدمی مجھ سے تعلق کر سکتا ہے "

(ملفوظات ، جلد اول ، صفحہ 122)

نیز حضورؑ نے فرمایا :

" .... چونکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کل دنیا کے انسانوں کی روحانی تربیت کے لئے آئے تھے اس لئے یہ رنگ حضور علیہ الصلوۃ والسلام میں بدرجہ کمال موجود تھا ۔ اور یہی وہ مرتبہ ہے جس پر قرآن کریم نے متعدد مقامات پر حضورؐ کی نسبت شہادت دی ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ کی صفات کے مقابل اور اسی رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کا ذکر فرمایا ہے ۔ ما ارسلنک الا رحمتہ للعلمین (سورۃ الانبیاء 21 : 108)

(ملفوظات ، جلد اول ، صفحہ 121-122)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جامعیت ، آپؐ کا بلند مقام ، آپؐ کی برتری یعنی آپ کا سیدہ ہونا ۔ یعنی تمام جہانوں کے سردار ۔ آپؐ کا افضل الرسل ہونا ۔ آپؐ کے مقام محمود پر فائز کئے جانے ۔ آپؐ کے قرب خداوندی کا مقام اور آپؐ کا کافتہ للناس ہونا یعنی تمام دنیا کے لئے مبعوث کیا جانا ۔ ان باتوں سے قرآن کریم اور احادیث مبارکہ بھری پڑی ہیں ۔ ایک پیاری حدیث پیش خدمت ہے ۔ جس میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جامعیت اور پانچ خصوصیات کا ذکر فرمایا ہے :

" حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے پانچ ایسی باتیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی اور نبی کو عطا نہیں ہوئیں ۔ اول مجھے ایک مہینے کی مسافت کے اندازے کے مطابق خدا داد رعب عطا کیا گیا ہے دوسرے میرے لئے ساری زمین مسجد اور طہارت کا ذریعہ بنا دی گئی ہے تیسرے میرے لئے جنگوں میں حاصل شدہ مال غنیمت جائز قرار دیا گیا ہے ، حالانکہ مجھ سے پہلے وہ کسی کے لئے جائز نہیں تھا ۔ چوتھے مجھے خدا تعالیٰ کے حضور شفاعت کا مقام عطا کیا گیا ہے اور پانچویں مجھ سے پہلے ہر نبی صرف اپنی خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا لیکن میں ساری دنیا اور سب قوموں کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں ۔ "

(چالیس جواہر پارے ، مرتبہ قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ 26-27)

آپ کی پانچویں خصوصیت کی تشریح کرتے ہوئے قمرالانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں :

" پانچویں خصوصیت آپؐ کی یہ ہے کہ جہاں گزشتہ نبی صرف خاص خاص قوموں کی طرف اور خاص خاص زمانوں کے واسطے مبعوث کئے گئے ہیں وہاں آپؐ ساری قوموں اور سارے زمانوں کے واسطے مبعوث کئے گئے ہیں یہ ایک بڑی خصوصیت اور بہت بڑا امتیاز ہے جس کے نتیجہ میں آپؐ کا خدا داد مشن ، ہر قوم اور ہر ملک اور ہر زمانہ کے لئے وسیع ہوگیا اور آپؐ خداتعالیٰ کے کامل اور مکمل مظہر قرار دئے گئے ہیں یعنی جس طرح دنیا کا خدا ایک ہے اسی طرح آپؐ کی بعثت سے ساری دنیا کا نبی بھی ایک ہو گیا ہے ۔ اللھم صل علی محمد وبارک وسلم ۔ "

(چالیس جواہر پارے ، صفحہ 29)

جب یہ ثابت ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے تھے تو ہمیں یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ گزشتہ انبیائے کرام کے مقابلہ میں آپؐ کے کارنامے کیسی بلند شان اور عظمت رکھتے ہیں جو آپؐ کے عالی منصب اور بلند مقام کو آسمان کی رفعتوں تک پہنچا دیتے ہیں ۔ اس بارہ میں بھی سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی روح پرور تقریر ملاحظہ فرمائیں ۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں " رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کفار عرب بھی فرعونیت سے بھرے ہوئے تھے وہ بھی فرعون کی طرح باز نہ آئے جب تک انہوں نے جلالی نشان نہ دیکھ لیا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کام

موسیٰ کے کاموں کے سے تھے اس موسیٰ کے کام قابل پذیرائی نہ تھے لیکن قرآن شریف نے منوایا ۔ حضرت موسیٰ کے زمانہ میں گو فرعون کے ہاتھ سے بنی اسرائیل کو نجات ملی لیکن گناہوں سے نجات نہ پائی ۔ وہ لڑے اور کج دل ہوئے اور موسیٰ پر حملہ آور ہوئے لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری پوری نجات قوم کو دی ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اگر طاقت ، شوکت ، سلطنت ، اسلام کو نہ دیتے تو مسلمان مظلوم رہتے اور کفار کے ہاتھ سے نجات نہ پاتے ۔ اللہ تعالیٰ نے ایک تو یہ نجات دی کہ مستقل اسلامی سلطنت قائم ہوگئی ۔ دوسرے یہ کہ گناہوں سے ان کو کامل نجات ملی ۔ خداتعالیٰ نے ہر دو نقشے کھینچے ہیں کہ عرب پہلے کیا تھے اور پھر کیا ہوگئے ۔ اگر ہر دو نقشے اکٹھے کئے جائیں تو ان کی پہلی حالت کا اندازہ لگ جائے گا سو اللہ تعالیٰ نے ان کو دونوں نجاتیں دیں ۔ شیطان سے بھی نجات دی اور طاغوت سے بھی ۔ "

(ملفوظات ، جلد اول ، صفحہ 41)

کسی نبی کی زندگی کے حالات اور سوانح اس طرح دنیا کے سامنے نہیں آئے اور نہ ہی تاریخ کی کتابیں یا مذہبی کتب میں کسی نبی کا ایسا تذکرہ موجود ہے جیسا ہمارے پیارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کا نقشہ ہماری آنکھوں کے سامنے کھلی کتاب کی طرح ہے آپؐ کی سیرت طیبہ اور پاکیزہ کردار کے بارہ میں سینکڑوں ہزاروں کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن یہ موضوع اب بھی تشنہ تکمیل ہے ۔ آپ کے فرزند جلیل مہدی دوراں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

" حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی کو دیکھ کر کہنا پڑتا ہے کہ ان کے اخلاق بالکل مخفی ہی رہے ۔ شریر یہود جن کو گورنمنٹ کے ہاں کرسیاں ملتی تھیں اور رومی گورنمنٹ ان کے گروہ کی وجہ سے عزت کرتی تھی مسیحؑ کو تنگ کرتے رہے مگر کوئی اقتدار کا وقت حضرت مسیحؑ کی زندگی میں ایسا نہ آیا جس سے معلوم ہو جاتا کہ وہ کہاں تک باوجود مقدرت انتقام کے عفو سے کام لیتے ہیں مگر برخلاف اس کے آنحضرتؐ کے اخلاق ایسے ہیں کہ وہ مشاہدہ اور تجربہ کی محک پر کامل المعیار ثابت ہوئے وہ صرف باتیں ہی نہیں بلکہ ان کی صداقت کا ثبوت ہمارے ہاتھ میں ایسا ہی ہے جیسے ہندسہ اور حساب کے اصول صحیح اور یقینی ہیں اور ہم دو اور دو چار کی طرح ان کو ثابت کر سکتے ہیں لیکن کسی اور نبی کا متبع ایسا نہیں کر سکتا ۔ اسی لئے آپؐ کی مثال ایک ایسے درخت سے دی جس کی جڑھ ، چھال ، پھل ، پھول پتے غرض ہر ایک چیز مفید اور غایت درجہ مفید ، راحت رساں اور سرور بخش ہے ..... ۔ "

(انفاخ قدسیہ ۔ ربوہ : نظارت اشاعت ، ت ۔ ن ، صفحہ 127-128)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ اور حاشر روحانی ہونے کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ اپنے پیارے قصیدہ میں فرماتے ہیں ۔

أَحْيَيْتَ أَمْوَاتَ الْقُرُوْنِ بِجَلْوَةٍ
مَاذَا يُمَاثِلُكَ بِهٰذَا الشَّانِ

آپؐ نے صدیوں کے مردے ایک ہی جلوہ سے (روحانی طور پر) زندہ کر دئے ۔ کون ہے جو اس (اعلیٰ) شان میں آپؐ کا نظیر (و مثیل) ہوسکے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت یسوع مسیح کے کام اور ان کے حواریوں کے کارناموں کی ایک ہلکی سی جھلک پیش فرمائی ۔ آپ فرماتے ہیں ۔

" ایسا ہی مسیح علیہ السلام کی زندگی پر نظر کرو ۔ ساری رات خود دعا کرتے رہے دوستوں سے کراتے رہے آخر شکوہ پر اتر آئے ایلی ایلی لما سبقتنی بھی کہہ دیا یعنی اے میرے خدا ۔ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ۔ اب ایسی حسرت بھری حالت کو دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ یہ مامور من اللہ ہے جو نقشہ پادریوں نے مسیحؑ کی آخری حالت کا جما کر دکھایا ہے وہ تو بالکل مایوسی بخشتا ہے لاقیں تو اتنی تھیں کہ خدا کی پناہ ۔ اور کام کچھ بھی نہ کیا ۔ ساری عمر میں کل ایک سو بیس آدمی تیار کئے اور وہ بھی ایسے پست خیال اور کم فہم جو خدا کی بادشاہت کی باتوں کو سمجھ ہی نہ سکتے تھے اور سب سے بڑا مصاحب جس کی بابت یہ فتویٰ تھا کہ جو زمین پر کرے آسمان پر ہوتا ہے اور بہشت کی کنجیاں جس کے ہاتھ میں تھیں ۔ اسی نے سب سے پہلے لعنت کی ۔ اور وہ جو امین اور خزانچی بنا ہوا تھا جس کو چھاتی پر لٹاتے تھے ۔ اسی نے تیس درم لے کر پکڑوا دیا ۔ اب ایسی حالت میں اب کوئی کہہ سکتا ہے کہ مسیح نے واقعی ماموریت کا حق ادا کیا ..... ۔ "

(ملفوظات ، جلد دوم ، صفحہ 61-62)

نیز حضورؑ فرماتے ہیں :

" سچی بات یہی ہے کہ سب نبیوں کی نبوت کی پردہ پوشی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے ہوئی ۔ "

(ایضاً ۔ صفحہ 61)

یہ امر ایک کھلی کھلی حقیقت ہے کہ ہمارے پیارے آقا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زندگی کے تمام ادوار سے گزرے اور جب تک کوئی انسان ان تمام دوروں سے نہ گزرے جن میں وہ کبھی تو محکوم ہو ۔ اور کبھی حاکم اور حاکم بھی حاکم اعلیٰ ۔ یونہی تمام عرب کا بادشاہ اور اس کی زندگی میں ایسے نشیب و فراز آئے ہوں جن کو سن کر انسانی روح وجد میں آ جاتی ہے ۔ اور اس کے شاندار کارہائے نمایاں کی تعریف و توصیف میں سب دوست دشمن رطب اللسان ہوتے ہیں ۔ چنانچہ اس بارہ میں بھی حضرت امام مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں :

" میرا مذہب یہ ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو الگ کیا جاتا اور کل نبی جو اس وقت تک گزر چکے تھے سب کے سب اکٹھے ہو کر وہ کام اور وہ اصلاح کرنا چاہتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہرگز نہ کر سکتے ۔ ان میں وہ دل وہ قوت نہ تھی جو ہمارے نبیؐ کو ملی تھی ۔ اگر کوئی کہے کہ یہ نبیوں کی سوء ادبی ہے تو وہ نادان مجھ پر افتراء کرے گا میں نبیوں کی عزت اور حرمت کرنا اپنے ایمان کا جزو سمجھتا ہوں لیکن نبی کریمؐ کی فضیلت کل انبیاء پر میرے ایمان کا جزواعظم ہے اور میرے رگ و ریشہ میں ملی ہوئی بات ہے یہ میرے اختیار میں نہیں کہ اس کو نکال دوں ۔ بدنصیب اور آنکھ نہ رکھنے والا مخالف جو چاہے سو کہے ۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کام کیا ہے جو نہ الگ الگ اور نہ مل مل کر کسی سے ہو سکتا تھا ۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات پیش آمدہ کی اگر معرفت ہو اور اس بات پر پوری اطلاع ملے کہ اس وقت دنیا کی کیا حالت تھی اور آپؐ نے آکر کیا کیا تو انسان وجد میں آکر اللھم صلی علیٰ محمد کہہ اٹھتا ہے ۔ میں سچ سچ کہتا ہوں یہ خیالی اور فرضی بات نہیں ہے قرآن شریف اور دنیا کی تاریخ اس امر کی پوری شہادت دیتی ہے کہ نبی کریمؐ نے کیا کیا ورنہ وہ کیا بات تھی جو آپؐ کے لئے مخصوصاً فرمایا گیا ۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝

(سورۃ الاحزاب 33 : 57)

کسی دوسرے نبی کے لئے یہ صدا نہیں آئی ۔ پوری کامیابی پوری تعریف کے ساتھ یہی ایک انسان دنیا میں آیا جو محمد کہلایا ۔ صلی اللہ علیہ وسلم

(ملفوظات ، جلد دوئم ، صفحہ ، 174-175)

حضرت رسول مقبول خاتم النبیین محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ بالا عظمت شان اور فضیلت تامہ کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک روح پرور اور دلنشین تحریر ملاحظہ فرمائیں ۔

حضور فرماتے ہیں :

" چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل الانبیاء اور سب رسولوں سے بہتر اور بزرگ تر تھے اور خدائے تعالیٰ کو منظور تھا کہ جیسے آنحضرتؐ اپنے ذاتی جوہر کے رو سے فی الواقعہ سب انبیاء کے سردار ہیں ایسا ہی ظاہری خدمات کے رو سے بھی ان کا سب سے فائق اور برتر ہونا دنیا پر ظاہر ہو اور روشن ہو جائے اس لئے خدائے تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو کافہ بنی آدم کے لئے عام رکھا تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محنتیں اور کوششیں عام طور پر ظہور میں آویں ۔ موسیٰؑ اور ابن مریم کی طرح ایک خاص قوم سے مخصوص نہ ہوں اور تا ہریک طرف سے اور ہریک گروہ اور قوم سے تکالیف شاقہ اٹھا کر اس اجر عظیم کے مستحق ٹھہر جائیں جو دوسرے نبیوں کو نہیں ملے گا ۔

(براہین احمدیہ ۔ روحانی خزائن ، جلد نمبر1 ، صفحہ 653-654)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات تمام خوبیوں کا مجموعہ تھی ۔ آپؐ کا بچپن ۔ آپؐ کی جوانی اس بات پر شاہد ہیں کہ آپ کو نیکی سے پیار تھا اور تقویٰ کی باریک راہوں پر گامزن تھے ۔ سچ ہے مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید ۔ چنانچہ آپ کی قوم نے آپؐ کو رسالت عظمیٰ پر فائز کئے جانے سے قبل ہی امین اور صدیق کا خطاب دے دیا تھا ۔ اس بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیباچہ تفسیر القرآن میں فرماتے ہیں ۔ .... پس محض کسی شخص کا امانت دار اور صادق ہونا اس کی عظمت پر خاص روشنی نہیں ڈالتا لیکن کسی شخص کو ساری قوم کا امین اور صدیق کا خطاب دے دینا یہ ایک غیر معمولی بات ہے ۔ اگر مکہ کے لوگ ہر نسل کے لوگوں میں سے کسی کو امین اور صدیق کا خطاب دیا تب بھی امین صدیق کا خطاب پانے والا بہت بڑا آدمی سمجھا جاتا لیکن عرب کی تاریخ بتاتی ہے کہ عرب لوگ ہر نسل میں کسی آدمی کو یہ خطاب نہیں دیا کرتے تھے بلکہ عرب کی سینکڑوں سال کی تاریخ میں صرف ایک ہی مثال محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملتی ہے کہ آپؐ کو اہل عرب نے امین اور صدیق کا خطاب دیا پس عرب کی سینکڑوں سال کی تاریخ میں قوم کا ایک ہی شخص کو امین اور صدیق قرار دینا دونوں لتنے اعلیٰ درجہ تھے کہ ان کی مثال عربوں کے علم میں کسی اور شخص میں نہیں پائی تھی ۔ عرب اپنی باریک بینی کی وجہ سے دنیا میں ممتاز تھے پس جس چیز کو وہ نادر قرار دیں وہ یقیناً دنیا میں نادر ہی سمجھے جانے کے قابل تھی ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائے ذوالعرش نے بھی یہ سند خوشنودی عطا فرمائی کہ آپؐ مطاع ثم امین (سورۃ التکویر : 22) 81 یعنی آپؐ جہاں سرور دو عالم ہیں وہاں آپؐ " امین " بھی ہیں ۔ نیز فرمایا ۔

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْہَوٰی ۝ اِنْ ہُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۝

(سورۃ النجم 53 : 4-5)

کہ وہ اپنی خواہش نفسانی سے کلام نہیں کرتا بلکہ اس کا پیش کردہ کلام صرف خداتعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی وحی ہے ۔ اور پھر آپؐ کے امین ہونے کی زبردست دلیل بھی خود دے دی اور فرمایا ۔

اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ ۝

(سورۃ التکویر 81 : 20)

کہ ہمارا پیارا محبوب رسول ایسے درست طریقہ سے ہمارا کلام دنیا تک پہنچاتا ہے اور اس امانت کا فرض ایسے احسن طریقہ سے انجام دیتا ہے کہ ہم اپنے پاکیزہ کلام کو بھی اس بزرگ رسول کا کلام قرار دیتے ہیں ۔ اس سے بڑھ کر امین اور صدیق ہونے کی کیا دلیل ہوگی ؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے صدیق ہونے کی اپنی زبان معارف بیان سے تصدیق فرمائی ۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں ۔

روایت آتی ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص آنحضرتؐ کی زبان مبارک سے جو بھی سنتے تھے وہ لکھ لیا کرتے تھے اس پر بعض لوگوں نے انہیں منع کیا کہ آنحضرتؐ کبھی خوش ہوتے ہیں کبھی غصہ میں ہوتے ہیں تم سب کچھ لکھتے جاتے ہو یہ ٹھیک نہیں ہے ۔ عبداللہ بن عمرو نے اس پر لکھنا چھوڑ دیا لیکن جب آنحضرتؐ تک یہ خبر پہنچی تو آپؐ نے فرمایا :

اکتب فوالذی نفسی بیدہ ما یخرج منہ الا لحق

(ابو داؤد کتاب العلم باب کتاب العلم)

یعنی تم بے شک لکھا کرو خدا تعالیٰ کی قسم میری زبان سے جو کچھ نکلتا ہے ۔ حق اور راست نکلتا ہے ۔ "

(سیرت خاتم النبیین مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ، حصہ اول صفحہ 23)

قبائل قریش میں جب حجر اسود کو اس کی اصلی جگہ پر رکھنے کے متعلق اختلاف ہوا اور ہر شخص مرنے مارنے پر آمادہ ہو گیا تو اسی امن کے شہزادہ امین نوجوان کو خانہ کعبہ کی طرف آتے دیکھ کر لوگ بے ساختہ بولے ۔ھذا الامین رضینا ۔ ھذا محمد امین امین ۔

آپ کے ایک بدترین دشمن کی گواہی بھی سن لیجئے ۔ اہل مکہ کو خیال پیدا ہوا کہ حج کے موقعہ پر لوگ جمع ہوں گے تو شاید آپؐ بعض

لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کریں ۔ کسی نے کہا کہ ہم کہدیں گے کہ " یہ شاعر ہے " کسی نے کہا " مجنون " کہدیں گے کسی نے کہا " جھوٹا " کہدیں گے ۔ ان میں سے زبردست مخالف نضر بن حارث نے کھڑے ہو کر جوش سے کہا کہ محمدؐ تم میں جوان ہوا سب سے اچھے اخلاق کا مالک تھا وہ تم سب سے زیادہ راست باز تھا وہ تم سب سے زیادہ امین تھا مگر جب تم نے اس کی کنپٹیوں میں سفید بال دیکھے اور تمہارے پاس وہ تعلیم لے کر آیا جس کا تم انکار کر رہے ہو تو تم نے کہہ دیا کہ وہ جھوٹا ہے ۔

" خدا کی قسم وہ ہرگز جھوٹا نہیں " یہ گواہی تھی جو النضر بن الحارث نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر دی ۔ پس آپؐ دوستوں دشمنوں سب کی نظر میں اخلاق حسنہ کا منبع تھے ۔

آپ کی سیرت طیبہ کا ہر ورق اپنے اندر اخلاق حسنہ کا منور حسن اس طرح انوار و برکات ارضی و سماوی سے پر ہے جیسے لہریں مارتا ہوا سمندر اپنی روانی اور جوش میں کائنات کے ذرہ ذرہ کو اپنے ساتھ بہائے لئے جاتا ہے ۔ اسی طرح آپؐ نے جس طرح اخلاق حسنہ کا خود مظاہرہ فرمایا جس سے دنیا کی ۔ آنکھیں خیرہ ہو گئیں ۔ وہاں آپؐ نے لاکھوں انسانوں کو بھی پاک و مطہر بنا دیا ۔ آپؐ کے اخلاق حسنہ کی عرش بریں کے مالک نے بھی تعریف کی اور فرمایا :

وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (سورۃ القلم 68 : 5)

آپؐ کے اسوہ حسنہ کی پیروی لازمی قرار دی گئی اور فرمایا :

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
(سورۃ الاحزاب 33 : 22)

اور یہاں تک کہہ دیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر خداتعالیٰ کی محبت ہی نہیں حاصل کر سکتے ۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ
(سورۃ آل عمران 3 : 32)

آپؐ کے غلام صادق اور سچے محب مہدی علیہ اسلام نے بھی آپ کی عظیم شان کے جلوے سے متاثر ہو کر کہدیا ۔

واللہ ان محمداً کردافۃ
وبہ الوصول بسدۃ السلطان (القصیدہ)

ترجمہ : خدا کی قسم ۔ یقیناً محمدؐ اللہ تعالیٰ کے لئے وزیر کی مانند ہیں ۔ اور آپؐ ہی کے واسطے سے خدائے بادشاہ کی چوکھٹ تک رسائی ہوتی ہے ۔ "

نیز حضرت اقدس نے فرمایا :

" سو خدا نے توریت میں موسیٰؑ کی بردباری کی ایسی تعریف کی جو بنی اسرائیل کے تمام نبیوں میں سے کسی کی تعریف میں یہ کلمات بیان نہیں فرمائے ہاں جو اخلاق فاضلہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن شریف میں ذکر ہے وہ حضرت موسیٰؑ سے ہزارہا درجہ بڑھ کر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تمام ان اخلاق فاضلہ کا جامع ہے جو نبیوں میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا ہے ۔ انک لعلی خلق عظیم (سورۃ القلم 68 : 5) تو خلق عظیم پر ہے ... ایسا ہی اس آیت کا مفہوم ہے کہ جہاں تک اخلاق فاضلہ و شمائل حسنہ نفس انسانی کو حاصل ہو سکتے ہیں وہ تمام اخلاق کاملہ تامہ نفس محمدیؐ میں موجود ہیں سو یہ تعریف ایسی اعلیٰ درجہ کی ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو دوسری جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا ۔ و کان فضل اللہ علیہ عظیماً (سورۃ النساء 4 : 114) یعنی تیرے پر خدا کا سب سے زیادہ فضل ہے اور کوئی نبی تیرے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا ۔ ... "

(براہین احمدیہ ۔ روحانی خزائن ، جلد 1 ، صفحہ 606
بقیہ حاشیہ در حاشیہ 3)

نیز فرمایا :

" ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے نام اپنے اندر جمع رکھتے ہیں ۔ کیونکہ وہ وجود پاک جامع کمالات متفرقہ ہے نیز وہ موسیٰؑ بھی ہے اور عیسیٰؑ بھی اور آدمؑ بھی اور ابراہیمؑ بھی اور یوسفؑ بھی اور یعقوبؑ بھی اسی کی طرف اللہ جل شانہ اشارہ فرماتا ہے -فبھدھم اقتدہ (سورۃ الانعام 6 : 91) یعنی اے رسولؐ تو ان تمام ہدایات متفرقہ کو اپنے وجود میں جمع کر لے جو ہر ایک نبی خاص طور پر اپنے ساتھ رکھتا تھا پس اس سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء کی شانیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں شامل تھیں اور درحقیقت محمدؐ کا نام صلی اللہ علیہ وسلم اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ محمدؐ کے یہ معنیٰ ہیں کہ بغایت تعریف کیا گیا اور غایت درجہ کی تعریف تبھی متصور ہو سکتی ہے کہ جب انبیاء کے تمام کمالات متفرقہ اور صفات خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہوں ... "

(آئینہ کمالات اسلام ۔ روحانی خزائن ، جلد 5 ، صفحہ 343)

سچ ہے :

تَمَّتْ عَلَيْهِ صِفَاتُ كُلِّ مَزِيَّةٍ
خُتِمَتْ بِهٖ نَعْمَاءُ كُلِّ زَمَانٍ
(القصیدہ)

ترجمہ : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی فضیلت کی صفات مکمل ہیں ۔ آپؐ کی ذات اقدس پر ہر زمانہ کی نعمتیں ختم (کامل) کر دی گئیں ۔

نیز فرما دیا : هُوَ خَيْرُ كُلِّ مُقَرَّبٍ مُتَقَدِّمٍ
وَالْفَضْلُ بِالْخَيْرَاتِ لَا بِزَمَانٍ
(القصیدہ)

ترجمہ : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر مقرب سے افضل ہیں (اور شان میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں) اور (یاد رہے کہ) فضیلت لمبی عمر پانے سے نہیں بلکہ نیکیوں کی وجہ سے ہوتی ہے ۔

الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کریمانہ اور آپؐ کے شمائل حسنہ کے ناپیدا کنار سمندر کو دیکھ کر آپؐ نے یہ ترانہ گایا :

شان حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے

وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العالمین

(فقہ احمدیہ سے)

ستر عورت یعنی پردہ پوشی

لباس سے بھی انسان معزز لگتا ہے اس لیے پاک صاف اور ستھرا لباس پہنکر انسان خدا کے دربار میں جائے اور اس کے حضور نماز ادا کرے۔ گندے کپڑوں میں نماز نہیں ہوتی۔ مرد کے لیے کم از کم ناف سے لے کر گھٹنوں تک کے جسم کی پردہ پوشی ضروری ہے ورنہ نماز صحیح نہ ہوگی۔ عورت نماز پڑھتے وقت صرف چہرہ بشرطیکہ وہاں کوئی نامحرم موجود نہ ہو۔ پہنچوں تک ہاتھ اور ٹخنوں تک پاؤں ننگے اور کھلے باہر رکھ سکتی ہے اس کے بال۔ باہیں اور پنڈلیاں اور جسم کا باقی حصہ پردہ میں اور ڈھکا ہوا ہونا چاہیئے باریک کپڑا جس سے جسم نظر آئے نماز پڑھتے وقت نہیں پہننا چاہیئے۔ لباس کھلا کھلا سلا ہوا ہونا چاہیئے تنگ اور چُست لباس جس سے سجدہ کرنے یا بیٹھنے میں سخت دقت ہو ناپسندیدہ سمجھا گیا ہے اسی طرح ننگے سر نماز پڑھنا یا سر پر تولیہ یا رُومال ڈال لینا یا چادر اس طرح اوڑھ لینا کہ ہاتھ اوپر اُٹھاتے وقت ستر کے کھل جانے کا اندیشہ ہو اچھا نہیں سمجھا گیا۔

لباس کے متعلق عام ہدایت یہ ہے کہ مرد ریشمی لباس نہ پہنیں اور نہ ہی ایسا فاخرانہ اور بھڑکیلا لباس جو سب میں نمایاں کئے رکھے اور اوچھے پن پر دلالت کرے۔ ہمیشہ ستر کے مقصد کو پورا کرنے والا باوقار اور سادہ لباس پہننا چاہیئے۔

اگر کسی شخص کے کپڑے ناپاک ہوں اُن پر نجاست لگی ہوئی ہو اور اس کے پاس اور کپڑے نہ ہوں جو بدل سکے اور نماز کا وقت آجائے تو انہی گندے کپڑوں کے ساتھ وہ نماز پڑھ سکتا ہے اگر پردہ ہے تو کپڑے اتار کر ننگے جسم کے ساتھ نماز پڑھ لے اور یہ پرواہ نہ کرے کہ اس کے کپڑے پاک نہیں ہیں یا جسم پر کوئی کپڑا نہیں ہے کیونکہ کپڑوں کی پاکیزگی سے دل کی پاکیزگی بہر حال مقدم ہے پس یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ کپڑوں کی ناپاکی کے خیال سے اپنے دل کو ناپاک کر لیا جائے اور اس بہانہ سے نماز ترک کر دی جائے۔[1]

---

[1] تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ سوم صفحہ ۲۳۱ تا ۲۴۲

ستر عورت

سوال:۔ نکر پہن کر نماز پڑھنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اگر کسی کے پاس نکر ہے اور دوسرا کپڑا نہیں تو نکر پہن کر جائز ہے بلکہ اگر اس کے پاس کپڑا نہیں تو نکر چھوڑ لنگوٹی میں بھی نماز جائز ہے لیکن جان بوجھ کر ایسا کرنا جبکہ اور کپڑا موجود ہو ناجائز ہے۔

(الفضل ۱۷ر اکتوبر ۱۹۴۶ئ)

سوال:۔ کیا عورت باریک دوپٹہ جس میں سے بال نظر آئیں اوڑھ کر نماز پڑھ سکتی ہے۔

جواب:۔ ایسے باریک دوپٹے جن میں سے بال نظر آئیں اوڑھ کر نماز ادا کرنا درست نہیں۔ خصوصاً ایسی جگہوں میں جہاں غیر محرموں کی آمد و رفت ہو حضرت عائشہ سے حدیث مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لا یقبل اللہ صلوٰۃ حائض (ای امرأۃ) الا بخمار۔

(بخاری)

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ حضور نے فرمایا:۔

لا یقبل اللہ من امرأۃ صلوٰۃ حتی تواری زینتھا ولا جاریۃ بلغت المحیض حتی تختمر

(رواہ طبرانی عن ابی قتادہ)

ان احادیث اور آیات قرآنی خذوا زینتکم عند کل مسجد اور ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن ولا یبدین زینتھن .... ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن

سے فقہاء نے مندرجہ ذیل استدلال کیا ہے۔

امام شافعیؒ اور اوزاعیؒ فرماتے ہیں:۔

تغطی جمیع بدنھا الا وجھھا وکفیھا

امام مالکؒ فرماتے ہیں۔ اذا صلت المرأۃ وقد انکشف شعرھا او ظھور قدمیھا تعید ما دامت فی الوقت۔ لیکن صحیح مسلک یہ ہے کہ نماز میں سر کے بالوں کو حتی الوسع چھپائے رکھو اور اگر بغیر ارادہ کے بالوں کا کچھ حصہ کھل جائے تو نماز صحیح ہو جائے گی۔

پس جہاں یہ تنگ نظری ہے کہ اگر ایک بال بھی کھل جائے تو نماز باطل ہو جائے گی وہاں یہ بھی ناجائز اقدام ہے کہ ایسا دوپٹہ لیکر نماز پڑھی جائے کہ جس میں سے سر کے بال صاف دکھائی دیں۔ مومن کا اصل کام یہ ہے کہ افراط اور تفریط دونوں سے بچے۔

اسلام نے یہ پسند کیا ہے کہ نماز وغیرہ کے مواقع پر سر پر ٹوپی یا پگڑی رکھی جائے۔ سر ننگا نہ ہو۔ عورتوں کے متعلق علماء میں یہ اختلاف پایا جاتا ہے کہ اگر ان کے سر کے اگلے بال ننگے ہوں تو آیا ان کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

پرانے فقہاء کا خیال ہے کہ ننگے سر مرد کی نماز بھی نہیں ہوتی لیکن ہمارے ہاں مسائل کی بنیاد چونکہ احادیث پر ہے اور احادیث میں ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ بعض صحابہؓ نے ننگے سر نماز پڑھی اس لیے ہم اس تشدد کے قائل نہیں کہ ننگے سر نماز ہوتی ہی نہیں ہمارے نزدیک اگر کسی کے پاس ٹوپی یا پگڑی نہ ہو اسی طرح سر ڈھانکنے کے لیے کوئی رومال وغیرہ بھی اس کے پاس نہ ہو تو ننگے سر نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ البتہ عورتوں کے لیے دوپٹہ کا ہونا ضروری ہے۔

(الفضل ۹ رفروری ۱۹۵۵ء)

سوال:۔ کیا ننگے سر نماز جائز ہے؟

جواب:۔ ایسی صورت میں ننگے سر نماز پڑھنا غلطی ہے جبکہ سر ڈھانپنے کے لیے کوئی کپڑا وغیرہ موجود ہو۔ منع نہیں۔ کئی صحابہؓ پڑھتے تھے مگر میرا خیال ہے کہ ان کے پاس سر ڈھانکنے کے لیے کپڑا نہیں ہوتا تھا۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ صحابہؓ کے پاس بسا اوقات تہہ بند کے لیے بھی پورا کپڑا نہیں ہوتا تھا۔

(الفضل ۱۷ راکتوبر ۱۹۴۶ء)

سوال:۔ اگر صاف اور پاک کپڑا نہ ملے تو کیا کرے؟

جواب:۔ اگر کسی کو صاف اور پاک کپڑا میسر نہ آئے تو وہ گندے کپڑوں میں ہی نماز پڑھ سکتا ہے خصوصاً وہم کی بناء پر نماز کا ترک تو بالکل غیر معقول ہے جیسا کہ ہمارے ملک میں کئی عورتیں اس وجہ سے نماز ترک کر دیتی ہیں کہ بچوں کی وجہ سے کپڑے مشتبہ ہیں اور کئی مسافر نماز ترک کر دیتے ہیں کہ سفر میں طہارت کامل نہیں ہو سکتی۔ یہ سب شیطانی وساوس ہیں۔ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا الٰہی حکم ہے جب تک شرائط کا پورا کرنا اختیار میں ہو ان کے ترک میں گناہ ہے۔

لیکن جب شرائط پوری کی ہی نہ جا سکتی ہوں یا ان کا پورا کرنا مشکل ہو تو ان کے میسر نہ آنے کی وجہ سے نماز کا ترک گناہ ہے اور ایسا شخص معذور نہیں بلکہ نماز کا تارک سمجھا جائے گا۔

(تفسیر کبیر جلد ۱ صفحہ ۱۰۴)

○

اسماء المہدی علیہ السلام

(بشیر احمد قمر شاہد۔ مربی سلسلہ)

جری اللہ فی حلل الانبیاء سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مختلف الہامات میں بہت سے ناموں سے نوازا تھا۔ یہ کثرت اسماء آپ کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔ خود حضور علیہ السلام نے اپنی تحریرات میں ان ناموں کی جو حکمت بیان فرمائی ہے وہ ہدیہ قارئین ہے:۔

آریوں کا بادشاہ

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"بادشاہت سے مراد صرف آسمانی بادشاہت ہے۔ یسے لفظ خدا کے کلام میں آجاتے ہیں۔ مگر معنی روحانی ہوتے ہیں۔ سو میں اس تصدیق کے لئے کہ وہی کرشن آریوں کا بادشاہ میں ہوں۔ دہلی کے ایک اشتہار کو جو بالکند نام ایک پنڈت نے ان دنوں شائع کیا ہے مع ترجمہ حاشیہ میں لکھتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ آریہ ورت کے محقق پنڈت بھی کرشن اوتار کا زمانہ یہی قرار دیتے ہیں۔ اور اس زمانہ میں اس کے آنے کے منتظر ہیں۔ گو وہ لوگ ابھی مجھ کو شناخت نہیں کرتے۔ مگر وہ زمانہ آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ مجھے شناخت کرلیں گے کیونکہ خدا کا ہاتھ انہیں دکھائے گا کہ آنے والا یہی ہے"۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۲۲،۵۲۳)

ابراھیم

"میرا نام ابراہیم بھی رکھا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا سلام علیك یا ابراھیم۔ یعنی ابراہیم تجھ پر سلام۔ ابراہیم علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے بہت برکتیں دی تھیں اور وہ ہمیشہ دشمنوں کے حملوں سے سلامت رہا۔ پس میرا نام ابراہیم رکھ کر خدا تعالیٰ یہ اشارہ کرتا ہے کہ ایسا ہی اس ابراہیم کو برکتیں دی جائیں گی۔ اور مخالف اس کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکیں گے"۔

"اور جس طرح ابراہیم سے خدا نے خاندان شروع کیا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میری نسبت فرمایا ہے سبحان اللہ زاد مجدك و ینقطع اٰبائك و یبدء منك۔ یعنی خدا پاک ہے جس نے تیری بزرگی کو زیادہ کیا۔ وہ تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع کر دے گا اور ابتداء خاندان کا تجھ سے کرے گا۔ ابراہیم سے خدا کی محبت ایسی صاف تھی جو اس نے اس کی حفاظت کے لئے بڑے بڑے کام دکھلائے اور غم کے وقت اس نے ابراہیم کو خود تسلی دی"۔

(روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۱۱۴-۱۱۵)

"واتّخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی۔ یہ قرآن شریف کی آیت ہے اور اس مقام میں اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ ابراہیم جو بھیجا گیا ہے تم اپنی عبادتوں اور عقیدوں کو اس کی طرز پر بجالاؤ۔ اور ہر ایک امر میں اس کے نمونے پر اپنے تئیں بناؤ......... یہ آیت واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا۔ اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔

(روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۶۸،۶۹)

ابن رسول اللہ

"اِنّی مَعَكَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہ۔ سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو۔ علی دینٍ واحدٍ۔ اے رسول اللہ کے بیٹے میں تیرے ساتھ ہوں۔ سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں دین واحد پر جمع کرو"۔

(تذکرہ طبع اول صفحہ ۵۲۷)

"آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین ٹھہرایا گیا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد براہ راست فیوض نبوت منقطع ہو گئے ہیں۔ اور اب کمالِ نبوت صرف اس شخص کو ملے گا جو اپنے اعمال پر اتباع نبوی کی مہر رکھتا ہوگا۔ اور اس طرح پر وہ آنحضرت ﷺ کا بیٹا اور آپ کا وارث ہوگا"۔ (ریویو برمباحثہ بٹالوی و چکڑالوی روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۱۴)

"یہ امر جو ہے کہ سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو علٰی دینٍ واحدٍ یہ ایک خاص قسم کا امر ہے۔ احکام اور امر دو قسم کے ہوتے ہیں ایک شرعی رنگ میں ہوتے ہیں جیسے نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، خون نہ کرو وغیرہ۔ اس قسم کے اوامر میں ایک پیشگوئی بھی ہوتی ہے کہ گویا بعض ایسے بھی ہونگے جو اس کی خلاف ورزی کریں گے جیسے یہود کو کہا گیا کہ توریت کو محرف ومبدل نہ کرنا۔ یہ بتاتا تھا کہ بعض ان میں سے کریں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ غرض یہ امر شرعی ہے۔ اور یہ اصطلاح شریعت ہے۔

دوسرا امر کونی ہے۔ اور یہ احکام اور امر قضا و قدر کے رنگ میں ہوتے ہیں۔ جیسے قلنا یا نار کونی بردًا و سلامًا۔ اور وہ پورے طور پر وقوع میں آگیا۔ اور یہ امر جو میرے اس الہام میں ہے۔ یہ بھی اسی قسم کا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ چاہتا ہے کہ مسلمانانِ روئے زمین علی دین واحد جمع ہوں اور ہو کر رہیں گے۔ ہاں اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ ان میں کوئی کسی قسم کا بھی اختلاف نہ رہے۔ اختلاف بھی رہے گا۔ وہ ایسا ہوگا جو قابل ذکر اور قابل لحاظ نہیں"۔

(تذکرہ طبع دوم صفحہ ۵۷۱)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام اپنی تصنیف "اعجاز احمدی" میں ابن رسول اللہؐ ہونے کی حقیقت اپنے منظوم کلام میں یوں بیان فرماتے ہیں:-

وَ اِنِّیْ وَرِثْتُ الْمَالَ مَالَ مُحَمَّدٍ
وَ مَا اَنَا اِلَّا الْاٰلُ الْمُتَخَیَّرُ
وَ کَیْفَ وَرِثْتُ وَ لَسْتُ مِنْ اَبْنَاءِہٖ
فَفَکِّرْ وَ ھَلْ فِیْ حِزْبِکُمْ مُتَفَکِّرُ
اَتَزْعَمُ اَنَّ رَسُوْلَنَا سَیِّدَالْوَرٰی
عَلٰی زَعْمِ شَانِئِہٖ تُوُفِّیَ اَبْتَرُ
فَلَا وَالَّذِیْ خَلَقَ السَّمَآءَ لِاَجْلِہٖ
لَہٗ مِثْلُنَا وُلْدٌ اِلٰی یَوْمِ یُعْثَرُ

۱...... میں محمد رسول اللہ کا وارث کیا گیا ہوں۔ میں آپ کی آل برگزیدہ ہوں۔

۲...... میں کیونکر آپ کا وارث بنایا گیا۔ حالانکہ میں آپ کی اولاد سے نہیں ہوں۔

۳...... کیا تو گمان کرتا ہے کہ ہمارے رسولؐ نے جو تمام مخلوق کے سردار ہیں بے اولاد ہونے کی حالت میں وفات پائی جیسا کہ آپ کا دشمن خیال کرتا ہے۔

۴...... مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے اس کی خاطر آسمان بنایا۔ ایسا ہرگز نہیں۔ بلکہ ہمارے نبی کے لئے میری طرح کے اور بھی بیٹے ہیں اور قیامت تک ہونگے۔

ابن مریم

ابن مریم ہوں مگر اترا نہیں میں چرخ سے
نیز مہدی ہوں مگر بے تیغ اور بے کار زار

ابن مریم نام رکھنے میں حکمت

☆...... "چونکہ مقدر تھا کہ آخری زمانہ میں نصاریٰ اور یہود کے خیالات باطلہ زہر ہلاہل کی طرح تمام دنیا میں سرایت کر جائیں گے اور نہ ایک راہ سے بلکہ ہزاروں راہوں سے ان کا بداثر لوگوں پر پہنچے گا۔ اور اس زمانہ کے لئے پہلے سے احادیث میں خبر دی گئی تھی کہ عیسائیت اور یہودیت کی بری خصلتیں یہاں تک غلبہ کریں گی کہ مسلمانوں پر بھی اس کا سخت اثر ہوگا۔ مسلمانوں کا طریقہ، مسلمانوں کا شعار، مسلمانوں کی وضع بکلی یہود و نصاریٰ سے مشابہ ہو جائیگی۔ اور جو عادتیں یہود اور نصاریٰ کو پہلے ہلاک کر چکی ہیں وہی عادتیں اسباب تاثر کے پیدا ہو جانے کی وجہ سے مسلمانوں میں آ جائیں گی۔

یہ اس زمانہ کی طرف اشارہ ہے کہ جب عیسائی سوسائٹی جو یہودیت کی صفتیں بھی اپنے اندر رکھتی ہے عام طور پر مسلمانوں کے خیالات ، مسلمانوں کی عادات، مسلمانوں کے لباس، مسلمانوں کے طرز معاشرت پر اپنے جذبات کا اثر ڈالے۔ سو دراصل وہ یہی زمانہ ہے جس سے روحانیت بکلی دور کر دی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ اس زمانہ کے لئے کوئی ایسا مصلح بھیجے جو یہودیت اور عیسائیت کی زہرناک خصلتوں کو مسلمانوں سے مٹا دے۔ پس اس نے ایک مصلح ابن مریم کے نام پر بھیج دیا تا معلوم ہو کہ جن کی طرف وہ بھیجا گیا ہے وہ بھی یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح ہو چکے ہیں۔

سو جہاں یہ لکھا ہے کہ تم میں ابن مریم اترے گا وہاں صریح اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس وقت تمہاری ایسی حالت ہوگی جیسی مسیح ابن مریم کے مبعوث ہونے کے وقت یہودیوں کی حالت تھی بلکہ یہ لفظ اسی اشارہ کی غرض سے اختیار کیا گیا ہے۔ تا ہر ایک کو خیال آ جائے کہ خدائے تعالیٰ نے پہلے ان مسلمانوں کو جن میں ابن مریم کے اترنے کا وعدہ دیا تھا یہودی ٹھہرا لیا ہے۔"

☆...... "احادیث نبویہ کا لبّ لباب اور خلاصہ یہ ہے جو آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تم آخری زمانہ میں یہودیوں کی طرح چال چلن خراب کر دو گے تو تمہارے درست کرنے کے لئے عیسیٰ ابن مریم آئے گا۔ یعنی جب تم اپنی شرارتوں کی وجہ سے یہودی بن جاؤ گے تو میں بھی عیسیٰ ابن مریم کسی کو بنا کر تمہاری طرف بھیجوں گا۔"

☆...... "عیسیٰ بن مریم کے آنے سے مقصود یہ ہے کہ جب عقل کی بد استعمالی سے دنیا کے لوگ یہودیوں کے رنگ پر ہو جائیں گے اور روحانیت اور حقیقت کو چھوڑ دیں گے اور خدا پرستی اور حب الٰہی دلوں سے اٹھ جائے گی تو اس وقت وہ لوگ اپنی روحانی اصلاح کے لئے ایک ایسے مصلح کے محتاج ہونگے جو روح اور حقیقت اور حقیقی نیکی کی طرف ان کو توجہ دلاوے اور جنگ اور لڑائیوں سے کچھ واسطہ نہ رکھے اور یہ منصب مسیح ابن مریم کے لئے مسلّم ہے۔ کیونکہ وہ خاص ایسے کام کے لئے آیا تھا۔ اور یہ ضرور نہیں کہ آنے والے کا نام درحقیقت عیسیٰ بن مریم ہی ہو۔ بلکہ احادیث کا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک قطعی طور پر اس کا نام عیسیٰ ابن مریم ہے۔ جیسے یہودیوں کے نام خدا تعالیٰ نے بندر اور سؤر رکھے اور فرمایا وجعل منھم القردۃ والخنازیر۔ ایسا ہی اس نے اس امت کے مفسد طبع لوگوں کو یہودی ٹھہرا کر اس عاجز کا نام مسیح ابن مریم رکھ دیا اور اپنے الہام میں فرما دیا جعلناك المسیح ابن مریم۔ (ازالہ اوھام حصہ دوم۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۷ تا ۴۰۹)

☆...... "میں کہہ چکا ہوں کہ میں اس امت کی اصلاح کے لئے ابن مریم ہو کر آیا ہوں کہ جیسے کہ حضرت مسیح ابن مریم یہودیوں کی اصلاح کے لئے آئے تھے میں اسی وجہ سے تو ان کا مثیل ہوں کہ مجھے وہی اور اسی طرز کا کام سپرد ہوا ہے جیسا کہ انہیں سپرد ہوا تھا۔ مسیح نے ظہور فرما کر یہودیوں کو بہت سی غلطیوں اور بے بنیاد خیالات سے رہائی دی منجملہ اس کے ایک یہ بھی تھا کہ یہودی ایلیا نبی کے دوبارہ دنیا میں آنے کی ایسی ہی امید باندھے بیٹھے تھے جیسے آجکل مسلمان مسیح ابن مریم رسول اللہ کے دوبارہ آنے کی امید باندھے بیٹھے ہیں سو مسیح نے یہ کہہ کر کہ ایلیا نبی اب آسمان سے اتر نہیں سکتا زکریا کا بیٹا یحیٰ ایلیا ہے جس نے قبول کرنا ہے کرے۔ اس پرانی غلطی کو دور کیا اور یہودیوں کی زبان سے اپنے تئیں ملحد اور کتابوں سے پھرا ہوا کہلایا۔ مگر جو سچ تھا ظاہر کر دیا۔ یہی حال اس کے مثیل کا بھی ہوا۔ اور حضرت مسیح کی طرح اس کو بھی ملحد کا خطاب دیا گیا........"

☆...... "اس باریک نکتہ کو یاد رکھو کہ مسلمانوں کو یہ کیوں خوشخبری دی گئی کہ تم میں مسیح ابن مریم نازل ہوگا۔ دراصل اس میں بھید یہ ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ مثیل موسیٰ ہیں اور یہ امت محمدیہ مثیل امت بنی اسرائیل ہے۔ اور آنحضرت ﷺ نے خبر دی تھی کہ آخری زمانہ میں یہ امت ایسی بگڑ جائے گی جیسے یہودی اپنے آخری وقت میں بگڑ گئے تھے۔ اور حقیقی نیکی اور حقیقی سچائی اور حقیقی ایمانداری ان میں سے اٹھ گئی تھی اور نکمے اور بے اصل جھگڑے ان میں برپا ہو گئے تھے اور ایمانی محبت ٹھنڈی ہو گئی تھی اور فرمایا کہ تم تمام وہی کام کرو گے جو یہودیوں نے کئے یہاں تک کہ اگر یہودی سوسمار کے سوراخ میں داخل ہوئے تھے تو تم بھی اسی سوراخ میں داخل ہو گے۔ یعنی پورے پورے یہودی ہو جاؤ گے اور چونکہ یہودیوں کی اس تباہ حالت میں خدا تعالیٰ نے انہیں فراموش نہیں کیا تھا بلکہ ان کے اخلاق و اعمال کو درست کرنے کے لئے اور ان غلطیوں کی اصلاح کرنے کی غرض سے مسیح ابن مریم کو انہی میں سے بھیجا تھا۔ لہذا اس امت کو بھی بشارت دی گئی کہ جب تمہاری حالت بھی ان سخت دل یہودیوں کے موافق ہو جائے گی اور تم بھی ظاہر پرست اور بدچلن ہو جاؤ گے اور تمہارے فقراء اور علماء اور دنیاداروں میں اپنی اپنی طرز پر مکاری اور بدچلنی پھیل جائے گی اور وہ شے جس کا نام توحید اور خدا پرستی اور خدا ترسی اور خدا خواہی ہے بہت ہی کم رہ جائے گی تو مثالی طور پر تمہیں بھی ایک ابن مریم تم میں سے دیا جائے گا تا تمہاری اخلاقی اور عملی اور ایمانی حالت کے درست کرنے کے لئے ایسا ہی زور لگاوے جیسا کہ مسیح ابن مریم نے لگایا تھا"۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۹۴ تا ۳۹۵)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں :۔

ولکن قلوب بالیھود تشابھت
وھذا النباء الذی جاء فاذکروا
فصرت لھم عیسیٰ اذا ما تھودوا
وھذا کفی منی لقوم تفکروا

یعنی کچھ دل یہود کی طرح ہوگئے۔ پس یاد کرو یہ وہی خبر ہے جو پہلے آچکی ہے۔ پس جب وہ یہودی بن گئے تو میں ان کے لئے عیسیٰ بن گیا اور میری طرف سے اس قدر بیان ان لوگوں کے لئے کافی ہے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

چودھویں صدی کے مسلمانوں کا یہی نقشہ دردمند مسلمان علماء و شعراء نے بھی کھینچا ہے۔ چنانچہ مولانا الطاف حسین حالی مرحوم اپنی مسدس میں ایک جگہ مسلمانوں کی موجودہ حالت کا اس طرح ذکر کرتے ہیں:۔

نبوت نہ گر ختم ہوتی عرب پر
تو مبعوث ہم میں بھی ہوتا پیغمبر
تو ہے جیسے مذکور قرآں کے اندر
ضلالت یہود و نصاریٰ کی اکثر
یوں ہی جو کتاب اس پیمبر پہ آتی
وہ گمراہیاں سب ہماری جتاتی

اور شاعر مشرق علامہ محمد اقبال نے بانگ درا میں لکھا:۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
تم مسلماں ہو جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

☆...... حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا:

"چونکہ خدا نے ابتداء نرمی سے کی اور اپنی بردباری کو پورے طور پر دکھلایا۔ اس لئے میرا نام ابن مریم رکھا گیا کیونکہ ابن مریم اپنی قوم سے کوفتہ خاطر رہا اور اس کو بہت دکھ دیا گیا اور ستایا گیا اور عدالتوں کی طرف اس کو کھینچا گیا اور اس کا نام کافر اور مکار اور ملعون اور دجال رکھا گیا اور نہ صرف اسی پر کفایت کی گئی بلکہ یہ چاہا گیا کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔ مگر چونکہ وہ خدا کا برگزیدہ تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جن کے ساتھ خدا ہوتا ہے اس لئے وہ خبیث قوم اس کے نور کو نابود نہ کر سکی۔

سو خدا نے جو ہر ایک کام نرمی سے کرتا ہے اس زمانہ کے لئے سب سے پہلے میرا نام ابن مریم رکھا۔ کیونکہ ضرور تھا کہ میں ابتدائی زمانہ میں ابن مریم کی طرح قوم کے ہاتھ سے دکھ اٹھاؤں اور کافر اور ملعون اور دجال کہلاؤں اور عدالتوں میں کھینچا جاؤں۔ سو میرے لئے ابن مریم ہونا پہلا زینہ تھا۔ مگر میں خدا کے دفتر میں صرف عیسیٰ ابن مریم کے نام سے موسوم نہیں بلکہ اور بھی میرے نام ہیں جو آج سے چھبیس برس پہلے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرے ہاتھ سے لکھا دئے ہیں۔

اور دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا......... سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جاوے اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعہ سے ظہور ہو مگر خدا نے یہی پسند کیا کہ سب سے پہلے ابن مریم کی صفات مجھ میں ظاہر کرے سو میں نے اپنی قوم سے وہ سب دکھ اٹھائے جو ابن مریم نے یہود سے اٹھائے بلکہ تمام قوموں سے اٹھائے"۔

(حقیقة الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۲۰ تا ۵۲۱)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:۔

میں تو آیا اس جہاں میں ابن مریم کی طرح
میں نہیں مامور از بہر جہاد و کارزار
پر اگر آتا کوئی جیسی انہیں امید تھی
اور کرتا جنگ اور دیتا غنیمت بیشمار
ایسے مہدی کے لئے میدان تھا قوم میں
پھر تو اس پر جمع ہوتے ایکدم میں صد ہزار
ابن مریم ہوں مگر اترا نہیں میں چرخ سے
نیز مہدی ہوں مگر بے تیغ اور بے کارزار

(درثمین)

احمد

"اس خدا کی تعریف ہے جس نے مجھے نشانوں کا جائے ظہور بنایا اور سرور کائنات کا ظل مجھے ٹھہرایا اور میرے نام کو آنحضرت ﷺ کے نام سے مشابہ بنادیا۔ اس طرح پر کہ اپنی نعمتوں کو میرے پر پورا کیا تا میں اس کی بہت تعریف کر کے احمد کے نام کا مصداق بنوں اور میرے سبب سے لوگوں کے ایمان کو تازہ کیا تا وہ میری بہت تعریف کریں اور میں محمدؐ کے نام کا مصداق بنوں"۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۶۰)

☆......"خدا تعالیٰ نے حصص سابقہ براہین احمدیہ میں میرا نام احمدؐ رکھا ہے اور اسی نام سے مجھ کو بار بار پکارا۔ اور یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ میں ظلی طور پر نبی ہوں۔ پس میں امتی بھی ہوں اور ظلی طور پر نبی بھی ہوں۔ اس کی طرف وہ وحی الٰہی بھی اشارہ کرتی ہے جو حصص سابقہ براہین احمدیہ میں ہے۔ کُلّ بَرکةٍ مِن مّحمدٍ صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من عَلّم و تَعلّم۔ یعنی ہر ایک برکت آنحضرت ﷺ کی طرف سے ہے۔ پس بہت برکت والا وہ انسان ہے جس نے تعلیم کی یعنی آنحضرت ﷺ اور پھر بعد اس کے بہت برکت والا وہ ہے جن تعلیم پائی یعنی یہ عاجز۔ پس اتباع کامل کی وجہ سے میرا نام امتی ہوا اور پورا عکس نبوت حاصل کرنے سے میرا نام نبی ہوگیا۔ پس اس طرح پر مجھے دو نام حاصل ہوتے ہیں"۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۶۰)

حضرت مصلح موعودؓ نے اس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے:

شاگرد نے جو پایا استاد کی دولت ہے
احمدؐ کو محمدؐ سے تم کیسے جدا سمجھے

(کلام حضرت مصلح موعودؓ)

اسم احمد خدا کی معرفت تامہ اور فیوض تامہ کا مظہر ہے

"جس کو آسمان سے احمد کا نام دیا جاتا ہے اول اس پر بمقتضائے اسم رحمانیت تواتر سے نزول آلاء اور نعماء ظاہری اور باطنی کا ہوتا ہے۔ اور پھر بوجہ اس کے جو احسان موجب محبت محسن ہے اس شخص کے دل میں اس محسن حقیقی کی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور پھر وہ محبت نشوونما پاتے پاتے ذاتی محبت کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے اور پھر ذاتی محبت سے قرب حاصل ہوتا ہے۔ اور پھر قرب سے انکشاف تمام صفات جلالیہ جمالیہ حضرت باری عزاسمہ ہو جاتا ہے۔ پس جس طرح اللہ کا نام جامع صفات کاملہ ہے اسی طرح احمد کا نام بھی جامع تمام معارف بن جاتا ہے۔ اور جس طرح اللہ کا نام خدا تعالیٰ کے لئے اسم اعظم ہے اسی طرح احمد کا نام نوع انسان میں سے اس انسان کا اسم اعظم ہے جس کو آسمان پر یہ نام عطا ہو اور اس سے بڑھ کر انسان کے لئے اور کوئی نام نہیں کیونکہ یہ خدا کی معرفت تامہ اور خدا کے فیوض تامہ کا مظہر ہے۔ اور جب خدا تعالیٰ کی طرف سے زمین پر ایک تجلی عظمیٰ ہوتی ہے اور وہ اپنے صفات کاملہ کے کنز مخفی کو ظاہر

کرنا چاہتا ہے تو زمین پر ایک انسان کا ظہور ہوتا ہے جس کو احمد کے نام سے آسمان پر پکارتے ہیں۔

غرض چونکہ احمد کا نام خدا تعالیٰ کے اسم اعظم کا کامل ظل ہے اس لئے احمد کے نام کو ہمیشہ شیطان کے مقابل پر فتحیابی ہوتی ہے اور ایسا ہی آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا کہ ایک طرف شیطانی قویٰ کا کمال درجہ پر ظہور اور بروز ہو اور شیطان کا اسم اعظم زمین پر ظاہر ہو۔ اور پھر اس کے مقابل پر وہ اسم ظاہر ہو جو خدا تعالیٰ کے اسم اعظم کا ظل ہے یعنی احمد"۔

(روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۲۷۴ تا ۲۷۶)

☆...... "احمد کے معنی بہت تعریف کرنے والا کے ہیں...... احمدؐ وہ ہے جو دنیا میں سے شیطان کا حصہ نکال کر خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کو قائم کرنے والا ہو"۔

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۱۹۸)

☆...... "جہاں براہین احمدیہ میں اسرار و معارف کا اس عاجز کی نسبت ذکر فرمایا گیا ہے وہاں احمدؐ کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا، یَا اَحْمَدُ فَاضَتِ الرَّحْمَۃُ عَلٰی شَفَتَیْکَ"۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۳۹۸)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو دور اور احمدیوں کو نصائح

"اب اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنے کا وقت ہے۔ یعنی جمالی طور کی خدمات کے ایام ہیں۔ اور اخلاقی کمالات کے ظاہر کرنے کا زمانہ ہے۔ ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ بھی تھے۔ مثیل عیسیٰ بھی۔ موسیٰ جلالی رنگ میں آیا تھا...... مگر عیسیٰ جمالی رنگ میں آیا تھا۔ اور فروتنی اس پر غالب تھی۔ سو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مکی اور مدنی زندگی میں یہ دونوں نمونے جلال اور جمال کے ظاہر کر دئے اور پھر چاہا کہ آپ کے بعد آپ کی فیض یافتہ جماعت بھی جو آپ کے روحانی وارث ہیں انہی دونوں نمونوں کو ظاہر کرے۔ سو آپ نے محمدی یعنی جلالی نمونہ دکھلانے کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مقرر فرمایا۔ کیونکہ اس زمانہ میں اسلام کی مظلومیت کے لئے یہی علاج قرین مصلحت تھا۔ پھر جب وہ زمانہ جاتا رہا اور کوئی شخص زمین پر ایسا نہ رہا کہ مذہب کے لئے اسلام پر جبر کرے اس لئے خدا نے جلالی رنگ کو منسوخ کر کے اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنا چاہا یعنی جمالی رنگ دکھلانا چاہا۔

سو اس نے قدیم وعدہ کے موافق اپنے مسیح موعود کو پیدا کیا جو عیسیٰ کا اوتار اور احمدی رنگ میں ہو کر جمالی اخلاق کو ظاہر کرنے والا ہے اور خدا نے تمہیں اس عیسیٰ احمد صفت کے لئے بطور اعضاء کے بنایا۔ سو اب وقت ہے کہ اپنی اخلاقی قوتوں کا حسن اور جمال دکھلاؤ۔ چاہئے کہ تم میں خدا کی مخلوق کے لئے ہمدردی ہو اور کوئی چھل اور دھوکہ تمہاری طبیعت میں نہ ہو۔ تم اسم احمدؐ کے مظہر ہو۔ سو چاہئے کہ دن رات خدا کی حمد و ثنا تمہارا کام ہو اور خادمانہ حالت جو حامد ہونے کے لئے لازم ہے اپنے اندر پیدا کرو"۔ (اربعین نمبر ۴، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۴۶)

☆...... "احمد تو اس کو کہتے ہیں کہ خدا کی بہت تعریف کرنے والا ہو۔ اور جو شخص کسی کی بہت تعریف کرتا ہے وہ اپنے لئے وہی خلق پسند کرتا ہے جو اس میں ہیں اور چاہتا ہے وہ خلق اس میں ہوں۔ پس تم کیونکر سچے احمد یا حامد ٹھہر سکتے ہو جبکہ اس خلق کو اپنے لئے پسند نہیں کرتے۔ حقیقت میں احمدی بن جاؤ"۔

(اربعین نمبر ۴، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۴۷)

احمدی فرقہ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے

"اس فرقہ کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے۔ ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم دوسرا احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اسم محمدؐ جلالی نام تھا اور اس میں یہ مخفی پیشگوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دیں گے جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا لیکن اسم احمدؐ جمالی نام تھا جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے۔

سو خدا نے ان دونا موں کی اس طرح تقسیم کی کہ اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ کی زندگی میں اسم احمد کا ظہور تھا اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمدؐ کا ظہور ہوا۔ اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی۔ لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمدؐ ظہور کرے گا اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئیں گی۔ اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پس اس وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جائے تا اس نام کو سنتے ہی ہر ایک شخص سمجھ لے کہ یہ فرقہ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے۔ اور جنگ اور لڑائی سے اس فرقہ کو کچھ سروکار نہیں"۔

"سو اے دوستو! آپ لوگوں کو یہ نام مبارک ہو...... خدا اس نام میں برکت ڈالے۔ خدا ایسا کرے کہ تمام روئے زمین کے مسلمان اس مبارک فرقہ میں داخل ہو جائیں تا انسانی خونریزیوں کا زہر بکلی ان کے دلوں سے نکل جائے اور وہ خدا کے ہو جائیں اور خدا ان کا ہو جائے۔ اے قادر و کریم تو ایسا ہی کر"۔ (تریاق القلوب. روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۵۲۸،۵۲۷)

احمد زمان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہامی نام "احمد زمان" بھی ہے۔ (تذکرہ طبع دوم صفحہ ۷۶۸)

احمد آخر زمان

"احمد آخر زماں نام من است
آخریں جامے ہمیں جامِ من است"

"احمد آخر زماں" میرا نام ہے اور میرا جام ہی (دنیا کے لئے) آخری جام ہے۔

(سراج منیر۔ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۱)

احمدؐ مختار

"آدمم نیز احمد مختار
در برم جامہ ہمہ ابرار"

میں آدم بھی ہوں اور احمد مختار بھی۔ میرے جسم پر تمام ابرار کے خلعت ہیں۔ (درثمین فارسی)

احمدؐ مقبول

"آمناً من اللہ الرحیم. احمد مقبول"

خدائے رحیم کی طرف سے امن پانے والا احمد مقبول۔

(تذکرہ طبع دوم صفحہ ۸۱۷)

☆......☆......☆

آسمانی قرنا - ایم ٹی اے

(محمد سعید احمد ۔ لاہور)

انبیاء آسمانی قرنا ہوتے ہیں۔ آسمان سے ان میں وحی پھونکی جاتی ہے جس کا انتشار الٰہی نوشتوں اور منشائے باری تعالیٰ کے مطابق ہوتا ہے۔ بگڑے ہوئے لوگ اور بگڑے ہوئے مذہبی راہنما آسمانی پیغام کو قبول کرنے کی بجائے اس کو مٹانے کے لئے کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ گزشتہ ایک صدی سے حق و باطل کا معرکہ جاری ہے۔ انسان اپنی بہتری اور ترقی کے لئے جو بھی ایجادات کر رہا ہے ابلیسی اور شیطانی قوتیں انہیں ابن آدم کو گمراہ کرنے کے لئے استعمال کر رہی ہیں مگر فرشتے انہیں پیغام حق کے غلبہ اور مومنین کی فتح کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ اس نظارہ کی ایک شاندار مثال ایم ٹی اے ہے۔

ایم ٹی اے درحقیقت نفخ صور ہے۔ عامۃ الناس یہ خیال کرتے ہیں کہ نفخ صور قیامت کے دن ہوگا مگر نبی کا آنا بھی ایک طرح کی قیامت ہوتا ہے۔ وہ مومنین کے لئے جنت پیدا کر دیتا ہے اور مکفرین کے لئے دوزخ۔ کیونکہ وہ بشیر اور نذیر ہوتا ہے۔ ایم ٹی اے پر عالمی بیعت جیسی خوشخبریاں مومنوں کو ملتی ہیں اور مباہلہ کے چیلنج ملاؤں اور علماء سو کو زندہ درگور کر دیتے ہیں۔

قرآن کریم میں نفخ صور کا ذکر دس جگہوں پر آیا ہے یعنی سورۃ انعام، کھف، طٰهٰ، مومنون، النمل، یٰس، الزمر، قٓ، الحاقہ اور النباء میں۔ ان مقامات پر مذکور نفخ صور کے مناظر کے کچھ پہلو درج ذیل ہیں:

☆...... اللہ تعالیٰ کی شان کُنْ فَیَکُوْن ظاہر ہوتی ہے۔

☆...... آسمانوں اور زمین کی پیدائش کی حکمت ظاہر ہوتی ہے یعنی ایک طرح سے پھر نیا آسمان اور نئی زمین پیدا ہوتی ہے۔

☆...... بے ہودہ باتوں اور یاوہ گوئی سے الگ رہنے کے انتظامات کئے جاتے ہیں۔

☆...... ایک ذوالقرنین فساد فی الارض کے خلاف دیوار بناتا ہے جس پر دشمن چڑھ نہ سکیں اور نہ اس میں سوراخ کر سکیں۔

☆...... عالمی وحدت پیدا ہوتی ہے۔

☆...... امت محمدیہ میں جب دوبارہ نفخ صور ہوگی تو نیلی آنکھوں والی قومیں اقتدار میں ہونگی۔

☆...... نفخ صور کے وقت قرابتیں ختم ہو جائیں گی۔

☆...... گھبراہٹ پیدا ہوگی سوائے ان کے جو خدا تعالیٰ کی امان میں ہونگے۔

☆...... قبروں میں لیٹے ہوئے لوگ نکل آئیں گے۔

☆...... زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو جائے گی۔

☆...... منکرین پر عذاب نازل ہوگا اور حق و باطل میں فرق نظر آجائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نفخ صور کی جو تصویر کشی فرمائی ہے وہ درج ذیل ہے:

۱...... "ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو کھا جائے گا اور یاجوج ماجوج سربلندی پائیں گے اور تمام سطح زمین پر ان کے نکلنے کی خبریں سننے میں آئیں گی اور ان دنوں میں اسلام بوڑھی عورت کی طرح ہوگا...... تب آسمان سے نصرت اور خدا تعالیٰ کی طرف سے بغیر تلوار اور بغیر نیزے اور لڑنے والوں کے عزت کے نشان اتریں گے اور اسی کی طرف خدا تعالیٰ کے اس قول میں اشارہ ہے" ونفخ فی الصور ...... الخ" اے عقلمندوں کے گروہ یہ مسیح موعود کی بعثت سے مراد ہے۔(ترجمہ عربی عبارت از خطبہ الہامیہ۔ تفسیر سورۃ یونس تا کھف بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۳۱۳، ۳۱۴)

۲...... "و نفخ فی الصور فجمعنا ہم جمعاً یعنی آخری زمانہ میں خدا اپنی آواز سے تمام سعید لوگوں کو ایک مذہب پر جمع کر دے گا جیسا کہ وہ ابتداء میں ایک مذہب پر جمع تھے کہ اول اور آخر میں مناسبت پیدا ہو جائے"۔(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۱۳۶)

۳...... آخری دنوں میں جو یاجوج ماجوج کا زمانہ ہوگا۔ دنیا کے لوگ مذہبی جھگڑوں اور لڑائیوں میں مشغول ہو جائیں گے اور ایک قوم دوسری قوم پر مذہبی رنگ میں ایسے حملے کرے گی جیسے ایک موج دریا دوسری موج پر پڑتی ہے اور دوسری لڑائیاں بھی ہونگی اور اس طرح پر دنیا میں بڑا تفرقہ پھیل جائے گا اور بڑی پھوٹ اور بغض اور کینہ لوگوں میں پیدا ہو جائے گا اور جب یہ باتیں کمال کو پہنچ جائیں گی تب خدا آسمان سے اپنی قرنا میں آواز پھونک دے گا یعنی مسیح موعود کے ذریعہ سے جو اس کی قرنا ہے ایک ایسی آواز دنیا میں پہنچا دے گا جو اس آواز کے سننے سے سعادت مند لوگ ایک مذہب پر اکٹھے ہو جائیں گے اور تفرقہ دور ہو جائے گا اور مختلف قومیں دنیا کی ایک ہی قوم بن جائے گی۔(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۸۳)

۴...... "صور پھونکنے سے اس جگہ یہ اشارہ ہے کہ اس وقت عادت اللہ کے موافق خدا تعالیٰ کی طرف سے آسمانی تائیدوں کے ساتھ کوئی مصلح پیدا ہوگا اور اس کے دل میں زندگی کی روح پھونکی جائیگی اور وہ زندگی دوسروں میں سرایت کرے گی۔ یاد رہے کہ صُور کا لفظ ہمیشہ عظیم الشان تبدیلیوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ گویا جب خدا تعالیٰ اپنی مخلوقات کو ایک صورت سے منتقل کر کے دوسری صورت میں لاتا ہے تو اس تغیر صُور کے وقت کو نفخ صُور سے تعبیر کرتے ہیں"۔(شہادت القرآن روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۱۱)

۵...... "نفخ حقیقت میں دو قسم پر ہے۔ ایک نفخ اضلال اور ایک نفخ ہدایت۔ جیسا کہ اس آیت میں

اس کی طرف اشارہ ہے 'و نفخ فی الصور...... الخ'۔ یہ آیتیں ذوالوجوہ ہیں۔ قیامت سے بھی تعلق رکھتی ہیں اور اس عالم سے بھی"۔(شہادت القرآن روحانی خزائن جلد ٦ صفحہ ٣٢١)

٦......"خدا تعالیٰ کی آواز تو ہمیشہ آتی ہے مگر مردوں کی نہیں آتی۔ اگر کہیں کسی مردے کی آواز آتی ہے تو خدا تعالیٰ کی معرفت یعنی خدا تعالیٰ کوئی خبر ان کے متعلق دے دیتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ کوئی ہو خواہ نبی ہو یا صدیق یہ حال ہے کہ آں را خبر شد خبرش باز نیامد۔ اللہ تعالیٰ ان کے درمیان اور اہل وعیال کے درمیان ایک حجاب رکھ دیتا ہے۔ وہ سب تعلق قطع ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے فرمایا فلا انساب بینھم"۔(الحکم جلد ٦ نمبر ٢٩ مورخہ ١٧/ اگست ١٩٠٢ء۔ بحوالہ تفسیر سورۃ مریم تا سورۃ عنکبوت از حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ٢٣١)

٧......"انہی دنوں میں آسمانی قرنا اپنا کام دکھلائے گی اور تمام قومیں ایک ہی مذہب پر جمع کی جائیں گی۔ بجز اُن ردّی طبیعتوں کے جو آسمانی دعوت کے لائق نہیں۔ یہ خبر قرآن شریف میں لکھی ہے۔ مسیح موعود کے ظہور کی طرف اشارہ ہے"۔(لیکچر سیالکوٹ روحانی خزائن جلد ٢٠ صفحہ ٢١١)

٨......"اسی اثناء میں آسمان سے ایک صور پھونکی جائے گی یعنی خدا تعالیٰ مسیح موعودؑ کو بھیج کر اشاعت دین کے لئے ایک تجلّی فرمائے گا۔ تب دین اسلام کی طرف ہر ایک ملک میں سعید الفطرت لوگوں کو ایک رغبت پیدا ہو جائے گی۔ اور جس حد تک خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے تمام زمین کے سعید لوگوں کو اسلام پر جمع کرے گا۔ تب آخر ہو گا"۔(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد ٢١ صفحہ ٣٥٩)

دجال اور یاجوج ماجوج کا بحر و بر پر تو قبضہ تھا ہی اب فضاؤں اور خلاء پر بھی کمند ڈال دی گئی ہے۔ سیلائٹ کے ذریعہ روئے زمین کے ذرائع ابلاغ پر غلبہ حاصل کر لیا گیا ہے۔ دین و دنیا میں فساد پیدا کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مناجات کو قبول فرمایا اور ایم ٹی اے کا اجرا ہو گیا۔ الحمدللہ۔ آنحضرت ﷺ نے دجّال کے ظہور سے اپنی امت کو خبردار کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اس کا مقابلہ تدبیر سے بہت مشکل ہو گا البتہ مسیح موعود اور ان کے ساتھیوں کی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہوئے دجّال کو ہلاک کر دے گا۔(مسلم کتاب فتن باب ذکر الدجال)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ١٩٨٤ء میں ہجرت فرمائی اور تثلیث اور دہریت کے گڑھ میں قیام پذیر ہوئے۔ بتدریج حالات میں خوشگوار تبدیلی ہونی شروع ہوئی اور آج ایم ٹی اے جیسی عظیم الشان نعمت سے احمدیوں کو سرفراز فرمایا گیا ہے۔ شب و روز توحید، رسالت، قرآن، اسلام، احمدیت اور حق و صداقت کا نور ہر سو پھیل رہا ہے۔ ١٦٠ ممالک میں احمدیت کا جھنڈا گاڑا جا چکا ہے۔ عالمی وحدت کا بیج جو آج سے قریباً ایک صدی قبل بویا گیا تھا اب ایک خوشنما سایہ دار اور ثمر آور درخت بن چکا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کی فتح ہو چکی ہے۔ مخالفین احمدیت میں اب علمی اور روحانی مقابلہ کی تاب نہیں۔ وہ ملکی قانون اور آئین میں ترمیم کروا کر اپنی شکست کا سیاہ داغ مٹانا چاہتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی طرف سے دئے گئے مختلف چیلنج خصوصاً دعوت مباہلہ تلوار بن کر ان کے سروں پر لٹک رہے ہیں۔ علماء سُو بہانہ سازی اور کذب بیانی سے راہ فرار اختیار کر چکے ہیں۔

ایم ٹی اے نے ثابت کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو وعدہ فرمایا تھا کہ "میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا" برحق تھا۔ برکات خلافت بارش کی طرح نازل ہو رہی ہیں۔ درس قرآن، خطبات جمعہ، سوال وجواب کی محافل، مختلف ممالک کے سالانہ جلسوں کی کارروائی اور حضرت خلیفۃ المسیح کی تقاریر اور مجالس شوریٰ سے خطابات، بچوں کے پروگرام، علماء کی تقاریر، درس حدیث اور ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام، ورزشی مقابلہ جات، مختلف دینی اجتماعات، دنیا کی آٹھ بڑی زبانوں میں پروگرام اور تراجم، نظم ونثر کے پروگرام چوبیس گھنٹے جاری رہتے ہیں۔ ہر ملک میں بسنے والوں کی بلکہ ہر گھر کی سہولت کے وقت کے مطابق پروگرام، لقاء مع العرب، مختلف ممالک کی سیرگاہیں اور قابل دید مقامات کی سیر، غرض ہر ذوق سلیم کی تسکین کے سامان پیدا کر دئے گئے ہیں۔ یہ آسمانی قرنا ہے جو سعادت مندوں کے قلوب پر تجلّی کر رہی ہے۔ یہ نفخ صور ہے جس سے مردہ زندہ ہو رہے ہیں۔ یہ ایم ٹی اے ہے جس سے احمدیت کی فتح کے ترانے گائے جاتے ہیں۔ الحمدللہ۔

☆......☆......☆

ایک ہی کتاب

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں۔

"میں نے دنیا کی بہت سی کتابیں پڑھی ہیں اور بہت ہی پڑھی ہیں مگر ایسی کتاب دنیا کی دل رُبا راحت بخش لذت دینے والی جس کا نتیجہ دکھ نہ ہو، نہیں دیکھی...... میں پھر تم کو یقین دلاتا ہوں کہ میری عمر، میری مطالعہ پسند طبیعت، کتابوں کا شوق اس امر کو ایک بصیرت اور کافی تجربہ کی بنا پر کہنے کے لئے جرأت دلاتے ہیں کہ ہرگز ہرگز کوئی کتاب ایسی موجود نہیں ہے۔ اگر ہے تو وہ ایک ہی کتاب ہے۔

کیا پیارا نام ہے میں سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کے سوا ایسی کوئی کتاب نہیں ہے کہ اس کو جتنی بار پڑھو جس قدر پڑھو اور جتنا اس پر غور کرو اسی قدر لطف اور راحت بڑھتی جاوے۔ طبیعت اکتانے کی بجائے چاہے گی کہ اور وقت اس پر صرف کرو۔ عمل کرنے کے لئے کم از کم جوش پیدا ہوتا ہے اور دل میں ایمان یقین اور عرفان کی لہریں اٹھتی ہیں"۔(حقائق الفرقان جلد اول ص 34)

حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

جناب اصغر علی گھرال صاحب ایک درد مند دل رکھنے والے نامور پاکستانی ادیب و مصنف ہیں۔ پاکستان میں عہد مظلمہ کے برہموں کی بربریت اور درندگی کی دلفگار داستان دوہرائی جارہی ہے اور قانون کے نام پر اسلامی قانون اخلاق کی دھجیاں بکھیری جارہی ہیں، اس کا تذکرہ آپ کے الفاظ میں ملاحظہ ہو۔

ہے امن کا داروغہ بنایا جنہیں تو نے
خود کر رہے ہیں فتنوں کو آنکھوں سے اشارے
اسلام کے شیدائی ہیں خونریزی پہ مائل
ہاتھوں میں جو خنجر ہیں تو پہلو میں کٹارے

جناب اصغر علی گھرال صاحب لکھتے ہیں :

"تاریخ انسانی میں قدیم دور میں برہموں سے یہ ظلم وزیادتی منسوب ہے کہ انہوں نے شودروں کے لئے وید مقدس کا پڑھنا اور سننا قطعی ممنوع قرار دے رکھا تھا۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ کسی بدقسمت شودر نے وید مقدس کا کوئی جملہ سن لیا ہے تو اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈال کر اس کو ساعت سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دیا جاتا۔ اور اگر یہ مقدس الفاظ زبان سے ادا کرتا ہوا پایا جاتا تو اس کی زبان کاٹ دی جاتی۔ تاکہ پھر یہ غلطی نہ کر سکے!۔

اللہ تعالیٰ کا "شکر" ہے جس نے ساری دنیا میں فقط ہمیں یہ توفیق دی ہے کہ تاریخ میں برہموں کی اس عظیم الشان روایت کو پاک سرزمین میں از سرنو زندہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

محترم اردشیر کاؤس جی نے اڑھائی ہزار سے زائد قادیانیوں کے خلاف جن مقدمات کا ذکر کیا ہے ان میں سے چند مقدمات کا تذکرہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

۲۵/جون ۱۹۸۷ء کے لاہور کے ایک روزنامہ میں ایک چھوٹی سی خبر ملاحظہ ہو۔ "اذان دینے پر دو سال قید!" تفصیل حسب ذیل ہے :

بدوملہی (نامہ نگار) سول جج بااختیارات مجسٹریٹ دفعہ ۳۰ ضابطہ فوجداری نارووال نے بدوملہی کے ایک احمدی نوجوان مسعود احمد بٹ کو دو سال قید بامشقت اور دو ہزار روپے جرمانہ کی سزا دی ہے۔ ملزم نے ایک سال قبل اینٹی احمدیہ آرڈیننس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے "اذان" دی تھی۔ بعض مولویوں کی طرف سے ایک تحریری درخواست پر مقامی پولیس نے اس کے خلاف مقدمہ درج کر کے گرفتار کر لیا تھا"۔

نوجوان کے خلاف جرم کی تفصیل یہ تھی کہ اس نے باآواز بلند چار بار یہ کہا تھا کہ "اللہ سب سے بڑا ہے"، "اللہ سب سے بڑا ہے"، "اللہ سب سے بڑا ہے"، "اللہ سب سے بڑا ہے"۔

پھر دو دفعہ کہا "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں"، "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں"۔ اور "میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں"، اور "میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں"۔

"نماز کی طرف آؤ"، "نماز کی طرف آؤ"۔ "بھلائی کی طرف آؤ"، "بھلائی کی طرف آؤ"۔ "اللہ سب سے بڑا ہے"، "اللہ سب سے بڑا ہے"، "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں"۔

☆......(۲) منڈی بہاؤالدین میں اپنی عبادت گاہ میں نماز جمعہ پڑھنے پر مقامی جماعت احمدیہ کے صدر چوہدری بشیر احمد، ایک صحافی اعجاز احمد مالک "ٹپ ٹاپ شو" اور ۹ دیگر نمازیوں کے خلاف ۱۹۹۰ء میں فوجداری مقدمہ درج ہوا۔ ملزمان ضمانت قبل از گرفتاری کرانے میں کامیاب رہے۔ تاہم انہیں سات سال تک مختلف عدالتوں کی خاک چھاننی پڑی ہے۔

☆......(۳) اسد اللہ پور ضلع گجرات کے ۱۶ قادیانی اس الزام میں گرفتار کر لئے گئے کہ انہوں نے اپنے مکانات پر برکت اور ثواب کے لئے کلمہ طیبہ لکھ رکھا تھا۔ یہ لوگ چھ سال تک عدالتوں، حوالاتوں اور جیلوں میں خراب ہوتے رہے۔

☆......(۴) شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤالدین کی ایک گاڑی پر بسم اللہ کا سٹکر لگا پایا گیا۔ اس جرم میں ملز کے جنرل مینجر، کین مینجر اور پی آر او کے خلاف مقدمہ درج کر کے انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ پانچ سال تک انہیں عدالتوں میں خجل خوار ہونا پڑا۔

☆......(۵) شیخ منور حسین منڈی بہاؤالدین کے ایک بزرگ اور ہردلعزیز اور سینئر وکیل ہیں۔ ۱۹۹۷ء میں ان کا ایک صاحبزادہ شیخ طاہر احمد نوجوانی میں فوت ہو گیا۔ دوسرے دن اچانک متوفی نوجوان کے چھوٹے بھائی شیخ مظہر جاوید کو پولیس ماتم خانہ سے گرفتار کر کے لے گئی۔ پتہ چلا کہ اس کے خلاف اس جرم میں مقدمہ درج کر لیا گیا ہے کہ اس نے بھائی کی قبر پر جو کتبہ نصب کیا ہے اس پر "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" درج ہے۔ یہ یاد رہے کہ احمدیوں کا قبرستان الگ ہے اور اس کے ارد گرد اونچی چوکھنڈی موجود ہے۔ ملزم پورے آٹھ سال تک یہ مقدمہ بھگتتا رہا ہے۔

☆......اس دوران ایک اور واقعہ ہوا۔ گجرات سے ایک احمدی وکیل چوہدری عیسیٰ خان احمدیوں کے خلاف مختلف مقدمات کی وکالت کے سلسلے میں منڈی بہاؤالدین جاتے رہتے ہیں۔ ایک دفعہ تین مقدمات کی پیشی ایک ہی تاریخ پر تھی۔ ساعت کے بعد مجسٹریٹ نے نئی تاریخ کے لئے وکلاء سے مشورہ کیا اور وکلاء اپنی ڈائریاں دیکھ کر آئندہ پیشی کی تاریخ ایڈجسٹ کر رہے تھے۔ مجسٹریٹ نے چوہدری عیسیٰ خان سے بھی پوچھا کہ "اگلے ماہ کی ۲۲ تاریخ ٹھیک رہے گی آپ آ سکیں گے؟ وکیل صاحب نے کہا "انشاء اللہ!" یہ الفاظ ان کے منہ سے نکلنے تھے کہ مخالف فریق کے سربراہ اچھل پڑے۔ مجسٹریٹ سے کہنے لگے وکیل نے آپ کے سامنے "انشاء اللہ" کہا ہے اس کے خلاف مقدمہ بنایئے اور گرفتار کر لیجئے"۔ مجسٹریٹ پریشان ہو گیا۔ تاہم انہوں نے کہہ دیا کہ یہ کام میرے متعلقہ نہیں ہے"۔ مولوی صاحبان دوڑے دوڑے ڈی سی کے پاس

گئے اور تحریری شکایت پیش کی۔ڈپٹی کمشنر نے اے سی صدر چوہدری جہانگیر گورایہ کو انکوائری آفیسر مقرر کر کے تحقیقات کی ہدایت کی۔ اے سی کچھ عرصہ تک تاریخیں دیتے رہے آخر رپورٹ کردی کہ میرے خیال میں کوئی جرم نہیں بنتا۔مگر مدعی فریق کی تسلی نہیں ہوئی چنانچہ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو درخواست دے دی۔ ایس پی نے درخواست قانونی رائے حاصل کرنے کے لئے لیگل برانچ کو بھجوادی۔ کافی عرصہ غور وخوض اور قانونی جائزوں کے بعد لیگل برانچ نے بھی رائے دی کہ کوئی قابل دست اندازی پولیس جرم نہیں بنتاہے ......"۔ (نوائے وقت لاہور، ۱۰/جنوری ۱۹۹۸ء اشاعت خاص)

"مسلمان کے لئے شرم کی بات"

جناب محمد اکرم اعوان کا وزیر خزانہ پاکستان کے بی بی سی انٹرویو پر تبصرہ (یاد رہے جناب اعوان "صوفیائے پاکستان" کی نمائندگی فرمارہے ہیں)۔

"ابھی کل کی بات ہے کہ ہمارے محترم وزیر اعظم صاحب الیکشن میں بڑے دھڑلے سے فرمارہے تھے کہ ہم خلافتِ راشدہ کا نظام نافذ کریں گے۔شاید آپ کو بھی یاد ہو مجھے یاد ہے پھر وزیر اعظم بننے کے بعد ٹیلی ویژن پہ تقریر کی اور فرمایا کہ یہ جو سود ہے یہ اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی ہے اور اس لعنت سے بہت جلد ہم چھٹکارا پائیں گے۔ آج بی بی سی کو انٹرویو دیا ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے۔انہوں نے فرمایا یہ شریعت بنچ نے یہ تو کہہ دیا کہ سود حرام ہے لیکن شریعت بنچ نے کوئی متبادل نظام بنا کر نہیں دیا کہ اس کو بند کر کے وہ چلائیں۔ کیسے تبدیل ہو سکتا ہے۔اس طرح کام تو ہو ہی نہیں سکتا اب اگر ایک بات سوچئے ایک آدمی ایک اسلامی ملک کا وزیر خزانہ ہے اور وہ مسلمان ہے ،اتنا پڑھا لکھا ہے کہ پورے ملک کی معیشت کو کنٹرول کرتا ہے۔لیکن جب بات سودی معیشت کی آتی ہے وہ ماہر ہے یہودیانہ نظام کا۔وہ ماہر ہے کافرانہ نظام کا۔جب اسلام کی بات آتی ہے تو وہ کہتا ہے کوئی بتاؤ کیا کریں۔ یعنی کافرانہ نظام ہو تو آپ مشورہ نہیں لیتے۔ آپ جانتے ہیں کہ اس طرح کرنا ہے۔ سودی نظام ہو تو وزیر خزانہ کو مشورے کی ضرورت نہیں ہے۔وہ جانتا ہے کہ اس طرح کرنا ہے۔ اگر اسلام ہے تو وہ کیسا ہے کوئی بتائے۔اس کا مطلب ہے مسلمان کوئی ہے، آپ نہیں ہیں۔ یعنی باقی پورے ملک کی معیشت آپ چلارہے ہیں۔ کافرانہ نظام پر آپ میں اتنی قابلیت ہے لیکن جب بات اسلام کی آتی ہے تو آپ کہتے ہیں کوئی بتائے۔ اس کا مطلب ہے مسلمان کوئی ہے۔اسلام کسی کا در دسر ہے۔ آپ کا نہیں ہے۔اور یہ انٹرویو دیا جارہا ہے بی بی سی کو۔ یعنی ہمیں شرم بھی نہیں آتی۔ کیا یہ کسی مسلمان کے لئے کم شرم کی بات ہے کہ کسی کافر سے یہ کہہ رہا ہو کہ مجھے کوئی بتائے اسلام کیا ہے ؟ پھر تو میں اس پر عمل کروں۔ ابھی ہمیں یہ خوش فہمیاں بھی ہیں کہ یہ لوگ اسلام نافذ کریں گے"۔

(ماہنامہ "المرشد" لاہور مارچ ۱۹۹۸ء صفحہ ۲۳،۲۴)۔

اسم اعظم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۶/دسمبر ۱۹۰۲ء کو تحریر فرمایا:

"رات کو میری ایسی حالت تھی کہ اگر خدا کی وحی نہ ہوتی تو میرے اس خیال میں کوئی شک نہ تھا کہ میرا آخری وقت ہے۔اسی حالت میں میری آنکھ لگ گئی۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ پر میں ہوں کہ تین بھینسے آئے ہیں۔ایک ان میں سے میری طرف آیا۔ تو میں نے اسے مار کر ہٹادیا پھر دوسرا آیا تو اسے بھی ہٹادیا پھر تیسرا آیا اور وہ ایسا پُرزور معلوم ہوتا تھا کہ میں نے خیال کیا کہ اب اس سے مفر نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کی قدرت کہ مجھے اندیشہ ہوا تو اس نے اپنا منہ ایک طرف پھیر لیا۔ میں نے اس وقت کو غنیمت سمجھا کہ اس کے ساتھ رگڑ کر نکل جاؤں۔ میں وہاں سے بھاگا۔ اور بھاگتے ہوئے خیال آیا کہ وہ بھی میرے پیچھے بھاگے گا۔ مگر میں نے پھر کر نہ دیکھا۔ اس وقت خواب میں خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر مندرجہ ذیل دعا القاء کی گئی:

رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِي وَانْصُرْنِي وَارْحَمْنِي

ترجمہ: اے میرے رب ہر ایک چیز تیری خادم ہے۔اے میرے رب پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔

اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ اسم اعظم ہے اور یہ کلمات ہیں کہ جو اسے پڑھے گا ہر ایک آفت سے نجات ہوگی"۔ (تذکرہ صفحہ ۴۴۲، ۴۴۳)

اس کے بعد حضور علیہ السلام نے اپنے مختلف صحابہؓ کو اپنے خطوط میں رکوع و سجود اور قیام میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد بتکرار صدقِ دل، تذلّل اور عجز سے یہ دعا پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ (مکتوبات جلد ۵ حصہ اول۔ صفحہ ۳۸)

مسعود احمد سلیمان

صحابہ رسول ﷺ کی

پاکیزہ تمنّائیں

حضرت مسیح موعود حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی قوت قدسیہ اور بے نظیر انقلاب کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔

اہل حجاز عورتوں میں مشغول رہتے تھے مگر اے میرے آقا تونے انہیں فانی فی اللہ بنا دیا۔ کتنے ہی تھے جو لبالب خم لنڈھائے جاتے تھے سو تو نے انہیں دین کا متوالا بنا دیا تو نے صدیوں کے مردوں کو ایک ہی جلوہ میں زندہ کر دیا۔ کون ہے جو اس شان میں تیرا مثیل ہو سکے؟

(ترجمہ از قصیدہ یا عین فیض اللہ والعرفان)

تبدیلی اخلاق کے اس عظیم الشان معجزہ کے مناظر صحابہ کی زندگیوں میں جگہ جگہ نظر آتے ہیں۔ گویا ان کی سوچیں تبدیل ہو گئیں۔ ان کی فکریں بدل گئیں۔ ان کی تمنائیں پاکیزہ ہو گئیں۔ ان کی خواہشات پاک ہو گئیں۔ عشق خدا اور عشق رسول میں سرشار ان قدوسیوں کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

دائمی رفاقت

حضرت ابو فراسؓ ربیعہ بن کعب الاسلمی جو حضور ﷺ کے خادم تھے اور اصحاب صفہ میں شامل تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ بعض دفعہ میں حضور ﷺ کے ساتھ رات گذارا کرتا تھا۔ میں آپ کی خدمت میں پانی لے کر آتا جس سے آپ وضوء وغیرہ فرماتے۔ ایک ایسے ہی موقعہ پر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ (سَلْنی) مجھ سے مانگ تیری کیا تمنا اور آرزو ہے۔ میں نے عرض کی اسئلک مرافقتک فی الجنۃ۔ مجھے اور کچھ نہیں چاہیے بس میری تو یہی خواہش ہے کہ جنت میں بھی آپ کی رفاقت نصیب ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کوئی اور تمنا ہو تو وہ بھی پیش کرو میں نے عرض کی حضور بس میری تو یہی تمنا ہے۔

آپ نے فرمایا فاعنی علی نفسک بکثرۃ السجود تو پھر میری اس طرح مدد کر کہ بکثرت عبادت کر اور بکثرت سجدے کر۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الصلوۃ باب فضل السجود والحث علیہ)

یاد رہے کہ یہ وہی اصحاب صفہ تھے جن کے پاس خدا اور اس کے رسول کے سوا کچھ نہ تھا۔ بسا اوقات کئی کئی دن فاقوں میں گذرتے۔ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بعض دفعہ جب حضور ﷺ نماز پڑھا رہے ہوتے تو اصحاب صفہ میں سے بعض فاقوں اور غربت سے نڈھال ہو کر گر پڑتے۔ اور لوگ سمجھتے کہ یہ دیوانے ہیں۔

(جامع ترمذی۔ ابواب الزھد باب ماجاء فی معیشۃ اصحاب النبی ﷺ)

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان کی غربت کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے 70 اصحاب صفہ کو دیکھا جن کے پاس پہننے کو دو چادریں تک نہ تھیں وہ ایک ہی چادر سے اپنا تن ڈھانپتے تھے۔

ایک موقعہ پر جب کسی سائل نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ کیا صرف ایک ہی چادر پہن کر نماز ہو سکتی ہے۔ تو آپؐ نے سائل کے سوال پر تعجب کرتے ہوئے فرمایا۔

کیا تم سب کے پاس دو دو چادریں ہیں۔ جب اکثر کے پاس ایک ہی چادر ہے تو پھر یہ سوال ہی بے معنی ہے۔ کیونکہ نماز تو بہر حال پڑھنی ہے خواہ ایک ہی چادر لپیٹ کر پڑھی جائے۔

(بخاری۔ کتاب الصلوۃ۔ باب اذا صلی فی الثوب الواحد)

یہ وہی قوم تھی جو چند ٹکوں کی خاطر اور چند لقموں کی خاطر دوسروں کی گردنیں اڑا دیا کرتی تھی۔ جو دولت کے حصول کے لئے لوٹ مار کا بازار گرم کئے رکھتی تھی اور ہر قسم کی بدکاریوں اور فسق و فجور میں غرق تھی کہ یک بیک ان کی کیسی کایا پلٹی اور کس طرح ان کے دل عشق خدا اور عشق رسول سے چھلکنے لگے۔ کہ اپنا تن ڈھانپنے کی فکر نہیں۔ اپنا پیٹ بھرنے کا غم نہیں ہاں اگر فکر ہے، اگر غم ہے تو یہ ہے کہ کہیں ان کا ساتھ ان کے محبوب آقا سے نہ چھوٹ جائے اور نہ صرف اس جہان میں بلکہ اگلے جہان میں بھی وہ ہمیشہ اپنے محبوب آقا کے قدموں میں رہیں۔

نیکیوں میں سبقت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ چند غریب صحابہ آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ مالدار مسلمان نیکیوں میں ہم پر سبقت لے گئے ہیں اور بلند درجات اور دائمی نعمتوں کو حاصل کر رہے ہیں۔ آپؐ نے پوچھا۔ وہ کیسے۔ انہوں نے عرض کی کہ وہ بھی نماز پڑھتے ہیں اور ہم بھی۔ وہ بھی روزے رکھتے ہیں اور ہم بھی (یہاں تک تو معاملہ برابر ہے) لیکن وہ صدقات بھی دیتے ہیں جو ہم نہیں دے سکتے۔ اور وہ غلاموں کو آزاد کرواتے ہیں جو ہم نہیں کروا سکتے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی بات نہ سکھاؤں جس کے ذریعہ تم ان کو پالو گے جو تم پر سبقت لے گئے ہیں۔ اور بعد میں آنے والے تم تک نہیں پہنچ سکیں گے اور کوئی بھی تم پر فضیلت نہیں لے جا سکے گا۔ سوائے اس کے جو اسی طرح کرے جس طرح تم کرو گے۔ انہوں نے بے ساختہ عرض کی۔ ہاں یا رسولؐ اللہ ضرور ہمیں بتائیں۔ آپؐ نے فرمایا

"تم ہر نماز کے بعد 33-33 مرتبہ سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر پڑھا کرو"

چند دن تو وہ ایسا ہی کرتے رہے پھر وہ حضور ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی کہ ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی یہ بات سن لی ہے اور اب وہ بھی اسی طرح تسبیحات کرنے لگ پڑے ہیں جس طرح ہم کرتے ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا۔

یہ تو خدا تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا

کرتا ہے۔
(صحیح مسلم کتاب المساجد باب استحباب الذکر بعد الصلوۃ)

پس دیکھیں کہ کس طرح نیکیوں اور دین میں سبقت لے جانے کی تمنا اور آرزوئیں ان کے دلوں میں مچل رہی تھیں اور یہ پاکیزہ تمنائیں صرف غرباء میں ہی نہ تھیں بلکہ مالدار اصحاب بھی نیکیوں میں سبقت لے جانے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ گنواتے تھے۔

نوافل کا شوق

پنج وقتہ نماز باجماعت کے علاوہ صحابہ کرام زیادہ سے زیادہ نوافل ادا کرنے کا شوق رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ تین صحابی حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کے پاس آئے۔ اور آپؑ کی عبادات سے متعلق استفسار کیا۔ جب انہیں بتایا گیا تو انہوں نے کہا کہ اگر حضور ﷺ اس قدر عبادت بجالاتے ہیں تو ہمیں تو اس سے بڑھ کر ادا کرنی چاہئے ان میں سے ایک نے کہا میں آئندہ ساری ساری رات عبادت کروں گا اور نہیں سوؤں گا۔ دوسرے نے کہا میں سارا سال روزے رکھوں گا۔ تیسرے نے کہا میں شادی نہیں کروں گا (اور ساری زندگی عبادات میں گذار دوں گا) جب حضور ﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپؑ نے انہیں منع فرمایا کہ میں تم سے زیادہ خداتعالیٰ کا خوف رکھنے والا ہوں۔ میں رات سوتا بھی ہوں اور عبادت بھی کرتا ہوں۔ میں روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور میں نے شادی بھی کی ہے۔

جس نے میری سنت چھوڑ دی وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔

(بخاری کتاب النکاح باب الترغیب فی النکاح)

رسی کاٹ دو

یہی حال مسلمان خواتین کا تھا۔ وہ بھی مردوں کے شانہ بشانہ عبادت کے میدان میں سبقت لے جا رہی تھیں۔

ایک دن حضور ﷺ نے مسجد نبوی کے دو ستونوں کے درمیان ایک لٹکتی ہوئی رسی دیکھی۔ آپؑ نے پوچھا کہ اس رسی کا یہاں کیا کام؟ صحابہ نے عرض کی یہ حضرت زینبؓ کی رسی ہے۔ وہ جب رات دیر تک عبادت کرتی ہیں اور تھک کر گرنے لگتی ہیں یا اونگھتی ہیں تو اس سے سہارا لے لیتی ہیں۔ آپؑ نے فرمایا اسے کھول دو تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ اتنی لمبی نماز پڑھے جس میں بشاشت اور توجہ قائم رہے جتنی اس میں طاقت ہو جب سستی ہونے لگے یا تھک جائے تو چاہئے کہ سو جائے۔

(مسلم۔ کتاب صلوۃ المسافرین باب فضیلۃ العمل الدائم)

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ ایک عورت میرے پاس بیٹھی ہوئی تھی آپؑ نے پوچھا یہ کون ہے میں نے عرض کی یہ وہ خاتون ہے جو رات سوتی نہیں بلکہ ساری ساری رات عبادت کرتی رہتی ہے۔ آپؑ نے فرمایا تم (نوافل عبادات میں) اتنے ہی اعمال بجالاؤ جتنی تم میں طاقت ہے۔ خدا کی قسم خدا نہیں تھکتا۔ مگر تم تھک جاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کو وہی عمل پسند ہیں جو دوام اختیار کرنے والے ہوں۔

(مسلم کتاب صلوۃ المسافرین باب فضیلۃ العمل الدائم)

شب بیداری

یہ شوق، یہ جذبے صرف مردوں اور عورتوں میں ہی نہ تھے بلکہ چھوٹے بچے بھی اسی رنگ میں رنگین تھے۔

حضرت ابن عباسؓ جو چھوٹی عمر کے تھے ایک رات اپنی خالہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنھا کے گھر اس لئے سوئے کہ رات اٹھ کر حضور ﷺ کے ساتھ نماز تہجد ادا کر سکیں گے۔ چنانچہ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رات ہو گئی۔ اور تہجد کا وقت آیا تو حضور ﷺ نماز پڑھنے کے لئے اٹھے۔ تو میں بھی آپ کے ساتھ نماز تہجد پڑھنے کے لئے آپؑ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ تو آپؑ نے میرے سر سے پکڑ کر مجھے اپنے دائیں طرف کر دیا۔ (ایک روایت میں ہے کہ آپ نے پیار سے میرے کان مسلتے ہوئے مجھے دائیں طرف کر دیا)

(بخاری کتاب الصلوۃ باب اذا قام الرجل عن یسار الامام)

یقیناً ابن عباس رات جاگتے رہے ہوں گے۔ اس انتظار میں کہ کب حضور ﷺ اٹھیں گے اور نماز پڑھیں گے۔ پس یہ حیرت انگیز تبدیلی، یہ شوق، یہ جذبے صرف بڑوں میں ہی نہ تھے بلکہ چھوٹے چھوٹے بچوں میں بھی تھے۔

وہ لوگ جو بدکاریوں اور شراب نوشی میں دن رات مست / دھت رہتے تھے۔ اب دین کے متوالے بن گئے۔ وہ بتوں کے پجاری فانی فی اللہ ہو گئے۔ اور انہیں نیکیوں میں، عبادات میں، قربانیوں میں لذت ملنے لگی۔

انفاق فی سبیل اللہ کی تمنا

آنحضور ﷺ کی بعثت سے قبل عرب کے قبائل نے لوٹ مار کا بازار گرم کیا ہوا تھا اور دوسروں کے مال کو شیر مادر کی طرح ہضم کر جایا کرتے تھے مگر آنحضرت ﷺ نے صحابہ کی زندگیوں میں ایسا انقلاب برپا کیا کہ وہ اپنے زیادہ سے زیادہ اموال خدا کی راہ میں وقف کرنے والے بن گئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حجتہ الوداع کے موقع پر شدید بیمار ہو گیا۔ حضور ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ میں نے عرض کی آپ میری بیماری کو دیکھ رہے ہیں (نہ معلوم اب زندہ رہوں یا نہ) میں مالدار آدمی ہوں اور میرے ورثاء میں صرف ایک بیٹی ہے۔ میری دلی تمنا ہے کہ میں دو تہائی مال راہ خدا میں وقف کر دوں۔

آپؑ نے فرمایا یہ زیادہ ہے۔ میں نے عرض کی۔ کیا نصف مال صدقہ کر دوں؟ آپؑ نے فرمایا نہیں یہ بھی زیادہ ہے۔ میں نے عرض کی کہ پھر کم از کم ایک تہائی مال صدقہ کرنے کی تو اجازت مرحمت فرمائیں۔ فرمایا ٹھیک ہے مگر ایک تہائی بھی زیادہ ہے۔ اگر تو اپنے ورثاء کو اس حالت میں چھوڑے کہ وہ غنی ہوں اس سے

بہتر ہے کہ وہ محتاج ہوں اور لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے رہیں جہاں تک ثواب اور اجر کا تعلق ہے) تو تو جو مال بھی خدا کی رضا کی خاطر خرچ کرے گا۔ تو ضرور اس کا اجر پائے گا۔ یہاں تک کہ اگر تو اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالے گا تو اس میں بھی اجر پائے گا۔

(بخاری کتاب المرضیٰ باب قول المریض انی وجع)

دیا بجھادو

صحابہ کرام کی یہ جماعت نہ صرف اپنے اموال خدا کی راہ میں وقف کرنے والی تھی بلکہ بسا اوقات اپنے پیٹ کاٹ کر خود بھوک برداشت کرکے دوسروں کی بھوک مٹایا کرتی۔ اس تمنا اور اس امید پر کہ خدا اور اس کا رسول ان سے راضی ہوگا۔

"حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مسافر حضور ﷺ کے پاس آیا آپ نے گھر کہلا بھیجا کہ مہمان کے لئے کھانا بھجواؤ۔ جواب آیا کہ پانی کے سوا آج گھر میں کچھ نہیں۔ اس پر حضورؐ نے صحابہؓ سے فرمایا اس مہمان کے کھانے کا بندوبست کون کرے گا۔ ایک انصاری نے عرض کیا حضور میں انتظام کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہا۔ آنحضرت ﷺ کے مہمان کی خاطر مدارت کا انتظام کرو۔ بیوی نے جواباً کہا آج گھر میں تو صرف بچوں کے کھانے کے لئے ہے۔ انصاری نے کہا اچھا تو کھانا تیار کرو پھر چراغ جلاؤ۔ اور جب بچوں کے کھانے کا وقت آئے تو ان کو تھپ تھپا کر اور بہلا کر سلا دو۔ چنانچہ عورت نے کھانا تیار کیا اور چراغ جلایا بچوں کو (بھوکا ہی) سلا دیا۔ پھر چراغ درست کرنے کے بہانے اٹھی اور چراغ کو بجھا دیا۔ اور پھر دونوں مہمان کے ساتھ بیٹھے بظاہر کھانا کھانے کی آوازیں نکالتے اور چٹخارے لیتے رہے تاکہ مہمان سمجھے کہ میزبان بھی میرے ساتھ بیٹھے کھانا کھا رہے ہیں۔ اس طرح مہمان نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ اور وہ خود بھوکے سو رہے۔ صبح جب وہ انصاری حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے ہنس کر فرمایا کہ تمہاری رات کی تدبیر سے تو اللہ بھی ہنس پڑا۔"

(بخاری کتاب التفسیر)

آخرت کی محبت

آنحضور ﷺ کی پر سوز دعاؤں، نیک تربیت اور پاک صحبت نے صحابہ کے اندر ایسی تبدیلی پیدا کردی کہ دنیا کی خواہشات کے بدلے ان میں آخرت کی محبت پیدا ہوگئی۔ اور زندگی کے بدلے میں جام شہادت نوش کرنے کی تمنا ان میں مچلنے لگی۔

حضرت مسیح موعود اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں۔

"وہ حضور ﷺ کے قدم آگے بڑھانے پر اس عاشق کی طرح جو معشوق کے عشق میں سر تا پا غرق ہو میدان کارزار میں اتر گئے۔ اور ان کے خون ان کے عشق پر سچائی کی مہر لگاتے ہوئے تلواروں کے نیچے یوں بہائے گئے جس طرح جانوروں کو قربان کیا جاتا ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام)

تمنّا بر آئی

حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ بھی ایسے ہی عشاق میں سے تھے ان کے بھتیجے حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ میرے چچا انس بن نضرؓ غزوہ بدر میں شامل نہ ہو سکے اور انہوں نے بڑی حسرت کے ساتھ حضور ﷺ سے اپنی دلی تمنا کا یوں اظہار کیا

"یا رسول اللہ میں اس پہلی جنگ سے غیر حاضر رہا جس میں آپؐ نے مشرکین سے قتال کیا۔ اگر آئندہ خدا تعالیٰ نے مجھے موقعہ دیا کہ میں مشرکوں سے جنگ کرسکوں تو اللہ تعالیٰ ضرور دیکھ لے گا کہ میں کس جوش و جذبے سے لڑوں گا"

جنگ احد کے وقت آپ کی دلی تمنا پوری ہونے کا وقت آن پہنچا جب مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان معرکہ ہوا۔ اور عارضی طور پر مسلمانوں کے پاؤں اکھڑے گئے۔ تو آپ نے بڑے والہانہ انداز میں اپنے رب کو یوں مخاطب کیا

"اے اللہ میں ان صحابہ کے رویہ پر تیرے حضور معذرت کرتا ہوں۔ اور دشمنوں کے رویے پر بے زاری کا اظہار کرتا ہوں"

یہ کہتے ہوئے وہ آگے بڑھے تو سعد بن معاذ ملے۔ آپ نے کہا

"اے سعد مجھے میرے رب کی قسم ہے کہ مجھے احد کے میدان سے جنت کی خوشبو آرہی ہے"

اس کے بعد وہ میدان جنگ کی طرف چلے گئے۔ بعد میں حضرت سعدؓ نے حضور ﷺ کو بتایا کہ یا رسولؐ اللہ میں بیان نہیں کرسکتا کہ انہوں نے میدان جہاد میں کس جوش اور جرأت کا مظاہرہ کیا۔ آپ اس جوش سے لڑے کہ دشمنوں کی صفوں کی صفیں پلٹ دیں۔ گویا ان پر چمکتی ہوئی بجلی بن کر گرتے اور تن من دھن کی بازی لگا کر دیوانہ وار مقابلہ کرتے۔ یہاں تک کہ شوق شہادت کی تمنا پوری کرتے ہوئے اس جنت میں داخل ہوگئے جس کی خوشبو کچھ دیر قبل سونگھ رہے تھے۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب ان کی نعش مبارک ملی تو اس پر 80 سے زائد تلواروں اور نیزوں اور تیروں کے نشان تھے گویا بدن دشمن کے واروں سے چھلنی چھلنی ہو چکا تھا۔ اور دشمن نے ان کا مثلہ بھی کردیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ پہچانے نہیں جا رہے تھے۔ چنانچہ آپ کی بہن نے ان کی انگلی کے پورے سے انہیں شناخت کیا۔

صحابہ بیان کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے اس ارشاد کا مصداق ہم انس بن نضرؓ اور آپ جیسے دوسرے صحابہ کو ٹھہراتے تھے کہ

کہ مومنوں میں سے بعض ایسے جانثار ہیں جنہوں نے اپنے وہ تمام وعدے سچے کر دکھائے جو انہوں نے خدا سے باندھے تھے پس ان میں سے بعض تو (جام شہادت نوش کرتے ہوئے) اپنی دلی مراد کو پا گئے اور بعض ابھی انتظار کر رہے ہیں۔

(بخاری کتاب الجہاد)

تمباکو نوشی سے پرہیز کا عالمی دن

حضرت مسیح موعود نے تمباکو نوشی کو لغو قرار دیا ہے۔ "تمباکو کو ہم مسکرات میں داخل نہیں کرتے لیکن یہ ایک لغو فعل ہے۔ اور (صاحب ایمان) کی شان ہے (کہ وہ لغو بات سے پرہیز کرتے ہیں) اگر کسی کو طبیب بطور علاج بتائے تو ہم منع نہیں کرتے ورنہ یہ لغو اور اسراف کا فعل ہے اور اگر آنحضرت ﷺ کے وقت میں ہوتا تو اپنے صحابہ کے لئے کبھی پسند نہ فرماتے۔

(الحکم 29 مارچ 1903ء بحوالہ فتاویٰ حضرت مسیح موعود)

حضرت مسیح موعود تمباکو نوشی سے کراہت کا اظہار ایک موقع پر کچھ اس طرح فرماتے ہیں۔

"تمباکو کے بارہ میں اگرچہ شریعت نے کچھ نہیں بتلایا لیکن ہم اسے اس لئے مکروہ خیال کرتے ہیں کہ اگر پیغمبر خدا ﷺ کے زمانہ میں ہوتا تو آپ اس کے استعمال کو منع فرماتے۔

(البدر 24 جولائی 1903ء ص 208 بحوالہ فتاویٰ حضرت مسیح موعود ص 206)

کولمبس نے جب امریکہ دریافت کیا تو وہاں کے باشندوں کو تمباکو استعمال کرتے ہوئے دیکھا۔ یہ 1492ء کی بات ہے۔ لیکن 1556ء میں اسے یورپ میں اور 1565ء میں انگلینڈ میں لایا گیا جس کے بعد اس کی کاشت اور استعمال تمام دنیا میں پھیل گیا۔

اگرچہ تمباکو کے نقصانات کا علم شروع دن سے ہی ہو گیا تھا مگر اس کو روکنے کے لئے کچھ نہیں کیا گیا اور اسے بھی دوسری نشہ آور اشیا کی طرح سمجھ کر چھوڑ دیا گیا لیکن پچھلے دہاکے سے اس معاملہ پر سنجیدگی سے غور کیا جانے لگا اور اسی سلسلے میں ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن (W.H.O) نے 1988ء میں تمام دنیا کے ملکوں سے اپیل کی کہ 31۔ مئی کو تمباکو نوشی سے پرہیز کا عالمی دن منایا جائے۔ چنانچہ 1988ء سے ہر سال 31۔ مئی کو یہ دن منایا جاتا ہے جس میں دنیا کے تمام ممالک میں تمباکو کے نقصانات پر لیکچر' سیمینار' اور ورک شاپس منعقد کئے جاتے ہیں اور پبلک اور حکومتوں کو بھی اس طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔

سائنس دانوں نے اپنے تجربات کے نتیجہ میں یہ بات بتائی ہے کہ ایک سگرٹ پینے سے انسان کی عمر میں ساڑھے پانچ منٹ اور بچوں کی عمر میں گیارہ منٹ کم ہو جاتے ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ پاکستان میں کم از کم چار کروڑ افراد اس جان لیوا عادت میں مبتلا ہیں۔ اور روزانہ ہزاروں نوجوان اور بچے اس عادت کو اختیار کرتے چلے جا رہے ہیں اور اس صورت حالات کو بدلنے کے لئے کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی جا رہی۔

عالمی ادارہ صحت کا کہنا ہے کہ دنیا کی ساڑھے پانچ ارب آبادی میں سے 101 کروڑ مرد اور عورتیں کسی نہ کسی شکل میں تمباکو کا استعمال کرتے ہیں۔ بی۔ بی۔ سی کے مطابق تمباکو چاہے سگرٹ اور بیڑی یا سگار کی شکل میں پیا جائے چاہے پان میں ڈال کر کھایا جائے اس سے پچیس قسم کے سرطان اور دیگر بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جن میں پھیپھڑوں' منہ اور پتے کا سرطان سر فہرست ہیں۔ دنیا میں ہر سال تیس لاکھ ساٹھ ہزار کے لگ بھگ افراد تمباکو کے استعمال سے ہلاک ہوتے ہیں۔ پاکستان میں ہر سال ساٹھ ہزار کے لگ بھگ افراد تمباکو سے پیدا ہونے والے سرطانوں اور دل کے امراض سے مرتے ہیں۔ کیونکہ تمباکو نوشوں میں دل کی بیماری کا امکان عام آدمی کے مقابلے میں 60 گنا بڑھ جاتا ہے سانس کی نالی اور منہ کی دیگر بیماریوں کے علاوہ پھیپھڑوں کے سرطان کی [illegible] وجہ تمباکو نوشی ہی ہے۔ اور سرطان کے علاوہ کئی دیگر بیماریاں بھی انسان کو لگنے کا اندیشہ ہر وقت موجود رہتا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک نے تمباکو نوشی کے خلاف مہم بڑے زور شور سے جاری کر رکھی ہے اور اس کا ان ممالک کی آبادی پر بہت اچھا اثر ہوا ہے۔ ان ممالک میں تمام پبلک جگہوں پر سگرٹ نوشی کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ اس مہم کے نتیجہ میں وہاں پھیپھڑوں کے سرطان کی و[illegible] سے ہونے والی اموات کی شرح کم ہو گئی ہے۔

لیکن افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے ملک میں اگرچہ پبلک اور حکومت کی طرف سے اس بات کا اقرار کیا جاتا ہے کہ سگرٹ نوشی انسانی صحت کے لئے سخت مضر ہے لیکن اس سلسلے میں ابھی تک صحیح اقدامات نہیں کئے جا سکے۔ 1997ء میں حکومت نے پبلک مقامات 'بسوں' ویگنوں' میں سگرٹ نوشی ممنوع قرار دے دی تھی لیکن اس قانون کا وہی حال ہوا جو ہمارے ملک میں دیگر ایسے قوانین سے ہوتا ہے۔ اس وقت تک دنیا کے 63 ممالک ایسے ہیں جن میں سگرٹ نوشی کی ممانعت اور اشتہار دکھانے پر پابندی کے متعلق باقاعدہ قانون سازی ہو چکی ہے۔ اس پابندی کے نتیجہ میں ان ممالک میں سگرٹ سے پیدا ہونے والی بیماریاں کم ہو رہی ہیں۔ تو سوچنے والی بات ہے کہ ہمارے ملک میں ایسا کیوں نہیں کیا جا سکا اور جو قوانین بن چکے ہیں ان پر سختی سے عمل درآمد کیوں [illegible] کیا جاتا۔ حیران کن بات یہ ہے کہ مغربی ممالک کی سگرٹ ساز کمپنیوں نے اپنے ممالک میں میدان تنگ ہوتا دیکھ کر اپنا مال ترقی پذیر ملکوں کے ہاتھوں فروخت کرنا شروع کر دیا۔ اب ترقی پذیر ملکوں میں پھیپھڑوں کے کینسر کی شرح 75 فی صد ہے جبکہ مغربی ممالک میں صرف 25 فی صد ہے اس کے علاوہ منہ۔ گلے۔ خوراک کی نالی اور مثانے کا کینسر بھی سگرٹ نوشی سے ہوتا ہے۔ اور نشے کی عادت کا آغاز بھی سگرٹ نوشی ہی سے ہوتا ہے۔

پس ضرورت اس بات کی ہے کہ پبلک کو اس عادت کے خطرناک نتائج سے بار بار مطلع کیا جائے اور نوجوان نسل کو اس سے بچانے کے لئے مناسب قانون سازی کی جائے اور اس پر سختی سے عمل درآمد کو بھی یقینی بنایا جائے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بہتر ہے کہ وہ محتاج ہوں اور لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے رہیں جہاں تک ثواب اور اجر کا تعلق ہے) تو تو جو مال بھی خدا کی رضا کی خاطر خرچ کرے گا۔ تو ضرور اس کا اجر پائے گا۔ یہاں تک کہ اگر تو اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالے گا تو اس میں بھی اجر پائے گا۔
(بخاری کتاب المرضیٰ باب قول المریض انی وجع)

دیا بجھادو

صحابہ کرام کی یہ جماعت نہ صرف اپنے اموال خدا کی راہ میں وقف کرنے والی تھی بلکہ بسا اوقات اپنے پیٹ کاٹ کر خود بھوک برداشت کرکے دوسروں کی بھوک مٹایا کرتی۔ اس تمنا اور اس امید پر کہ خدا اور اس کا رسول ؐ ان سے راضی ہوگا۔

"حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مسافر حضور ﷺ کے پاس آیا آپ نے گھر کہلا بھیجا کہ مہمان کے لئے کھانا بھجواؤ۔ جواب آیا کہ پانی کے سوا آج گھر میں کچھ نہیں۔ اس پر حضور ؐ نے صحابہ ؓ سے فرمایا اس مہمان کے کھانے کا بندوبست کون کرے گا۔ ایک انصاری نے عرض کیا حضور میں انتظام کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہا۔ آنحضرت ﷺ کے مہمان کی خاطر مدارت کا انتظام کرو۔ بیوی نے جواباً کہا آج گھر میں تو صرف بچوں کے کھانے کے لئے ہے۔ انصاری نے کہا اچھا تو کھانا تیار کرو پھر چراغ جلاؤ۔ اور جب بچوں کے کھانے کا وقت آئے تو ان کو تھپ تھپا کر اور بہلا کر سلا دو۔ چنانچہ عورت نے کھانا تیار کیا اور چراغ جلایا بچوں کو (بھوکا ہی) سلا دیا۔ پھر چراغ درست کرنے کے بہانے اٹھی اور چراغ کو بجھا دیا۔ اور پھر دونوں مہمان کے ساتھ بیٹھے بظاہر کھانا کھانے کی آوازیں نکالتے اور چٹخارے لیتے رہے تاکہ مہمان سمجھے کہ میزبان بھی میرے ساتھ بیٹھے کھانا کھا رہے ہیں۔ اس طرح مہمان نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ اور وہ خود بھوکے سو رہے۔ صبح جب وہ انصاری حضور ؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ؐ نے ہنس کر فرمایا کہ تمہاری رات کی تدبیر سے تو اللہ بھی ہنس پڑا۔"
(بخاری کتاب التفسیر)

آخرت کی محبت

آنحضور ﷺ کی پرسوز دعاؤں، نیک تربیت اور پاک صحبت نے صحابہ کے اندر ایسی تبدیلی پیدا کردی کہ دنیا کی خواہشات کے بدلے ان میں آخرت کی محبت پیدا ہوگئی۔ اور زندگی کے بدلے میں جام شہادت نوش کرنے کی تمنا ان میں مچلنے لگی۔

حضرت مسیح موعود اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں۔

"وہ حضور ﷺ کے قدم آگے بڑھانے پر اس عاشق کی طرح جو معشوق کے عشق میں سر تا پا غرق ہو میدان کارزار میں اتر گئے۔ اور ان کے خون ان کے عشق پر سچائی کی مہر لگاتے ہوئے تلواروں کے نیچے یوں بہائے گئے جس طرح جانوروں کو قربان کیا جاتا ہے۔"
(آئینہ کمالات اسلام)

تمنّا بر آئی

حضرت انس بن نضر ؓ بھی ایسے ہی عشاق میں سے تھے ان کے بھتیجے حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ میرے چچا انس بن نضر ؓ غزوہ بدر میں شامل نہ ہوسکے اور انہوں نے بڑی حسرت کے ساتھ حضور ﷺ سے اپنی دلی تمنا کا یوں اظہار کیا

"یارسول اللہ میں اس پہلی جنگ سے غیر حاضر رہا جس میں آپ ؐ نے مشرکین سے قتال کیا۔ اگر آئندہ خدا تعالیٰ نے مجھے موقعہ دیا کہ میں مشرکوں سے جنگ کرسکوں تو اللہ تعالیٰ ضرور دیکھ لے گا کہ میں کس جوش وجذبے سے لڑوں گا"

جنگ احد کے وقت آپ کی دلی تمنا پوری ہونے کا وقت آن پہنچا جب مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان معرکہ ہوا۔ اور عارضی طور پر مسلمانوں کے پاؤں اکھڑے گئے۔ تو آپ نے بڑے والہانہ انداز میں اپنے رب کو یوں مخاطب کیا

"اے اللہ میں ان صحابہ کے رویہ پر تیرے حضور معذرت کرتا ہوں۔ اور دشمنوں کے رویے پر بے زاری کا اظہار کرتا ہوں"

یہ کہتے ہوئے وہ آگے بڑھے تو سعد بن معاذ ملے۔ آپ نے کہا

"اے سعد مجھے میرے رب کی قسم ہے کہ مجھے احد کے میدان سے جنت کی خوشبو آرہی ہے"

اس کے بعد وہ میدان جنگ کی طرف چلے گئے۔ بعد میں حضرت سعد ؓ نے حضور ﷺ کو بتایا کہ یا رسول اللہ میں بیان نہیں کرسکتا کہ انہوں نے میدان جہاد میں کس جوش اور جرأت کا مظاہرہ کیا۔ آپ اس جوش سے لڑے کہ دشمنوں کی صفوں کی صفیں پلٹ دیں۔ گویا ان پر چمکتی ہوئی بجلی بن کر گرتے اور تن من دھن کی بازی لگا کر دیوانہ وار مقابلہ کرتے۔ یہاں تک کہ شوق شہادت کی تمنا پوری کرتے ہوئے اس جنت میں داخل ہوگئے جس کی خوشبو کچھ دیر قبل سونگھ رہے تھے۔

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب ان کی نعش مبارک ملی تو اس پر 80 سے زائد تلواروں اور نیزوں اور تیروں کے نشان تھے گویا بدن دشمن کے واروں سے چھلنی چھلنی ہو چکا تھا۔ اور دشمن نے ان کا مثلہ بھی کر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ پہچانے نہیں جا رہے تھے۔ چنانچہ آپ کی بہن نے ان کی انگلی کے پورے سے انہیں شناخت کیا۔

صحابہ بیان کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے اس ارشاد کا مصداق ہم انس بن نضر ؓ اور آپ جیسے دوسرے صحابہ کو ٹھہراتے تھے کہ

کہ مومنوں میں سے بعض ایسے جانثار ہیں جنہوں نے اپنے وہ تمام وعدے سچے کر دکھائے جو انہوں نے خدا سے باندھے تھے پس ان میں سے بعض تو (جام شہادت نوش کرتے ہوئے) اپنی دلی مراد کو پا گئے اور بعض ابھی انتظار کر رہے ہیں۔

(بخاری کتاب الجہاد)

تمباکو نوشی سے پرہیز کا عالمی دن

حضرت مسیح موعود نے تمباکو نوشی کو لغو قرار دیا ہے۔ "تمباکو کو ہم مسکرات میں داخل نہیں کرتے لیکن یہ ایک لغو فعل ہے۔ اور (صاحب ایمان) کی شان ہے (کہ وہ لغو بات سے پرہیز کرتے ہیں) اگر کسی کو طبیب بطور علاج بتائے تو ہم منع نہیں کرتے ورنہ یہ لغو اور اسراف کا فعل ہے اور اگر آنحضرت ﷺ کے وقت میں ہوتا تو اپنے صحابہ کے لئے کبھی پسند نہ فرماتے۔

(الحکم 29 مارچ 1903ء بحوالہ فتاویٰ حضرت مسیح موعود)

حضرت مسیح موعود تمباکو نوشی سے کراہت کا اظہار ایک موقع پر کچھ اس طرح فرماتے ہیں۔ "تمباکو کے بارہ میں اگرچہ شریعت نے کچھ نہیں بتلایا لیکن ہم اسے اس لئے مکروہ خیال کرتے ہیں کہ اگر پیغمبر خدا ﷺ کے زمانہ میں ہوتا تو آپ اس کے استعمال کو منع فرماتے۔

(البدر 24 جولائی 1903ء ص 208 بحوالہ فتاویٰ حضرت مسیح موعود ص 206)

کولمبس نے جب امریکہ دریافت کیا تو وہاں کے باشندوں کو تمباکو استعمال کرتے ہوئے دیکھا۔ یہ 1492ء کی بات ہے۔ لیکن 1556ء میں اسے یورپ میں اور 1565ء میں انگلینڈ میں لایا گیا جس کے بعد اس کی کاشت اور استعمال تمام دنیا میں پھیل گیا۔

اگرچہ تمباکو کے نقصانات کا علم شروع دن سے ہی ہو گیا تھا مگر اس کو روکنے کے لئے کچھ نہیں کیا گیا اور اسے بھی دوسری نشہ آور اشیا کی طرح سمجھ کر چھوڑ دیا گیا لیکن پچھلے دہاکے سے اس معاملہ پر سنجیدگی سے غور کیا جانے لگا اور اسی سلسلے میں ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن (W.H.O) نے 1988ء میں تمام دنیا کے ملکوں سے اپیل کی کہ 31۔ مئی کو تمباکو نوشی سے پرہیز کا عالمی دن منایا جائے۔ چنانچہ 1988ء سے ہر سال 31۔ مئی کو یہ دن منایا جاتا ہے جس میں دنیا کے تمام ممالک میں تمباکو کے نقصانات پر لیکچر' سیمینار' اور ورکشاپس منعقد کئے جاتے ہیں اور پبلک اور حکومتوں کو بھی اس طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔

سائنس دانوں نے اپنے تجربات کے نتیجہ میں یہ بات بتائی ہے کہ ایک سگرٹ پینے سے انسان کی عمر میں ساڑھے پانچ منٹ اور بچوں کی عمر میں گیارہ منٹ کم ہو جاتے ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ پاکستان میں کم از کم چار کروڑ افراد اس جان لیوا عادت میں مبتلا ہیں۔ اور روزانہ ہزاروں نوجوان اور بچے اس عادت کو اختیار کرتے چلے جا رہے ہیں اور اس صورت حالات کو بدلنے کے لئے کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی جا رہی۔

عالمی ادارہ صحت کا کہنا ہے کہ دنیا کی ساڑھے پانچ ارب آبادی میں سے 101 کروڑ مرد اور عورتیں کسی نہ کسی شکل میں تمباکو کا استعمال کرتے ہیں۔ بی۔ بی۔ سی کے مطابق تمباکو چاہے سگرٹ اور بیڑی یا سگار کی شکل میں پیا جائے چاہے پان میں ڈال کر کھایا جائے اس سے پچیس قسم کے سرطان اور دیگر بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جن میں پھیپھڑوں' منہ اور پتے کا سرطان سر فہرست ہیں۔ دنیا میں ہر سال تیس لاکھ ساٹھ ہزار کے لگ بھگ افراد تمباکو کے استعمال سے ہلاک ہوتے ہیں۔ پاکستان میں ہر سال ساٹھ ہزار کے لگ بھگ افراد تمباکو سے پیدا ہونے والے سرطانوں اور دل کے امراض سے مرتے ہیں۔ کیونکہ تمباکو نوشوں میں دل کی بیماری کا امکان عام آدمی کے مقابلے میں 60 گنا بڑھ جاتا ہے سانس کی نالی اور منہ کی دیگر بیماریوں کے علاوہ پھیپھڑوں کے سرطان کی بڑی وجہ تمباکو نوشی ہی ہے۔ اور سرطان کے علاوہ کئی دیگر بیماریاں بھی انسان کو لگنے کا اندیشہ ہر وقت موجود رہتا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک نے تمباکو نوشی کے خلاف مہم بڑے زور شور سے جاری کر رکھی ہے اور اس کا ان ممالک کی آبادی پر بہت اچھا اثر ہوا ہے۔ ان ممالک میں تمام پبلک جگہوں پر سگرٹ نوشی کی ممانت کر دی گئی ہے۔ اس مہم کے نتیجہ میں وہاں پھیپھڑوں کے سرطان کی و سے ہونے والی اموات کی شرح کم ہو گئی ہے۔

لیکن افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے ملک میں اگرچہ پبلک اور حکومت کی طرف سے اس بات کا اقرار کیا جاتا ہے کہ سگرٹ نوشی انسانی صحت کے لئے سخت مضر ہے لیکن اس سلسلے میں ابھی تک صحیح اقدامات نہیں کئے جا سکے۔ 1997ء میں حکومت نے پبلک مقامات' بسوں' ویگنوں' میں سگرٹ نوشی ممنوع قرار دے دی تھی لیکن اس قانون کا وہی حال ہوا جو ہمارے ملک میں دیگر ایسے قوانین سے ہوتا ہے۔ اس وقت تک دنیا کے 63 ممالک ایسے ہیں جن میں سگرٹ نوشی کی ممانعت اور اشتہار دکھانے پر پابندی کے متعلق باقاعدہ قانون سازی ہو چکی ہے۔ اس پابندی کے نتیجہ میں ان ممالک میں سگرٹ سے پیدا ہونے والی بیماریاں کم ہو رہی ہیں۔ تو سوچنے والی بات ہے کہ ہمارے ملک میں ایسا کیوں نہیں کیا جا سکا اور جو قوانین بن چکے ہیں ان پر سختی سے عمل درآمد کیوں نہیں کیا جاتا۔ حیران کن بات یہ ہے کہ مغربی ممالک کی سگرٹ ساز کمپنیوں نے اپنے ممالک میں میدان تنگ ہوتا دیکھ کر اپنا مال ترقی پذیر ملکوں کے ہاتھوں فروخت کرنا شروع کر دیا۔ اب ترقی پذیر ملکوں میں پھیپھڑوں کے کینسر کی شرح 75 فی صد ہے جبکہ مغربی ممالک میں صرف 25 فی صد ہے اس کے علاوہ منہ۔ گلے۔ خوراک کی نالی اور مثانے کا کینسر بھی سگرٹ نوشی سے ہوتا ہے۔ اور نشے کی عادت کا آغاز بھی سگرٹ نوشی ہی سے ہوتا ہے۔

پس ضرورت اس بات کی ہے کہ پبلک کو اس عادت کے خطرناک نتائج سے بار بار مطلع کیا جائے اور نوجوان نسل کو اس سے بچانے کے لئے مناسب قانون سازی کی جائے اور اس پر سختی سے عمل درآمد کو بھی یقینی بنایا جائے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

معروف شاعر عبید اللہ علیم کو سپردِ خاک کر دیا گیا

"ویران سرائے کا دیا" ادبی دنیا کو ویران کر گیا

کراچی (پاکستان پوسٹ) ممتاز شاعر عبید اللہ علیم پیر 18 مئی کو حرکت قلب بند ہو جانے کے باعث انتقال کر گئے۔ ان کی عمر اٹھاون برس تھی۔ عبید اللہ علیم کی رحلت کی خبر سن کر ملک اور بیرون ملک کے ادبی حلقوں میں صف ماتم بچھ گئی اور بڑی تعداد میں ادیب، شعراء اور مداح ان کے گھر پہنچ گئے۔ عبید اللہ علیم کو منگل کی شب آہوں اور سسکیوں کے ساتھ رزاق آباد کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ جنازے میں ہر شعبہ زندگی کے نمائندہ افراد نے شرکت کی۔ پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن بے نظیر بھٹو نے عبید اللہ علیم کے انتقال پر گہرے دکھ کا اظہار کیا ہے۔ مرحوم نے پسماندگان میں دو بیواؤں، چھ بچوں دو بھائیوں اور لاکھوں مداحوں اور احباب کو سوگوار چھوڑا ہے۔ عبید اللہ علیم 1939ء میں بھوپال میں پیدا ہوئے۔ بعدازاں ہجرت کر کے پاکستان آ گئے۔ یہاں انہوں نے فلسفہ میں ایم اے کیا۔ پاکستان ٹی وی سے بطور پروڈیوسر منسلک ہو گئے۔ 1979ء میں مارشل لاء کے خلاف بطور احتجاج مستعفی ہو گئے۔ ان کے دو مجموعہ ہائے کلام چاند چہرہ ستارہ آنکھیں اور ویران سرائے کا دیا شائع ہو چکے ہیں۔ انہیں پہلی بار 1992ء اور دوسری بار 1998ء میں ایک ماہ قبل دل کا دورہ پڑا تھا۔ وہ حال ہی میں پنجاب کے ایک اسپتال سے اپنے گھر کراچی منتقل ہوئے تھے۔

بحوالہ پاکستان پوسٹ

22/28 مئی 1998ء

عبید اللہ علیم مرحوم

سید نسیم اختر

ترجمانِ خوابِ رنگیں آج محوِ خواب ہے
موت کی آغوش میں اک گوہرِ نایاب ہے

جس کے فن نے زندگی کو نغمگی کا رنگ دیا
شعر کی رنگینیوں نے سوچنے کا ڈھنگ دیا

جس کی رومانی طبیعت تھی غزل کی آبرو
مضطرب رکھتی تھی جس کو خوب تر کی جستجو

آسماں سے نورِ احساسات برساتا تھا وہ
لفظ کے پھولوں کی مالا گوندھ کر لاتا تھا وہ

محرمِ حسن و لطافت، دردِ دل سے آشنا
شارحِ رمزِ محبت ذاکرِ مہر و وفا

گیسوئے اردو کی خوشبو تھا عبید اللہ علیم
شاعرِ ریحان و سنبل ہو گیا جنت مقیم

سلیم شاہجہانپوری

عبید اللہ علیم

ایک منفرد اور ممتاز لہجے کا غزل گو شاعر

عبید اللہ علیم کی شخصیت اور شاعری پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے' اور اب (ان کی وفات کے بعد) بہت کچھ لکھا جائے گا لیکن ہم یہاں ان کے ایک مکتوب سے جو انہوں نے ایک طالب علم کے جواب میں تحریر کیا۔ ان کی زندگی کے خود نوشت حالات جستہ جستہ بیان کرنا زیادہ مناسب سمجھتے ہیں۔ جن سے نہ صرف ان کے خاندانی حالات پر روشنی پڑتی ہے بلکہ شعر و شاعری کے متعلق ان کے نظریات بھی سامنے آ جاتے ہیں۔ سو ملاحظہ ہو۔

"حالات زندگی سے اگر مراد یہ ہے کہ میں کب پیدا ہوا اور کب شاعری کا آغاز ہوا وغیرہ وغیرہ تو یہ کچھ مشکل نہیں ورنہ شاعر کا ہر شعر اس کی زندگی کا آئینہ دار ہوتا ہے اور اصل حالات زندگی وہی ہوتے ہیں جو تخلیقی سطح پر ہر شاعر کے اظہار میں آتے ہیں کیونکہ اصل میڈیم جس میں وہ اپنا اظہار کرتا ہے صرف شعر اور شعر ہی ہوتا ہے۔

میری تاریخ پیدائش درست نہیں معلوم۔ میٹرک کے سرٹیفکیٹ میں 11 جنوری 1939ء درج ہے۔ یہ 1938ء بھی ہو سکتی ہے اور 1940ء بھی۔ مہینے کے تعین کی جب میں نے تھوڑی سی تگ و دو کی تو جون زیادہ درست معلوم ہوا اور تاریخ 12 (بارہ) یوں میں نے اپنی تاریخ پیدائش کا تعین 12 جون 1939ء کر لیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

میری تک بندی کا آغاز 56'1955ء سے ہوا مگر 1958ء تک جو لکھا وہ تقریباً سب تلف کر دیا۔ میں نے اپنا پہلا شعری مجموعہ 1974ء میں شائع کیا۔ اس میں 1959ء سے 1974ء تک کا کلام ہے اس طرح میری شاعری کے آغاز کا سن 1959ء ٹھہرتا ہے۔ میرا پہلا مجموعہ "چاند چہرہ ستارہ آنکھیں" 1974ء میں پہلی مرتبہ شائع ہوا۔ اس کو 1974ء کا "آدم جی ادبی انعام" بھی ملا۔ اب اس کا ساتواں ایڈیشن اور 14 واں ہزار شائع ہونے کو ہے۔ دوسرا مجموعہ "ویراں سرائے کا دیا" 1986ء میں شائع ہوا۔ اب اس کا تیسرا ایڈیشن آنے کو ہے۔ میرا کلام 1959ء سے تاحال باقاعدہ اردو ادب کے اہم جرائد میں شائع ہو تا رہا ہے اور اکثر و بیشتر اخبارات بھی نقل کرتے رہے ہیں۔ میری شاعری اور شخصیت پر بے شمار تبصرے اور مضامین مختلف جرائد میں شائع ہوتے رہے ہیں اور آج کل میرے ایک دوست سب چیزوں کو جمع کرنے کے موڈ میں ہیں۔ اس کے علاوہ جو ادب و شاعری کے بارے میں مضامین لکھے ہیں وہ الگ جمع کئے جا رہے ہیں۔ وہ بھی انشاء اللہ جلد کتابی صورت میں شائع ہو جائیں گے۔

میں رائٹرز گلڈ سندھ کا 1974ء سے 1979ء تک منتخب سیکرٹری رہ چکا ہوں اور 80-1979ء سے تاحال رائٹرز گلڈ کی مرکزی مجلس عاملہ پاکستان کا منتخب رکن ہوں۔

ریڈیو سے میرے بے شمار انٹرویو نشر ہوئے ہیں۔ میں نے بے شمار مشاعرے پڑھے ہیں تقریباً تمام مشہور گانے والوں نے میری نظمیں' غزلیں اور گیت گائے ہیں' جو ریڈیو سے نشر ہوتے رہتے ہیں۔

1974ء میں ٹیلی ویژن کے عنور میں یوسف کامران نے انٹرویو کیا تھا جو دوبار نشر ہو چکا ہے۔ ٹیلی ویژن پروڈیوسر کی حیثیت سے 1967ء سے 1978ء تک کام کرتا رہا ہوں۔

بی بی سی لندن سے دو تین بار انٹرویو نشر ہو چکے ہیں۔ گزشتہ دنوں امریکہ اور کینیڈا کا دورہ کیا۔ امریکہ کے مختلف شہروں میں انٹرویو ریکارڈ ہوئے اور نشر کئے گئے۔ ہندوستان میں بھی دوبار جا چکا ہوں۔ وہاں بھی مشاعرے پڑھے اور مختلف شہروں سے الحمد للہ میرے انٹرویو نشر کئے گئے۔ خدا کے فضل اور محض اس کے رحم سے دنیا بھر میں میرے سننے' پڑھنے اور پسند کرنے والوں کا سلسلہ موجود ہے۔

احمد ندیم قاسمی صاحب نے میرے پہلے مجموعہ کی تقریب میں ایک مضمون لاہور میں پڑھا تھا۔ بعد ازاں اسے اپنے رسالے "فنون میں شائع بھی کیا۔ اللہ کے فضل سے مجھ پر بہت کچھ لکھا گیا ہے اور خوب خوب لکھا گیا ہے۔ فنون کا غزل نمبر 1968ء میں دو جلدوں میں شائع ہوا تھا اس میں میرا بہت سا کلام بھی ہے' بہت ساؤ کراؤ کار بھی اور ایک مضمون بھی شامل ہے۔"

اور اب آخر میں ہم اس مکتوب کا وہ ٹکڑا ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جو مرحوم کی خلفائے احمدیت سے عقیدت اور موجودہ امام سے دلی عقیدت' محبت اور احترام کا آئینہ دار ہے۔ ملاحظہ ہو۔

"میری شاعری تین خلافتوں کی دعاؤں کا صدقہ ہے۔ ورنہ احمدی شاعر اور "اس "فضا میں پھول پھل سکے؟ ناممکن۔ میرے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے از راہ دعا اور احسان میری وہ قدر افزائی فرمائی ہے کہ اگر میں اپنے اوپر لکھے ہوئے سارے مضامین ایک پلڑے میں رکھوں اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعا۔ اور میری شاعری پر زبانی اور تحریری اظہار تحسین دوسرے پلڑے میں تو یہ پلڑا اتنا بھاری ہے کہ باقی تمام چیزیں ہیچ ہو جاتی ہیں اور یہ میرے اور میری نسلوں کے لئے اتنا بڑا انعام ہے کہ اس سے آگے کوئی انعام تصور میں نہیں آ سکتا۔"

حضرت صاحب نے ایک موقعہ پر جناب چوہدری محمد علی صاحب اور جناب عبید اللہ علیم کا تذکرہ تحسین آمیز الفاظ میں کیا۔ جس کے نتیجہ میں دونوں شعرائے احمدیت کے متعلق ویڈیو کیسٹس تیار ہوئیں اور ڈش انٹینا کے ذریعہ دنیا

معروف شاعر عبیداللہ علیم کو سپرد خاک کر دیا گیا

"ویران سرائے کا دیا" ادبی دنیا کو ویران کر گیا

کراچی (پاکستان پوسٹ) ممتاز شاعر عبیداللہ علیم پیر 18 مئی کو حرکت قلب بند ہوجانے کے باعث انتقال کر گئے۔ ان کی عمر اٹھاون برس تھی۔ عبیداللہ علیم کی رحلت کی خبر سن کر ملک اور بیرون ملک کے ادبی حلقوں میں صف ماتم بچھ گئی اور بڑی تعداد میں ادیب، شعراء اور مداح ان کے گھر پہنچ گئے۔ عبیداللہ علیم کو منگل کی شب آہوں اور سسکیوں کے ساتھ رزاق آباد کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ جنازے میں ہر شعبہ زندگی کے نمائندہ افراد نے شرکت کی۔ پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن بے نظیر بھٹو نے عبیداللہ علیم کے انتقال پر گہرے دکھ کا اظہار کیا ہے۔ مرحوم نے پسماندگان میں دو بیواؤں، چھ بچوں دو بھائیوں اور لاکھوں مداحوں اور احباب کو سوگوار چھوڑا ہے۔ عبیداللہ علیم 1939ء میں بھوپال میں پیدا ہوئے۔ بعدازاں ہجرت کر کے پاکستان آگئے۔ یہاں انہوں نے فلسفہ میں ایم اے کیا۔ پاکستان ٹی وی سے بطور پروڈیوسر منسلک ہوگئے۔ 1979ء میں مارشل لاء کے خلاف بطور احتجاج مستعفی ہوگئے۔ ان کے دو مجموعہ ہائے کلام چاند چہرہ ستارہ آنکھیں اور ویران سرائے کا دیا شائع ہوچکے ہیں۔ انہیں پہلی بار 1992ء اور دوسری بار 1998ء میں ایک ماہ قبل دل کا دورہ پڑا تھا۔ وہ حال ہی میں پنجاب کے ایک اسپتال سے اپنے گھر کراچی منتقل ہوئے تھے۔

بحوالہ پاکستان پوسٹ
22/28 مئی 1998

عبیداللہ علیم مرحوم

سید نسیم اختر

ترجمانِ خوابِ رنگیں آج محو خواب ہے
موت کی آغوش میں اک گوہرِ نایاب ہے

جس کے فن نے زندگی کو نغمگی کا رنگ دیا
شعر کی رنگینیوں نے سوچنے کا ڈھنگ دیا

جس کی رومانی طبیعت تھی غزل کی آبرو
مضطرب رکھتی تھی جس کو خوب تر کی جستجو

آسماں سے نورِ احساسات برساتا تھا وہ
لفظ کے پھولوں کی مالا گوندھ کر لاتا تھا وہ

محرمِ حسن و لطافت، دردِ دل سے آشنا
شارحِ رمزِ محبت ذاکر مہر و وفا

گیسوئے اردو کی خوشبو تھا عبیداللہ علیم
شاعرِ ریحان و سنبل ہو گیا جنت مقیم

سلیم شاہجہانپوری

عبید اللہ علیم

ایک منفرد اور ممتاز لہجے کا غزل گو شاعر

عبید اللہ علیم کی شخصیت اور شاعری پر بہت کچھ لکھا جاچکا ہے' اور اب (ان کی وفات کے بعد) بہت کچھ لکھا جائے گا لیکن ہم یہاں ان کے ایک مکتوب سے جو انہوں نے ایک طالب علم کے جواب میں تحریر کیا۔ ان کی زندگی کے خود نوشت حالات جستہ جستہ بیان کرنا زیادہ مناسب سمجھتے ہیں۔ جن سے نہ صرف ان کے خاندانی حالات پر روشنی پڑتی ہے بلکہ شعرو شاعری کے متعلق ان کے نظریات بھی سامنے آجاتے ہیں۔ سو ملاحظہ ہو۔

"حالات زندگی سے اگر مراد یہ ہے کہ میں کب پیدا ہوا اور کب شاعری کا آغاز ہوا وغیرہ وغیرہ تو یہ کچھ مشکل نہیں ورنہ شاعر کا ہر شعر اس کی زندگی کا آئینہ دار ہوتا ہے اور اصل حالات زندگی وہی ہوتے ہیں جو تخلیقی سطح پر ہر شاعر کے اظہار میں آتے ہیں کیونکہ اصل میڈیم جس میں وہ اپنا اظہار کرتا ہے صرف شعر اور شعر ہی ہوتا ہے۔

میری تاریخ پیدائش درست نہیں معلوم۔ میٹرک کے سرٹیفکیٹ میں 11 جنوری 1939ء درج ہے۔ یہ 1938ء بھی ہو سکتی ہے اور 1940ء بھی۔ مہینے کے تعین کی جب میں نے تھوڑی سی تک و دو کی تو جون زیادہ درست معلوم ہوا اور تاریخ 12 (بارہ) یوں میں نے اپنی تاریخ پیدائش کا تعین 12 جون 1939ء کر لیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

میری تک بندی کا آغاز 56'1955ء سے ہوا مگر 1958ء تک جو لکھا وہ تقریباً سب تلف کر دیا۔ میں نے اپنا پہلا شعری مجموعہ 1974ء میں شائع کیا۔ اس میں 1959ء سے 1974ء تک کا کلام ہے اس طرح میری شاعری کے آغاز کا سن 1959ء ٹھہرتا ہے۔ میرا پہلا مجموعہ "چاند چہرہ ستارہ آنکھیں" 1974ء میں پہلی مرتبہ شائع ہوا۔ اس کو 1974ء کا "آدم جی ادبی انعام" بھی ملا۔ اب اس کا ساتواں ایڈیشن اور 14واں ہزار شائع ہونے کو ہے۔ دوسرا مجموعہ "ویراں سرائے کا دیا" 1986ء میں شائع ہوا۔ اب اس کا تیسرا ایڈیشن آنے کو ہے۔ میرا کلام 1959ء سے تاحال باقاعدہ اردو ادب کے اہم جرائد میں شائع ہو تا رہا ہے اور اکثر و بیشتر اخبارات بھی نقل کرتے رہے ہیں۔ میری شاعری اور شخصیت پر بے شمار تبصرے اور مضامین مختلف جرائد میں شائع ہوتے رہے ہیں اور آج کل میرے ایک دوست سب چیزوں کو جمع کرنے کے موڈ میں ہیں۔ اس کے علاوہ جو ادب و شاعری کے بارے میں مضامین لکھے ہیں وہ الگ جمع کئے جا رہے ہیں۔ وہ بھی انشاء اللہ جلد کتابی صورت میں شائع ہو جائیں گے۔

میں رائٹرز گلڈ سندھ کا 1974ء سے 1979ء تک منتخب سیکرٹری رہ چکا ہوں اور 80-1979ء سے تاحال رائٹرز گلڈ کی مرکزی مجلس عاملہ پاکستان کا منتخب رکن ہوں۔

ریڈیو سے میرے بے شمار انٹرویو نشر ہوئے ہیں۔ میں نے بے شمار مشاعرے پڑھے ہیں تقریباً تمام مشہور گانے والوں نے میری نظمیں' غزلیں اور گیت گائے ہیں' جو ریڈیو سے نشر ہوتے رہتے ہیں۔

1974ء میں ٹیلی ویژن کے عنوز میں یوسف کامران نے انٹرویو کیا تھا جو دوبار نشر ہو چکا ہے۔ ٹیلی ویژن پروڈیوسر کی حیثیت سے 1967ء سے 1978ء تک کام کرتا رہا ہوں۔

بی بی سی لندن سے دو تین بار انٹرویو نشر ہو چکے ہیں۔ گزشتہ دنوں امریکہ اور کینیڈا کا دورہ کیا۔ امریکہ کے مختلف شہروں میں انٹرویو ریکارڈ ہوئے اور نشر کئے گئے۔ ہندوستان میں بھی دوبار جا چکا ہوں۔ وہاں بھی مشاعرے پڑھے اور مختلف شہروں سے الحمد للہ میرے انٹرویو نشر کئے گئے۔ خدا کے فضل اور محض اس کے رحم سے دنیا بھر میں میرے سننے' پڑھنے اور پسند کرنے والوں کا سلسلہ موجود ہے۔

احمد ندیم قاسمی صاحب نے میرے پہلے مجموعہ کی تقریب میں ایک مضمون لاہور میں پڑھا تھا۔ بعد ازاں اسے اپنے رسالے "فنون میں شائع بھی کیا۔ اللہ کے فضل سے مجھ پر بہت کچھ لکھا گیا ہے اور خوب خوب لکھا گیا ہے۔ فنون کا غزل نمبر 1968ء میں دو جلدوں میں شائع ہوا تھا اس میں میرا بہت سا کلام بھی ہے' بہت ساذکر اذکار بھی اور ایک مضمون بھی شامل ہے۔"

اور اب آخر میں ہم اس مکتوب کا وہ ٹکڑا ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جو مرحوم کی خلفائے احمدیت سے عقیدت اور موجودہ امام سے دلی عقیدت' محبت اور احترام کا آئینہ دار ہے۔ ملاحظہ ہو۔

"میری شاعری تین خلافتوں کی دعاؤں کا صدقہ ہے۔ ورنہ احمدی شاعر اور "اس" فضا میں پھول پھل سکے؟ ناممکن۔ میرے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے از راہ دعا اور احسان میری وہ قدر افزائی فرمائی ہے کہ اگر میں اپنے اوپر لکھے ہوئے سارے مضامین ایک پلڑے میں رکھوں اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعا۔ اور میری شاعری پر زبانی اور تحریری اظہار تحسین دوسرے پلڑے میں تو یہ پلڑا اتنا بھاری ہے کہ باقی تمام چیزیں ہیچ ہو جاتی ہیں اور یہ میرے اور میری نسلوں کے لئے اتنا بڑا انعام ہے کہ اس سے آگے کوئی انعام تصور میں نہیں آسکتا۔"

حضرت صاحب نے ایک موقعہ پر جناب چوہدری محمد علی صاحب اور جناب عبید اللہ علیم کا تذکرہ تحسین آمیز الفاظ میں کیا۔ جس کے نتیجہ میں دونوں شعرائے احمدیت کے متعلق ویڈیو کیسٹس تیار ہوئیں اور ڈش انٹینا کے ذریعہ دنیا

کے پانچ براعظموں میں دیکھی اور سنی گئیں۔ عبید اللہ علیم مرحوم کو اپنا کلام حضرت صاحب کو سنانے کی سعادت نصیب ہوئی جس پر حضرت صاحب نے اظہار خوشنودی و پسندیدگی فرما کر مرحوم کے کلام کو مقبولیت کی سند عطا فرمادی ۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اب آخر میں ہم عبید اللہ علیم مرحوم کی نمائندہ غزلیات کے چند اشعار پیش کرکے اپنے مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

کچھ عشق تھا کچھ مجبوری تھی سو میں نے جیون وار دیا
میں کیسا زندہ آدمی تھا اک شخص نے مجھ کو مار دیا
میں کھلی ہوئی اک سچائی' مجھے جاننے والے جانتے ہیں
میں نے کن لوگوں سے نفرت کی' اور کن لوگوں کو پیار دیا
وہ یار ہوں یا محبوب مرے' یا کبھی کبھی ملنے والے
اک لذت سب سے ملنے میں' وہ زخم دیا یا پیار دیا
مرے بچوں کو اللہ رکھے' ان تازہ ہوا کے جھونکوں نے
میں خشک پیڑ خزاں کا تھا' مجھے کیسا برگ و بار دیا

☆......☆......☆......☆

مزاح اور تمسخر

ایک مسکراہٹ بعض اوقات سینکڑوں تحفوں پر بھاری ہوتی ہے۔ اور خاص طور پر اس دور میں جب انسان بے اطمینانی اور پریشانی کا شکار ہے ایک دلفریب مسکراہٹ بکھیرنا بھی ایک بہت بڑی نیکی ہے۔ مگر مزاح اور تمسخر میں ایک بنیادی فرق ہے۔

مزاح تو ایک لطیف کیفیت اور نیک جذبہ ہے جس میں انسان اپنے ہجولیوں کو شریک کرتا ہے جس کے نتیجہ میں سنجیدہ اور پژمردہ چہرے کھل اٹھتے ہیں اور وہ بھی لطف اٹھاتا ہے جس کے متعلق بات کی گئی ہو۔ مگر جب اسی مزاح کے اندر تلخی پائی جائے اور کسی کو نشانہ بنا کر دلآزاری مقصود ہو تو اس کو تمسخر کہتے ہیں۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے سختی سے روکا ہے کیونکہ اس سے دل ٹوٹتے ہیں۔ فاصلے بڑھتے ہیں۔ دوستی کے شیشے میں بال آجاتے ہیں اور پھر یہ آبگینے کبھی نہیں جڑتے۔

خدا کے پیاروں کی مجلس ہمیشہ شگفتگی سے معمور رہتی ہے اور باوجود صدہا مشکلات اور دکھوں اور مصائب کے ان کے چہروں کی مسکراہٹ کوئی چھین نہیں سکتا۔ اور وہ ابدی خوشیوں کے چراغ روشن کرتے چلے جاتے ہیں۔ مگر کسی کا دل نہیں دکھاتے۔ کسی کو تکلیف نہیں دیتے۔ کوئی اپنی سبکی محسوس نہیں کرتا۔ کسی کو خفت نہیں اٹھانی پڑتی۔

یہ پاکیزہ اور لطیف مذاق ہے جو مسرتوں سے معمور کرتا ہے اور خدا والوں کی سنت جاریہ ہے حضرت صاحب نے کئی دفعہ یہ تذکرہ فرمایا ہے کہ احمدیوں خصوصاً واقفین نو میں یہ پاک مذاق اور لطیف جذبے پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ نعمت عطا فرمائے۔ آمین۔

جب بندہ اپنے آرام کو تج کرکے اپنے بھائیوں اور دوسروں کا خیال رکھنا شروع کردے تو خدا اس کو ضرور اپنی طرف کھینچتا ہے